عمران سیریز
گریٹ ایجنٹس
ظہیر احمد

عمران سیریز
گریٹ ایجنٹس
مکمل ناول
ظہیر احمد
یوسف برادرز
الحمد مارکیٹ
اردو بازار
لاہور
Mob: 0300-9401919

سرِ راہ

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''گریٹ ایجنٹس'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ کے ذوق کی آبیاری کے لئے ہم سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں جس کا ثبوت ظہیر احمد صاحب کا یہ ناول ہے۔

اللہ تعالٰی کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ جو لوگ کل کے لئے اپنا آج قربان کرتے ہیں۔ ان کا نہ صرف کل بلکہ آنے والی ہر صبح کامیابیوں، کامرانیوں کا پیغام لاتی ہے۔

آپ نے ظہیر احمد صاحب کے بہت سے ناول پڑھے ہوں گے لیکن یہ ناول ان سب سے جدا ہے۔ اس کا اپنا ہی لطف اور مزہ ہے۔ اس ناول کو پڑھنے کے بعد یقیناً آپ کہہ اٹھیں گے کہ عرصہ دراز کے بعد واقعی ایک بہترین ناول پڑھنے کو ملا۔

تو بسم اللہ کیجئے لیکن پہلے سرِ راہ۔

یہ سرِ راہ شاہد محمود صاحب کے ناول ''گنجے فرشتے'' کے لئے ترتیب دیا گیا تھا لیکن شاید کمپوزر صاحب کو منظور نہ تھا۔ انہوں نے گنجے فرشتے میں سرِ راہ کے لئے صرف دو صفحات ہی چھوڑے۔ اس لئے یہ سرِ راہ اس ناول کی زینت بن گیا۔ بہرحال گنجے فرشتے بھی اس ناول کے ساتھ ہی شائع ہو گیا ہے۔

لیجئے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات

کورنگی کراچی سے محبوب احمد لکھتے ہیں۔'' آپ کا ناول سمورائی نظر سے گزرا۔ بہت اچھا ناول ہے۔ مجھے جو بات اچھی لگی وہ یہ کہ آپ نے عمران کو مافوق الفطرت نہیں بنایا بلکہ انسان ہی رہنے دیا اور جو بات اچھی نہیں لگی وہ یہ کہ ناول بہت جلد ختم ہو گیا۔''

محترم محبوب احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کو عمران کا کردار پسند آیا۔ شکریہ۔ جہاں تک ناول کے جلد ختم ہونے کی بات ہے تو کیا آپ نہیں چاہیں گے کہ ناول کم سے کم قیمت میں آپ تک پہنچے۔ ناول اگر ضخیم ہو گا تو لازماً اس کی قیمت بھی بڑھ جائے گی جو ہماری پالیسی نہیں۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

راوی روڈ لاہور سے اظہر حسین شاہ لکھتے ہیں۔'' آپ کا ناول سمورائی پڑھا۔ اس ناول نے منہ کا ذائقہ ہی بدل دیا۔ ہم دو بھائی ہیں اور دونوں مظہر کلیم ایم اے کے ناول ہی پڑھتے ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور مصنف کے ناول نہیں پڑھتے۔ آپ کا ناول سمورائی یوسف برادرز نے شائع کیا ہے جو عرصہ دراز سے مظہر کلیم ایم اے کے ناول شائع کرتے آئے ہیں۔ صرف یوسف برادرز کی وجہ سے ناول خریدا۔ یہ آپ کا پہلا ناول ہے اور پہلے ناول کی حیثیت سے قابل تعریف ہے۔''

محترم اظہر حسین شاہ صاحب۔ خط لکھنے اور سمورائی کی پسندیدگی کا شکریہ۔ محترم منہ کا ذائقہ تو صرف کھانے سے بدلتا ہے۔ البتہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ''سمورائی'' نے آپ کے ذوق کا ذائقہ بدل دیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ناول کی خامیوں، کمزوریوں کی نشاندہی کریں اور اس کی مزید بہتری کے لئے آپ کی کیا تجاویز ہیں۔ آپ نے یوسف برادرز کی وجہ سے یہ ناول خریدا، اس اعتماد کا شکریہ۔ ہم انشاء اللہ آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگنے دیں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

راولپنڈی سے عمران ظہور لکھتے ہیں۔'' بھائی جان۔ یوسف برادرز کو دوبارہ شروع کرنے پر ڈھیروں مبارک ہو۔ میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ آپ کی نئی کتاب دیکھ کر مجھے کس قدر خوشی ہوئی۔ میرے دوست راجہ سرور نے مجھے فون کر کے بتایا کہ یوسف برادرز کی نئی کتاب ''سمورائی'' بازار میں آ گئی ہے۔ راجہ سرور کی کال مجھے رات گیارہ بجے موصول ہوئی تھی۔ بھائی جان آپ یقین کریں میں اس خوشی میں ساری رات نہیں سو سکا۔ صبح ناشتہ بھی نہیں کیا اور جب تک بازار سے آپ کا نیا ناول ''سمورائی'' نہیں لے آیا۔ میں نے کچھ نہیں کھایا۔ بھائی جان آپ مظہر کلیم ایم اے کی نئی کتابیں بھی شائع کریں۔ مجھے مظہر کلیم ایم اے کی کتابیں بہت پسند ہیں۔ پہلے آپ ہی شائع کرتے تھے۔ اب کیوں نہیں کرتے۔ آپ کے ادارہ کی کتابیں مجھے دل و جان سے پسند ہیں۔ اس وقت بازار سے ہمیں مظہر کلیم ایم اے کی نئی کتابیں تو مل جاتی ہیں مگر ان کی قیمت ....۔

محترم عمران ظہور صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ انتہائی قابل ستائش ہیں۔ آپ

نے یوسف برادرز کی نئی کتاب کی خاطر رات کی نیند اور صبح کا ناشتہ قربان کیا۔ اس کے لئے یوسف برادرز کا پورا سٹاف آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور آپ کے اس بے پناہ خلوص پر آپ کو دعوت دی جاتی ہے کہ آپ جب بھی لاہور تشریف لائیں۔ ہمیں مطلع کر دیں۔ یوسف برادرز کی جانب سے آپ کو باقاعدہ رسیو کیا جائے گا اور آپ کے اعزاز میں شاندار ڈنر پیش کیا جائے گا۔ یا اگر آپ پسند فرمائیں تو ہمارا نمائندہ راولپنڈی میں ہی یہ اہتمام کرنے کے لئے تیار ہے۔ آپ کے دوست راجہ سرور صاحب کا بھی بے حد شکریہ جنہوں نے ہماری کتب کے بارے میں آپ کو مطلع کیا۔ یہ دعوت آپ کے دوست راجہ سرور صاحب کے لئے بھی ہے۔

اور جس دوسرے ادارے کے بارے میں آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ۔ اس کے لئے معذرت چاہتے ہیں وہ باتیں ہم شائع نہیں کر سکتے۔ آپ اس ادارے کو براہ راست لکھیں۔ جہاں تک مظہر کلیم ایم اے کی نئی کتب شائع کرنے کا تعلق ہے تو سب سے پہلے ہم مظہر کلیم ایم اے کا نیا ناول ''ٹاپ سیکرٹ مشن'' انتہائی کم قیمت پر پیش کر چکے ہیں۔ جسے بے پناہ پذیرائی ملی۔ آپ نے ''سمورائی'' کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ اس بارے میں آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

تلہ گنگ ضلع چکوال سے ہارون طاہر لکھتے ہیں۔ ''میں عرصہ دراز سے مظہر کلیم ایم اے کی تحریر کردہ کتب پڑھتا چلا آ رہا ہوں۔ آپ کا ناول سمورائی نظر سے گزرا تو سرورق دیکھ کو یہی لگا کہ یہ مظہر کلیم ایم اے کا ہی ناول ہے۔ وہی انداز، وہی خوبصورت سا دلکش اور دلفریب ٹائٹل۔ لیکن مصنف شاہد محمود۔ خیر ناول خرید لیا۔ پڑھا، اچھا ہے۔ شاہد محمود صاحب تک میری مبارکباد پہنچا دیں۔

محترم ہارون طاہر صاحب۔ ناول خریدنے، پڑھنے اور پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ سرورق آپ کو پسند آیا اس کا بھی شکریہ۔ آپ کی مبارک باد جناب شاہد محمود صاحب تک پہنچ گئی ہے لیکن محترم آپ نے ناول کے بارے میں صرف یہ لکھا کہ اچھا ہے۔ اس میں کیا آپ کو اچھا لگا۔ کہانی کا ٹیمپو، کردار نگاری، سسپنس ، ایکشن، لحہ بہ لحہ بدلتے واقعات۔ دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ کہانی کے بارے میں ضرور مطلع کیا کیجئے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ریلوے بک سٹال سرگودھا سے سید ثاقب علی صاحب فرماتے ہیں۔ ''آپ کی کتابیں واقعی معیاری اور مناسب قیمت کی ہیں جنہیں ہمارے کسٹمرز نے بہت پسند کیا ہے۔ ہمارے پاس آپ کی کتابیں آتے ہی سیل ہو جاتی ہیں''۔

محترم سید ثاقب علی صاحب۔ آپ کی کال کا بے حد شکریہ۔ ہماری پہلے دن سے یہی کوشش ہے کہ ایسی کتابیں شائع کی جائیں جو ہر لحاظ سے معیاری اور کم قیمت ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے کسٹمرز کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دن بدن بڑھ رہی ہے اور اس میں یقیناً آپ جیسے دوستوں کا تعاون بھی شامل حال ہے ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی

اپنے قیمتی مشورے سے مطلع کرتے رہیں گے۔

اب چند باتیں اپنے ان پرخلوص دوستوں کے بارے میں جنہوں نے ادارہ سے تعاون میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

ان میں ملک نیوز ایجنسی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے جناب ملک محمد نوید صاحب اور کچہری بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہی جناب صابر حسین صاحب جو صابر نیوز ایجنسی کے مالک ہیں۔ جعفری بک ڈپو تلہ گنگ کے جناب نثار جعفری صاحب۔ المدینہ لائبریری اینڈ بابو کتاب گھر دنیا پور کے جناب تصور علی بابو صاحب اور اٹک شہر کے جناب محمد یوسف خان صاحب کے تو کیا ہی کہنے۔ پھر لاہور تشریف لے آئے۔ آتے ہی بھر پور چھپی ڈال کر بولے ''دیکھو یوسف میں پھر آ گیا ہوں۔'' جس پر میں نے لقمہ دیا۔'' پٹھان جو ٹھہرے۔'' بس پھر کیا تھا جناب محمد یوسف خان صاحب تھے اور ان کے فلک شگاف قہقہے۔

مجھے اگلے ماہ تک کے لئے اجازت دیجئے اور ہاں اس ناول ''گریٹ ایجنٹس'' اور اس کے ساتھ ہی دوسرے شائع ہونے والے ناول ''معصوم فرشتے'' کے بارے میں اپنی قیمتی آراء سے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آپ کے لئے بہتر سے بہتر ناول پیش کئے جائیں۔

والسلام

یوسف قریشی

''**سلیمان**۔ پیارے بھائی سلیمان'' ـــــــ عمران نے سلیمان کو اونچی آواز میں ہانک لگاتے ہوئے کہا لیکن سلیمان نے نہ اس کی آواز کا جواب دیا اور نہ ہی وہ وہاں آیا۔

''حیرت ہے۔ یہ سلیمان کو کیا ہو گیا۔ میری پہلی آواز سن کر وہ تو الہ دین کے جن کی طرح حاضر ہو جاتا تھا اب اسے کیا ہو گیا ہے۔ اوہ شاید میں اسے اس کے القابات سمیت نہیں پکار رہا اسی لئے وہ میری آواز سن نہیں رہا۔ سلیمان۔ محترم جناب آغا سلیمان پاشا صاحب ۔'' عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اسے آوازیں دینے لگا۔ لیکن جواب ندارد۔

''کیا بات ہے۔ اس نے کہیں کانوں میں روئی تو نہیں ٹھونس رکھی۔ یا میرے گلے میں کوئی سائلنسر فٹ ہو گیا ہے جو اس تک میری آواز نہیں پہنچ رہی'' ـــــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں

بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اسے آوازیں دینے لگا لیکن واقعی سلیمان جیسے اس کی آوازیں سن ہی نہیں رہا تھا۔

ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے عمران کے پاس فرصت ہی فرصت تھی اور فرصت کے ان لمحات میں عمران فلیٹ میں ہی رہتا تھا اور فلیٹ میں رہتے ہوئے ظاہر ہے وہ سوائے کتابیں پڑھنے اور سلیمان سے نوک جھونک کے سوا اور کیا کر سکتا تھا۔

وہ پچھلے تین روز سے فلیٹ میں تھا اور لائبریری میں گھسا ضخیم کتابوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس حالت میں سلیمان کو بھی عمران کو سوائے چائے بنا بنا کر دینے کے سوا جیسے دوسرا کوئی کام نہ ہوتا تھا اور یہ کام سلیمان کو ہر گھنٹے دو گھنٹے بعد کرنا پڑتا تھا۔ اس میں کئی بار ایسا ہوتا تھا کہ اسے عمران کو دی ہوئی سابقہ چائے دوبارہ گرم کر کے لا کر دینا پڑتی تھی۔ عمران بعض اوقات کتاب پڑھنے میں اس قدر منہمک ہوتا تھا کہ اسے قریب پڑی چائے کے ٹھنڈے ہونے کا پتہ ہی نہ چلتا تھا اور جب اسے خیال آتا اور وہ چائے کا سپ لیتا تو اسے کسی کولڈ مشروب کا سا لطف آ جاتا تھا اور وہ سلیمان کو پکارنا شروع ہو جاتا۔ سلیمان اس کی آوازیں سن کر آ تو جاتا تھا لیکن جب اسے پتہ چلتا کہ عمران نے اسے چائے گرم کرنے کے لئے بلایا ہے تو ناک منہ چڑھا کر عمران کو سو سو لیکچر دینا شروع کر دیتا۔ بظاہر تو وہ عمران کو چائے ٹھنڈی کرنے کی سزا کے طور پر وہی چائے گرم کر کے لانے کا کہتا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ

وہ اسے ہر بار نئی چائے ہی بنا کر لا دیتا تھا۔ اب بھی یہی ہوا تھا عمران کی نظریں کتاب سے ہٹیں تو اسے میز پر پڑی چائے نظر آ گئی جو میز پر پڑی پڑی نہ صرف ٹھنڈی ہو چکی تھی بلکہ اپنا رنگ بھی چھوڑ چکی تھی اور عمران اونچی آوز سے سلیمان کو بلا رہا تھا لیکن سلیمان نہ آ رہا تھا اور نہ ہی اس کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔

”کیا ہو گیا ہے اسے۔ میری آواز کیوں نہیں سن رہا“۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس نے میز پر پڑا بک سیور کارڈ اٹھا کر کتاب میں رکھا اور کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”سلیمان۔ بھائی سلیمان کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں یا آپ کی قوت سماعت کسی نے سلب کر لی ہے“۔۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن اس بار بھی سلیمان کا جواب نہ ملا تو وہ کمرے سے نکلا اور کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچن کے قریب پہنچا تو اسے کچن سے سلیمان کے گنگنانے کی آواز سنائی دی۔ وہ بڑے بے ڈھنگے انداز میں گنگنا رہا تھا۔ اس کی آواز سن کر عمران کا منہ بن گیا۔

”ہونہہ۔ تو یہ لاٹ صاحب کچن میں ہی تشریف فرما ہیں اور جان بوجھ کر میری آواز نہیں سن رہے۔ اچھا بچو نہ سنو میری آواز۔ اب دیکھ میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں“۔۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے کچن کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ بے اختیار اچھل پڑا۔ سلیمان کچن میں میز کرسی بچھائے بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے میز پر روسٹ چیں، قورمہ، بریانی

اور سلاد سمیت طرح طرح کے لوازمات پڑے تھے۔ جنہیں وہ بڑے مزے لے کر کھانے میں مصروف تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر بیٹھ گیا۔ پھر اٹھا اور اس نے میز پر آگے جھکتے ہوئے یوں ہاتھ پھیلا دیئے جیسے وہ میز پر موجود لوازمات عمران سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔

”اچھا۔ تو تم یہاں بیٹھے مزے کر رہے ہو اور ادھر میں ایک کپ چائے کے لئے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہا ہوں اور تم میری آواز ہی نہیں سن رہے تھے“ ——— عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”میں تو اب بھی آپ کی آواز نہیں سن رہا صاحب۔“ سلیمان نے کہا۔

”کیوں کیا بہرے ہو گئے ہو“ ——— عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے کانوں میں روئیاں ٹھونس رکھی ہیں۔ بھلا روئیوں کی موجودگی میں کوئی کسی کی آواز کیسے سن سکتا ہے اور آپ یہاں کیسے آ گئے۔ آپ تو ایک ضخیم کتاب پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کے قریب اتنی ہی ضخیم دو تین کتابیں اور بھی رکھ دی تھیں تاکہ آپ مصروف رہیں اور میں یہاں اطمینان سے بیٹھ کر لنچ کر سکوں۔“ سلیمان نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”لنچ۔ باپ رے۔ لنچ کے طور پر تم نے میز پر دنیا جہاں کا

سامان سجا رکھا ہے۔ اگر یہ لنچ ہے تو ڈنر کیا ہوتا ہوگا۔ اب میری سمجھ میں آ رہا ہے کہ تمہارے خرچے دن بدن بڑھتے کیوں جا رہے ہیں۔ غضب خدا کا میں دن رات صبح شام ماش کی دال کھا کھا کر اپنا معدہ چوپٹ کرتا رہوں اور تم یہاں مرغن غذائیں کھا کھا کر اپنا وزن بڑھاتے رہو۔ اور تم نے یہ میز پر اتنا سارا سامان کیوں سجا رکھا ہے۔ کیا اکیلے کھاؤ گے یہ سب۔ یہ سب تو میرے حساب سے چار آدمیوں کا کھانا ہے۔“ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”چار آدمیوں کا نہیں پانچ آدمیوں کا“ ——— سلیمان نے کہا۔

”مطلب۔ ایک وقت میں تم پانچ آدمیوں کا کھانا کھاتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”صاحب۔ آپ شاید یہاں میری خوش خوراکی کو نظر لگانے آئے ہیں۔ پچھلے تین دنوں سے میں نے پہلے ہی آپ کی وجہ سے اپنی خوراک کم کر رکھی ہے۔ پہلے صبح کے ناشتے میں آرام سے دس نان، چار آملیٹ، ایک پاؤ مکھن، چھ گلاس لسی، حریرہ جات اور مغز بادام کھا لیا کرتا تھا۔ لنچ میں سات آٹھ افراد کا کھانا اور ڈنر میں دس افراد کے برابر کھانا کھا لیتا تھا۔ مگر اب، ہونہہ۔ اب دن میں بیس بار مجھے آپ کے لئے چائے بنانی پڑتی ہے، نہ میں صحیح طور پر ناشتہ کر پاتا ہوں نہ لنچ اور نہ ڈنر۔ اس بھاگ دوڑ میں میری آدھی خوراک کم ہوگئی ہے۔ اس پر بھی آپ یہاں منہ بنانے آ گئے ہیں۔ سچ ہی کہا ہے کسی نے کوئی کسی

کو نہ کھاتے دیکھ سکتا ہے نہ روتے۔ کھاؤ تو لوگ آنکھیں پھاڑتے ہیں۔ روؤ تو سوائے ہمدردی جتانے کے اور کچھ بھی نہیں کرتے۔" سلیمان نے نان سٹاپ بولتے ہوئے کہا۔

"بس بول چکے یا کچھ اور بولنا باقی ہے" ــــــ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"دیں۔ اب آپ کو میرا بولنا بھی برا لگ رہا ہے۔ آخر آپ چاہتے کیا ہیں" ــــــ سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"میں تمہارا سر گنجا کروا کر اس پر گن کر سو جوتے مارنا چاہتا ہوں" ــــــ عمران نے کہا۔

"سوری۔ اس کام کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ ویسے بھی مجھے جوتے کھانے کا شوق نہیں ہے۔ یہ شوق اماں بی کی طرف سے آپ کو ہی مبارک ہو" ــــــ سلیمان نے کہا۔

"اماں بی کے ہاتھوں جوتیاں کھانے کو میں اپنا اعزاز سمجھتا ہوں۔ ان کی جوتیاں کھا کر میری کھوپڑی کی بیٹریاں چارج ہوجاتی ہیں لیکن جب میرے جوتے تمہارے گنجے سر پر پڑیں گے تو تمہاری کھوپڑی کی تمام بیٹریاں فیل ہوجائیں گی" ــــــ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ فضول میں میرا دماغ نہ کھائیں اور جائیں یہاں سے۔ میں کھانے کے بعد آپ کو لائبریری میں چائے پہنچا دوں گا" ـ سلیمان نے جیسے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ وا۔ کیا بات ہے۔ اپنے لئے اتنا کچھ اور میرے لئے صرف چائے، نہیں چلے گا۔ پہلے مجھے حساب دو" ــــــ عمران نے کہا۔

"کیسا حساب" ــــــ سلیمان نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ کہاں سے آیا ہے" ــــــ عمران نے کہا۔

"ہوٹل سے" ــــــ سلیمان نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"ہوٹل۔ ہونہہ۔ کون لایا ہے ہوٹل سے" ــــــ عمران نے کہا۔

"میں خود لایا ہوں۔ ظاہر ہے اپنا کام مجھے خود کرنا پڑتا ہے۔ میں نے الگ سے اپنے لئے کوئی ملازم تو نہیں رکھا ہوا" ــــــ سلیمان نے اسی انداز میں جواب دیا۔

"تو رکھ لو ملازم۔ تمہیں روکا کس نے ہے" ــــــ عمران نے اسے گھور کر کہا۔

"میری تنخواہیں تو آپ دینے کا نام نہیں لیتے۔ میرے ملازم کو کہاں سے دیں گے" ــــــ سلیمان نے کہا۔

"ویری گڈ۔ یعنی ملازم تمہارا ہو اور اس کی تنخواہ بھی میں دوں۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوا۔ مجھے تو آپ نے تنخواہ نہ دینے کی قسم کھا رکھی ہے۔ کم از کم میرے ملازم کو تو دینے کی حامی بھر لیں" ــــــ سلیمان نے

کہا۔

"ابھی میں تمہیں تنخواہیں نہیں دیتا تو تمہارا یہ حال ہے۔ ہوٹلوں سے طرح طرح کے کھانے منگوائے جا رہے ہیں۔ اگر تنخواہیں دینا شروع کر دوں تو تم کیا کرو گے"ــــــ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"پھر ایک وقت کا کھانا کھاؤں گا اور باقی شادی کے لئے بچا کر رکھوں گا"ــــــ سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

"کس کی شادی کے لئے"ــــــ عمران نے کہا۔

"اپنے ہونے والے بچوں کی شادیوں کے لئے"ــــــ سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"بہت خوب۔ اپنی شادی ہوئی نہیں اور بچوں کی شادیوں کی پلاننگ پہلے ہی شروع کر دی ہے"ــــــ عمران نے کہا۔

"کیا کروں صاحب۔ مہنگائی کا دور ہے۔ اگر میں اپنے آنے والے بچوں کے بارے میں آج نہیں سوچوں گا تو کب سوچوں گا"۔ سلیمان نے کہا۔

"میری باتوں کو ہوا میں اڑانے کی کوشش مت کرو۔ یہ بتاؤ۔ یہ سب کہاں سے لائے ہو"ــــــ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو بتایا تھا۔ ہوٹل سے لایا ہوں۔ کہیں تو ہوٹل کا نام بھی بتا دوں"ــــــ سلیمان نے کہا۔

"احمق کی دم۔ میں پوچھ رہا ہوں۔ یہ سب کچھ لانے کے لئے تمہارے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی۔ تھوڑی دیر پہلے جب میں نے تم سے کچھ کھانے کے لئے پوچھا تھا تو تم نے مجھے صاف کہہ دیا تھا کہ تمہارے پاس ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔ آج مجھے صرف چائے پر ہی گزارا کرنا پڑے گا۔ صبح بھی تم نے مجھے چائے کے ساتھ دو سوکھے ہوئے سلائس دیئے تھے جنہیں میں نے چائے میں بھگو بھگو کر بڑی مشکلوں سے حلق سے نیچے اتارا تھا۔ اگر تمہارے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں تھی تو پھر یہ سب کچھ کہاں سے آ گیا ہے"ــــــ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ وہ تو میں نے آپ کے لئے کہا تھا۔ آپ کو کھلانے کے لئے میرے پاس واقعی ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے"ــــــ سلیمان نے کہا۔

"اور اپنے لئے سب کچھ ہے"ــــــ عمران غرایا۔

"تو میں نے کون سی آپ کی جیبیں خالی کر دی ہیں جو آپ اتنا ناراض ہو رہے ہیں"ــــــ سلیمان نے کہا۔

"جیبیں خالی نہیں کیں تو یہ سب لانے کے لئے تم نے کس کی گردن کاٹی ہے"ــــــ عمران نے کہا۔

"ارے۔ توبہ توبہ۔ کیا باتیں کرتے ہیں آپ صاحب۔ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے میں کسی کا گلا کاٹوں گا۔ توبہ توبہ۔ فوراً اپنے کانوں کو ہاتھ لگائیں"ــــــ سلیمان نے کہا۔

"اپنے کانوں کو نہیں۔ میں تمہارے کانوں کو ہاتھ لگاؤں گا اور ایسا لگاؤں گا کہ نہ تمہارے کان رہیں گے اور نہ تم"۔۔۔۔۔ عمران نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"بہت اچھا ہوگا جو میرے کان نہیں ہوں گے۔ کم از کم بار بار چائے کے لئے جب آپ مجھے آوازیں دیں گے تو میں سن ہی نہیں پاؤں گا"۔۔۔۔۔ سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بتاتے ہو یا نہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا بتاؤں"۔۔۔۔۔ سلیمان نے بے چارگی سے کہا۔

"یہی کہ یہ سب لانے کے لئے تم نے رقم کہاں سے لی"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"آپ گھبرائیں نہیں۔ میں نے آپ کے لاکر کو نہیں کھولا جہاں بیس لاکھ پڑے تھے نہ میں نے آپ کے بریف کیس کو ہاتھ لگایا ہے جس میں پندرہ لاکھ روپے موجود تھے اور میں آپ کو یہ بھی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آپ کے کپڑوں کی الماری کو بھی ہاتھ نہیں لگایا جس کے ایک پرانے سوٹ کی جیب میں پانچ لاکھ روپے موجود تھے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے بڑے اطمینان سے بتاتے ہوئے کہا۔

"اور"۔۔۔۔۔ عمران نے چہرہ بگاڑ کر تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"اسی طرح میں نے ٹیبل کے نیچے چھپے ہوئے پانچ لاکھ اور ان تین لاکھ کو بھی نہیں دیکھا جو آپ نے پرانے جوتوں میں چھپا رکھے تھے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"ہر بات کے آخر میں "تھے" لگا رہے ہو اور اس کے باوجود بھی کہہ رہے ہو کہ تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ کیا میں دل کو تسلی رکھوں کہ یہ ساری رقوم اپنی جگہوں پر ہی ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"جی نہیں تھیں"۔۔۔۔۔ سلیمان نے کہا تو عمران نے بے اختیار سر پکڑ لیا۔

"مارے گئے۔ اب کہاں ہے وہ ساری رقوم"۔۔۔۔۔ عمران نے روہانسے لہجے میں کہا۔

"جہاں ہونا چاہیے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے بڑے اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کک۔ کہاں۔ کہاں ہونا چاہیے"۔۔۔۔۔ عمران نے ہکلا کر کہا۔

"جانے دیں صاحب۔ اب آپ مجھ سے یہ راز کی باتیں تو نہ پوچھیں۔ کچھ باتیں بتانے کے لیے نہیں چھپانے کے لئے بھی ہوتی ہیں"۔۔۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اتنی بڑی بڑی رقمیں جو میں نے تم سے چھپائی تھیں وہ"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ تو آپ نے میرے لئے ہی چھپائی تھیں۔ ویسے کیا فرق پڑتا ہے۔ آپ چھپائیں یا میں چھپاؤں۔ مقصد تو اس رقم کے چھپنے

چھپانے کا ہی ہے نا۔ سو میں نے چھپا دی ہے"۔ ——— سلیمان نے کہا۔

"لیکن اس رقم کو چھپانے کے لئے تم نے میری چھپائی ہوئی جگہوں سے رقم نکالی کیسے۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ نہ تم نے ان رقموں کو دیکھا تھا نہ انہیں ہاتھ لگایا تھا۔ پھر وہ رقم تمہاری چھپائی ہوئی جگہ پر کیسے پہنچ گئی" ——— عمران نے کہا۔

"چھپی ہوئی رقموں کا مجھے پہلے سے ہی علم تھا۔ بس انہیں غیر محفوظ جگہوں سے نکالنے کے لئے میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور ہاتھوں پر دستانے چڑھا لیے تھے"۔ ——— سلیمان نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار اپنا سر پیٹ لیا۔

"خدا کی پناہ۔ تم واقعی اتنے سیدھے نہیں ہو جتنے نظر آتے ہو۔" عمران نے کہا۔

"اب چھوڑیں بھی۔ آپ کا ہی ملازم ہوں۔ جتنے آپ سیدھے ہیں۔ میں بھی اتنا ہی سیدھا ہوں۔ اب ان رقموں کو بھول جائیں۔ وہ جہاں ہیں بالکل محفوظ ہیں اور اپنے صحیح ٹھکانے پر ہیں"۔ سلیمان نے کہا۔

"ہیں نہیں تھیں"۔ ——— عمران نے کہا تو اس بار سلیمان اچھل پڑا۔

"تھ۔ تھیں۔ کیا مطلب"۔ ——— سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے گھبراؤ نہیں۔ تم نے اڑتالیس لاکھ روپے پرانے ٹی وی کے اندر چھپائے تھے۔ میں نے سوچا کہ کہیں ان کے بارے میں مجھے نہ پتہ چل جائے اس لئے میں نے اس رقم کو وہاں سے نکال لیا تھا" ——— عمران نے کہا تو اس بار سلیمان کا رنگ اڑتا نظر آیا۔

"پ۔ پرانا ٹی وی۔ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں نے رقم پرانے ٹی وی میں چھپائی تھی"۔ ——— سلیمان نے ہکلا کر کہا۔

"جیسے تمہیں پتہ چلا تھا" ——— عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا تو سلیمان بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ۔ میں مارا گیا۔ صاحب۔ میرے اچھے صاحب۔ مجھے بتا دیں کہ وہ رقم آپ نے کہاں چھپائی ہے ہو سکتا ہے وہ جگہ بھی غیر محفوظ ہو۔ آپ وہ رقم مجھے دے دیں۔ میں اس رقم کو اس بار ایسی جگہ چھپاؤں گا جس کے بارے میں نہ آپ کو پتہ چل سکے گا اور نہ مجھے۔" سلیمان نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ میں نے کہا ہے نا۔ وہ بالکل سیف جگہ ہے۔ تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں صاحب۔ وہ جگہ بالکل سیف نہیں ہے۔ پلیز صاحب۔ مجھے بتا دیں۔ ارے یہ سب کچھ تو میں آپ کے لئے لایا تھا۔ میں تو صرف ان کا ذائقہ چکھ رہا تھا۔ اب مجھے کیا پتہ تھا کہ میرا ذائقہ چکھنا ہی میرے گلے پڑ جائے گا اور میں اتنی بڑی رقم اپنے ہاتھوں سے گنوا بیٹھوں گا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں دن رات اس ٹی وی کے پاس بیٹھ

کر بجھی ہوئی سکرین پر اپنا چہرہ دیکھتا رہتا"۔ ــــــ سلیمان نے روہانسے لہجے میں کہا۔

"ارے۔نہیں۔نہیں ۔تم یہ سب کھاؤ۔ کروعیاشی۔ یہ تمہاری آخری عیاشی ہے۔اس کے بعد تو تمہیں شاید ماش کی دال بھی کھانے کو نہ ملے کیونکہ میں اس رقم کے ساتھ ساتھ تمہارے کمرے میں موجود صوفوں کے نیچے چھپی ہوئی تیس لاکھ کی رقم بھی برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں جو تم نے میری ہی جیبیں کاٹ کاٹ کر برسوں سے وہاں چھپا رکھی تھی" ــــــ عمران نے کہا تو سلیمان یوں لڑکھڑا گیا جیسے گرنے لگا ہو۔

"ارے۔ارے۔کیا ہوا۔لڑکھڑا کیوں رہے ہو"۔ــــــ عمران نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مم۔میری زندگی بھر کی کمائی آپ نے حاصل کر لی ہے۔اب آپ کہتے ہیں میں لڑکھڑاؤں بھی نہیں۔ میرا تو بے ہوش ہونے کو دل چاہ رہا ہے"۔ ــــــ سلیمان نے کہا۔

"تو پھر جلدی سے ہو جاؤ بے ہوش ۔ تاکہ میں تمہاری بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا تو کھا سکوں"ــــــ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"اب میں اتنا بھی پاگل نہیں ہوں۔اتنا بڑا نقصان میں پہلے ہی کرا بیٹھا ہوں ۔ اب بے ہوش ہو کر اپنے ہاتھوں یہ کھانا بھی گنوا بیٹھوں۔ بہتر ہے کہ میں پہلے کھانا کھالوں پھر بے ہوش ہونے کے

بارے میں سوچوں گا" ــــــ سلیمان نے کہا پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ بولتا اندر کمرے میں موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یہ تو غلط بات ہے۔تمہیں بے ہوش ہونے کے بارے میں پہلے عمل کرنا چاہیے۔تھوڑا بہت میں تمہارے لئے بچالوں گا۔ ہوش میں آنے کے بعد کھالینا"۔ ــــــ عمران نے اسے جیسے قیمتی مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"بعد میں چاہے میرے حصے میں ہڈیاں اور سوکھی ہوئی روٹیاں ہی آئیں"۔ ــــــ سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ تمہاری قسمت"۔ــــــ عمران نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔اندر کمرے میں فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی جسے دونوں نے نظر انداز کر دیا تھا۔

"اس سے تو بہتر ہے کہ میں آپ کو اپنے ساتھ ٹیبل پر بٹھا لوں۔ دونوں مل بانٹ کر کھالیتے ہیں۔ بعد میں اسی طرح رقم بھی مل کر بانٹ لیں گے"۔ ــــــ سلیمان نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"مل بانٹ کر کھانے کا تو کام کیا جاسکتا ہے، دوسرا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"سوچ لیں صاحب۔اگر میں نے وہ رقم تلاش کر لی تو نقصان صرف آپ کا ہی ہوگا"۔ ــــــ سلیمان نے کہا۔

"سوچ لیا"۔ ــــــ عمران نے میز کے قریب پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یعنی وہ رقم میں نے ڈھونڈ لی تو میری"۔ ـــــ سلیمان نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں۔ بلکہ یہ کام تم ابھی سے شروع کر دو۔ میرے کھانا کھانے تک اگر رقم تم نے تلاش کر لی تو اتنی ہی رقم میں تمہیں اور بھی دوں گا" عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا واقعی۔ آپ سچ کہہ رہے ہیں نا"۔ ـــــ سلیمان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی" ـــــ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ویری گڈ۔ اماں بی نے تھوڑی دیر قبل یہ کھانا کوٹھی کے ڈرائیور کے ہاتھ خاص طور پر اپنے ہاتھوں سے بنا کر آپ کے لئے بھیجا تھا۔ میں اگر آپ کو آ کر کھانے کے لئے کہتا تو آپ نے ٹال مٹول سے کام لینا تھا۔ اسی لئے آپ کی کسی آواز کا میں نے جواب نہیں دیا تھا کہ جب میں آپ کو جواب نہیں دوں گا تو آپ خود ہی یہاں آ جائیں گے اور یہی ہوا۔ بہرحال اڑتالیس لاکھ آپ کے اور تیس لاکھ میرے۔ کل رقم اٹھہتر لاکھ بنتی ہے۔ آپ نے کہا ہے اگر میں اٹھہتر لاکھ تلاش کر لوں تو آپ اتنی ہی رقم مجھے اور دے دیں گے۔ اتنی رقم کے لئے میں ایک وقت کا تو کیا ایک ماہ کا کھانا بھی ترک کر سکتا ہوں۔ میں جا رہا ہوں صاحب۔ جلد ہی آپ کی چھپائی ہوئی رقم میرے پاس ہوگی۔ آپ بس میرے لئے مزید اٹھہتر لاکھ روپے تیار رکھیں" ـــــ سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"بہتر۔ رقم تلاش کرنے سے پہلے ذرا فون بھی سن لینا۔ دیکھنا کھانے کے وقت کس کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہا ہے"۔ ـــــ عمران نے کہا تو سلیمان سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔

ہمیشہ اس طرح کی نوک جھونک میں سلیمان ہی جیت جاتا تھا اور اس بار بھی اس کی جیت یقینی تھی۔ باتوں باتوں میں سلیمان نے عمران کو خود ہی بتا دیا تھا کہ وہ جان بوجھ کر اس کی آوازوں کو نہیں سن رہا تھا تاکہ وہ یہاں آ جائے اور آ کر کھانا کھا لے جو اماں بی نے ڈرائیور کے ہاتھ خاص طور پر اس کے لئے تیار کر کے بھیجا تھا۔ عموماً کوٹھی میں سے اماں بی اسے اسی طرح کھانا بنا کر بھیج دیتی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ عمران صاحبزادے جیسے فلیٹ میں رہ کر کیا کھاتا ہوگا۔ انہیں ہر وقت عمران کی صحت کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔ اس لئے وہ عمران کے لئے مرغن غذاؤں کے ساتھ ایک سے بڑھ کر ایک لوازمات بھیجتی رہتی تھیں۔

عمران نے ابھی کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسے دور سے سلیمان کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اسے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور سلیمان بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں بھاگتا ہوا واپس آ گیا۔

"صص۔ صاحب"۔ ـــــ سلیمان نے بری طرح سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ حیرت اور خوف سے بگڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا۔ ٹیلی فون سے کسی نے نکل کر تمہارے پیٹ میں مکا مار

دیا ہے کیا جو اس بری طرح سے چیخ رہے ہو"۔ ـــــ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"صص۔ صاحب۔ بڑے صاحب۔ بیگم صاحبہ"۔ ـــــ سلیمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"بڑے صاحب، بیگم صاحبہ۔ کیا مطلب"۔ ـــــ عمران نے بری طرح سے چونک کر کہا۔ سلیمان جس بری طرح سے گھبرایا ہوا اور پریشان نظر آرہا تھا اس کے انداز سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ ضرور کوئی خطرناک بات ہے۔

"جلدی بولو۔ بات کیا ہے"۔ ـــــ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"بڑے صاحب، بیگم صاحبہ اور چھوٹی بی بی کو کوٹھی سے اغوا کر لیا گیا ہے"۔ ـــــ سلیمان نے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے کہا تو عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اغوا"۔ ـــــ عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"جی ہاں۔ کوٹھی سے کریم بابا کی کال تھی۔ انہوں نے کہا ہے کہ کوٹھی میں اچانک چند مسلح افراد داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے وہاں زبردست فائرنگ کرتے ہوئے کوٹھی کے محافظوں اور کئی ملازموں کو ہلاک اور زخمی کر دیا ہے اور وہ زبردستی بڑے صاحب اور بیگم صاحبہ اور ان کے ساتھ چھوٹی بی بی کو بھی پکڑ کر لے گئے ہیں"۔ ـــــ سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر

گزر گیا۔ دوسرے لمحے وہ میز کے پیچھے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کچن سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر سر عبدالرحمن، اماں بی اور ثریا کے اغوا کی خبر سن کر شدید پریشانی اور سختی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا اپنے کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ اچانک کمرے میں موجود ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

دارالحکومت سے تقریباً سو کلومیٹر دور ایک نئی تعمیر شدہ کالونی کے وسط میں موجود ایک فرنشڈ کوٹھی کے ایک کمرے میں ایک نہایت لمبا تڑنگا، کسرتی جسم کا مالک شخص میز کے پیچھے بیٹھا تھا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے مگر اس کے باوجود اس کا چہرہ کسی صحت مند نوجوان کی طرح تروتازہ تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

اس شخص کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی لیکن اس کے باوجود اس کے چہرے پر معمولی سی بھی سلوٹ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ سفید بھنوئیں اور اس کی بڑی بڑی سفید مونچھیں اسے بے حد باوقار اور سخت گیر بنا رہی تھیں۔ اس کا نام تو کچھ اور تھا لیکن اس نے اپنی شخصیت اور جسامت کے پیش نظر اپنا نام دادا رستم رکھا ہوا تھا۔

دادا رستم اسرائیل کی ایک خفیہ سینڈیکٹ کا چیف تھا۔ اس کی دھاک نہ صرف اسرائیل بلکہ دنیا کے بے شمار سینڈیکیٹس پر بیٹھی ہوئی

تھی کیونکہ دادا رستم کا سینڈیکیٹ جب حرکت میں آتا تھا تو بڑی بڑی ایجنسیوں اور سینڈیکیٹس کا تاروپود بکھیر کر رکھ دیتا تھا۔

اس کا اور اسرائیل کا آپس میں زبردست گٹھ جوڑ تھا۔ اسرائیل والے اس کے سینڈیکیٹ کی آڑ میں اسے عموماً فلسطینی مجاہدین کے خلاف استعمال کرتے تھے۔ دادا رستم اور اس کے سینڈیکیٹ نے اسرائیل اور اس کے گردونواح میں موجود بے شمار فلسطینی تنظیموں کو بے پناہ نقصان پہنچایا تھا اور اس کے ہاتھوں کئی نامور فلسطینی لیڈر ہلاک ہو گئے تھے گو کہ دادا رستم اور اس کا گروپ زیادہ تر جرائم کی دنیا میں اپنا مثبت کردار ادا کرتے تھے لیکن حقیقت میں اس گروپ کا تعلق اسرائیل کی ایک خفیہ ایجنسی سے تھا جسے دادا رستم کے کوڈ نام ڈی آر ایجنسی سے منسوب کیا گیا تھا اور اس ایجنسی کا کام ظاہر ہے فلسطین اور فلسطینی مجاہدین کے خلاف محاذ آرائی ہی ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسرائیل ڈی آر ایجنسی کو بیرون ملک بھی کئی مشنوں پر بھیج چکا تھا جہاں ڈی آر ایجنسی نے نمایاں کارنامے سرانجام دیے تھے۔ اس ایجنسی کو اسرائیل خاص طور پر ٹارگٹ کلنگ کے طور پر استعمال کرتا تھا۔

ڈی آر ایجنسی کا انڈر ورلڈ سے گہرا رابطہ تھا اور شاید دنیا کے کسی سینڈیکیٹ کو علم نہیں تھا کہ دادا رستم سینڈیکیٹ اور ڈی آر ایجنسی کا ایک ہی نام ہے۔ ساری دنیا دادا رستم کو دادا رستم کے نام سے اور ڈی آر ایجنسی کو ڈی آر ایجنسی کے نام سے ہی جانتی تھی۔ دادا رستم تو دھڑلے سے کام کرتا تھا جبکہ ڈی آر ایجنسی کا صرف نام ہی سننے میں آتا تھا یا پھر ان

ان کے کارناموں کی تفصیل۔ اس ایجنسی کا چیف کون تھا اور اس ایجنسی کا کنٹرول کس کے پاس تھا اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔

دادا رستم کو بیرونی مشن پر جب ٹارگٹ کلنگ کے لئے بھیجا جاتا تو اس کی غیر موجودگی میں دادا رستم سینڈیکیٹ کو اس کا کوئی ہمشکل چلاتا تھا جسے ظاہر ہے میک اپ میں وہاں متعین کیا جاتا تھا تاکہ کسی کو دادا رستم کی اسرائیل میں غیر موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔ اب وہی دادا رستم پاکیشیا میں موجود تھا۔

دادا رستم اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا ایک مقامی اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے اخبار سمیٹ کر ایک طرف رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس'' ۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد غراہٹ آمیز تھا جو کسی خونخوار درندے سے مشابہہ تھا۔

''فلیرے بول رہا ہوں باس'' ۔۔۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔ فلیرے دادا رستم کا نمبر ٹو تھا۔ جو دادا رستم کی طرح بے حد سخت گیر اور انتہائی سفاک انسان تھا لیکن دادا رستم سے بات کرتے ہوئے اس کا سانس بھی اس کے سینے میں اٹک اٹک جاتا تھا۔

''یس فلیرے۔ کوئی رپورٹ'' ۔۔۔۔ دادا رستم نے بدستور فراہٹ آمیز انداز میں کہا۔

''یس باس۔ ایک اہم اطلاع ہے'' ۔۔۔۔ دوسری طرف سے فلیرے نے اسی انداز میں کہا۔

''تو بولو۔ وقت کیوں ضائع کر رہے ہو'' ۔۔۔۔ دادا رستم نے غرا کر کہا۔

''یس۔ یس باس۔ وہ مجھے ٹی ون کے بارے میں معلومات مل گئی ہیں'' ۔۔۔۔ دوسری طرف سے دادا رستم کی غراہٹ سن کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ٹی ون۔ گڈ۔ کیا رپورٹ ملی ہے اس کے بارے میں'' دادا رستم نے کہا۔

''اس نے یہاں اپنا نام سیٹھ سکندر رکھا ہوا ہے۔ اس کا یہاں کاروں کا شوروم ہے اور وہ یہاں ایک مضافاتی کالونی میں رہائش پذیر ہے۔ زمرد کالانی۔ سیٹلائٹ ٹاؤن کوٹھی نمبر بی سکس تھری'' دوسری طرف سے فلیرے نے جواب دیا۔

''کیسے معلوم ہوا اس کے بارے میں'' ۔۔۔۔ دادا رستم نے پوچھا۔

''میں اور میرے ساتھی دارالحکومت میں پھیلے ہوئے ہیں اور جدید آلات سے خاص طور پر ان کی نگرانی کر رہے ہیں جو پچھلے ایک ماہ کے دوران ایکریمیا سے پاکیشیا پہنچے تھے۔ میں نے ائرپورٹ پر جا کر انکوائری کی تھی اور امیگریشن کے ریکارڈ سیکشن میں جا کر بھاری رقم خرچ کی تو مجھے ان افراد کے بارے میں ایک خاصی لمبی لسٹ فراہم کر دی گئی جو پچھلے ایک ماہ سے اب تک ایکریمیا کی مختلف ریاستوں سے پاکیشیا

آ چکے ہیں۔ لسٹ کے ساتھ مجھے ان کے پاسپورٹس کی کاپیاں بھی مل گئی تھیں۔ لسٹ میں تقریباً آٹھ سو افراد ہیں۔ جن کی دستاویزات اور ان کی پاسپورٹ پر تصویریں دیکھ کر میں نے اندازہ لگایا تھا کہ ان میں وہ آٹھ افراد بھی موجود ہیں جن کی تلاش میں ہم یہاں آئے ہیں۔ میں نے ان افراد کی تصویریں اپنے گروپ میں بانٹ دی تھیں جسے بنیاد بنا کر ہم ان آٹھ افراد کو تلاش کر رہے تھے۔ ابھی دو گھنٹے قبل میرے ایک ساتھی نے مجھے سیٹھ سکندر کے بارے میں بتایا تھا کہ ان آٹھ افراد میں سے اس نے ایک شخص کو مارک کر لیا ہے جس کا حلیہ تقریباً ان افراد میں سے ایک کا ہے۔ میرے ساتھی نے اسے ایک کمرشل پلازہ سے باہر آتے دیکھا تھا۔ جدید آلات سے اسے معلوم ہوا کہ وہ شخص میک اپ میں ہے۔ گو اس نے انتہائی جدید اور زبردست میک اپ کر رکھا تھا لیکن جدید آلات سے اس کا پول کھل گیا۔ بہرحال مجھے اس کے بارے میں بتایا گیا تو میں نے از خود اس شخص کا احاطہ کیا اور اس کی نگرانی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں مزید معلومات اکٹھی کرنی شروع کر دیں تب مجھے معلوم ہوا کہ اس نے دارالحکومت میں ایک کار شو روم اور زمرد کالونی کی رہائش گاہ بہت بڑی بڑی اماؤنٹ دے کر حال ہی میں خریدے تھے۔ میں نے اس کی ڈی ایس ایس کیمرے سے تصاویر لیں اور ان تصاویر کو فوری طور پر ڈویلپ کرایا۔ جس سے اس کا اصل چہرہ سامنے آ گیا ہے اور پتہ چل گیا ہے کہ وہ کوئی اور نہیں میٹاگون سے فرار ہونے والا ابو حسام ہے۔“ دوسری

طرف سے فلیرے نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ابوحسام۔ اوہ۔ اب کہاں ہے وہ“ ۔۔۔۔۔ دادا رستم نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

”وہ اپنی رہائش گاہ میں ہے باس“۔ ۔۔۔۔ فلیرے نے جواب دیا۔

”اس کی رہائش گاہ میں کون رہتا ہے اس کے ساتھ۔“ دادا رستم نے پوچھا۔

” وہاں اس کے ساتھ اس کے چند ملازموں کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا باس۔ البتہ اتنا ضرور پتہ چلا ہے کہ اس کے ملازم باقاعدہ ٹرینڈ افراد ہیں اور ان کے پاس اسلحہ بھی ہے“۔ ۔۔۔۔ فلیرے نے کہا۔

”تم اسے یہاں لا سکتے ہو یا اسے یہاں لانے کے لئے مجھے خود آنا پڑے گا“۔ ۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

”اوہ۔ نہیں باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اسے جلد ہی لے کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا“۔ ۔۔۔۔ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا۔

”جلدی سے تمہاری کیا مراد ہے“۔ ۔۔۔۔ دادا رستم نے سرد لہجے میں کہا۔

”م میرا مطلب ہے۔ میں ایک دو گھنٹوں میں اسے آپ کے پاس لے آؤں گا“ ۔۔۔۔ دوسری طرف سے فلیرے نے بوکھلا کر

کہا۔

"دو گھنٹوں کا مطلب دو گھنٹے ہوتا ہے" ـــــ داوا رستم نے درشت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں جانتا ہوں باس۔ ابوحسام اگلے دو گھنٹوں میں آپ کے قدموں میں ہوگا" ـــــ فلیرے نے اسی لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ اور کوئی بات" ـــــ داوا رستم نے کہا۔

"یس باس۔ ایک خبر اور ہے" ـــــ دوسری طرف سے فلیرے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"بولو" ـــــ داوا رستم نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس۔ پاکیشیا میں اسرائیل کا ایک اور سینڈیکیٹ سرگرم ہے۔ بلیک سینڈیکیٹ جس کا سربراہ آرگوس اپنے پورے گروپ کے ساتھ یہاں موجود ہے" ـــــ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا تو داوا رستم پہلی بار چونک پڑا۔

"آرگوس اپنے گروپ کے ساتھ یہاں موجود ہے۔ وہ یہاں کیا کر رہا ہے" ـــــ داوا رستم نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے اپنے ایک ساتھی بروگو کی ڈیوٹی آفیسر کالونی میں لگائی تھی۔ وہ رہائش گاہوں کی جدید مشینوں اور آلات سے چیکنگ کا ماہر ہے۔ اس کے لئے وہ ایک اسٹیشن ویگن سے ایک آفیسر کالونی میں داخل ہوگیا تھا۔ ویگن میں موجود آلات اور مشین سسٹم سے ان رہائش گاہوں کو اندر اور باہر سے چیک کر رہا تھا کہ اسے ایک رہائش گاہ کے اندر شدید ہلچل سی دکھائی دی۔ اندر کچھ مسلح افراد موجود تھے جو رہائش گاہ میں دندناتے پھر رہے تھے اور وہاں موجود سیکیورٹی اہلکاروں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ بروگو اسٹیشن ویگن کو اس رہائش گاہ کی دوسری طرف ایک بند گلی میں لے گیا اور اس نے رہائش گاہ کو مزید چیک کرنے کے لئے اندر بی ایم ایکس ریز پھیلا دیں تو اسے رہائش گاہ کا سارا ماحول ایک ویژنل سکرین پر دکھائی دینے لگا۔ اندر بلیک سینڈیکیٹ کے افراد موجود تھے۔ ان کے ساتھ آرگوس بھی تھا۔ وہ شاید اس رہائش گاہ سے کسی آفیسر کو اغوا کرنے آئے تھے۔ رہائش گاہ سے انہوں نے ایک ادھیڑ عمر شخص، ایک بوڑھی عورت اور ایک نوجوان لڑکی کو نکال کر ایک بڑی ویگن میں ڈالا اور انہیں وہاں سے لے کر نکل گئے۔ وہ سب میک اپ میں تھے لیکن بروگو نے بی ایم ریکس ریز سے سکرین پر ان کے اصلی چہرے دیکھ لئے تھے۔ وہ اس سینڈیکیٹ کے افراد اور آرگوس کو بخوبی پہچانتا ہے" ـــــ دوسری طرف سے فلیرے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ آفیسر کون ہے جسے آرگوس اغوا کر کے لے گیا ہے" ـــــ داوا رستم نے کہا۔

"وہ آفیسر سینٹرل انٹیلی جنس آف بیورو کا ڈائریکٹر جنرل ہے باس۔ اس کا نام سر عبدالرحمٰن ہے اور بوڑھی عورت شاید اس کی بیوی ہے اور لڑکی ان کی بیٹی" ـــــ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا تو داوا رستم کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہوگئے۔

"سر عبدالرحمٰن۔ اوہ۔ یہ تو وہی سر عبدالرحمٰن ہیں جو پاکیشیا کے خطرناک ایجنٹ علی عمران کے والد ہیں"۔۔۔۔ داوا رستم نے کہا۔

"یس باس۔ یہ وہی ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے فلیرے نے جواب دیا۔

"اوہ۔ مگر آرگوس نے انہیں کیوں اغوا کیا ہے۔ سر عبدالرحمٰن کی حد تک تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ اسے ان سے کوئی اہم کام ہوگا لیکن اس نے ان کی اہلیہ اور بیٹی کو کیوں اغوا کیا ہے"۔۔۔۔ داوا رستم نے کہا۔

"معلوم نہیں باس۔ اس بات پر تو مجھے بھی حیرت ہے۔" دوسری طرف سے فلیرے نے کہا۔

"کیا تم نے پتہ لگایا ہے کہ آرگوس انہیں کہاں لے گیا ہے۔" داوا رستم نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے یہ ساری معلومات حاصل کر لی ہیں باس۔ بروگو نے ان کا سائنسی طریقے سے تعاقب کیا تھا۔ وہ ان تینوں کو فیری کالونی، بلاک تھری فیز ون کی ایک رہائش گاہ میں لے گئے ہیں۔ رہائش گاہ کا نمبر چودہ ہے"۔۔۔۔ فلیرے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں دیکھ لیتا ہوں۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔ اگلے دو گھنٹوں میں ابوحسام میرے سامنے ہونا چاہیے"۔۔۔۔ داوا رستم نے سر جھٹک کر کہا۔

"اوکے باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا تو

رستم نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ سوچتا رہا پھر اس نے ایک کارڈ لیس فون اٹھایا اور اس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ انکوائری پلیز"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا کی ریاست کارسلان کا رابطہ نمبر دیں"۔ داوا رستم نے کہا۔

"ہولڈ آن پلیز"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اسے ایکریمیا کی ریاست کارسلان کا نمبر دے دیا گیا۔ داوا رستم نے پھر نمبر ملایا۔

"یس انکوائری فرام کارسلان"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایس ڈی کلب کا نمبر دو"۔۔۔۔ داوا رستم نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں پلیز"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ پھر اسے ایک نمبر نوٹ کرا دیا گیا تو داوا رستم ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ ایس ڈی کلب"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"داوا رستم"۔۔۔۔ داوا رستم نے جواباً غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس۔ یس باس۔ ریڈگر بول رہا ہوں۔ حکم باس"۔ دوسری طرف سے داوا رستم کی آواز سن کر یکلخت بے حد بوکھلائے ہوئے لہجے

میں کہا گیا۔

''ڈیمرے سے بات کراؤ''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے اسی لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ ہولڈ کریں۔ میں ابھی بات کراتا ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رسیور میں چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی پھر ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ ڈیمرے سپیکنگ''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی۔ شاید فون پہلے اٹنڈ کرنے والے ریڈگر نے اسے بتا دیا تھا کہ کس کی کال ہے۔

''ڈیمرے۔ تمہارا انڈر ورلڈ مخبری کا نیٹ ورک بے حد وسیع ہے۔ یہاں تک کہ تمہارے کئی اسرائیلی سینڈیکیٹس سے بھی گہرے روابط ہیں''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ ایسا ہی ہے''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایشیا کے ایک پسماندہ ملک پاکیشیا میں اسرائیل کا ایک سینڈیکیٹ گیا ہوا ہے۔ بلیک سینڈیکیٹ۔ جس کے ساتھ ان کا سربراہ آرگوس بھی ہے۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ آرگوس پاکیشیا میں کب اور کیوں گیا ہے''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

''معلومات حاصل کرنے کے لئے کیا آپ مجھے کچھ وقت دے سکتے ہیں باس''۔۔۔۔۔۔ ڈیمرے کی آواز آئی۔

''کتنا وقت''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

''چار گھنٹے''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈرتے ڈرتے کہا گیا۔ جیسے طویل وقت کا سن کر دادا رستم بگڑ نہ جائے۔

''اوکے۔ چار گھنٹوں بعد میں خود تمہیں کال کروں گا۔ لیکن اس وقت تمہارے پاس مفصل اور حتمی معلومات ہونی چاہئیں''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرے پاس ایسے ذرائع ہیں کہ میں ان سے ہر طرح کی معلومات حاصل کر سکتا ہوں''۔ دوسری طرف سے ڈیمرے نے وقت ملنے پر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آرگوس کا یہاں ہونے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے اور اس نے سر عبدالرحمٰن، ان کی اہلیہ اور ان کی بیٹی کو اغوا کرنے کی حماقت کیوں کی ہے۔ ایسا کر کے اس نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی ہے۔ عمران کو جب معلوم ہو گا کہ اس کے ماں باپ اور بہن کو اغوا کر لیا گیا ہے تو وہ موت بن کر آرگوس اور اس کے گروپ پر ٹوٹ پڑے گا اور انہیں عمران سے اپنی جانیں بچانی مشکل ہو جائیں گی''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے اس معاملے کو مجھے خود جا کر چیک کرنا چاہیے۔ آرگوس اور اس کے گروپ کی یہاں موجودگی میرے لئے بھی پریشانی کا

باعث بن سکتی ہے۔ اس کی وجہ سے میں بھی عمران کی نظروں میں آ سکتا ہوں اور مجھے اس وقت تک خود کو عمران کی نظروں سے دور رکھنا ہے جب تک میں اپنے ٹارگٹس کے بارے میں نہیں جان لیتا۔'' دادا رستم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے میز کے نیچے لگی ہوئی ایک بیل کا بٹن پریس کیا تو باہر دور کہیں مترنم بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آواز قریب آتی سنائی دی اور پھر دروازے پر آ کر رک گئی۔

دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر آ گیا۔

''یس باس''۔۔۔۔۔ آنے والے نوجوان نے دادا رستم کو مودبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''ڈیوس اور کارلی سے کہو کہ وہ فوراً میرے پاس آ جائیں اور مارٹی سے کار نکالنے کو کہو''۔۔۔۔۔ دادا رستم نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''او کے باس''۔۔۔۔۔ آنے والے نوجوان نے کہا اور الٹے قدموں سے باہر نکل گیا۔

آرگوس نے فون کا رسیور کریڈل پر رکھا اور مسکراتے ہوئے سامنے بیٹھے نوجوان کو دیکھنے لگا۔

''کس کا فون تھا باس''۔۔۔۔۔ دوسرے نوجوان نے آرگوس کو اس طرح مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ جس کا نام کارٹی تھی۔ وہ آرگوس کا نمبر ٹو تھا۔

''ڈارسی سے بات کر رہا تھا۔ وہ یہاں میرے پاس پاکیشیا آ رہی تھی''۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

''آپ خود ہی اس بار انہیں ساتھ نہیں لائے تھے۔ حالانکہ جہاں آپ جاتے ہیں وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہی رہتی ہیں''۔۔۔۔۔ کارٹی نے کہا۔

''ہاں۔ اس بار وہ اپنے کسی ذاتی کام کے سلسلے میں رک گئی تھی۔ اس کا کام پورا ہو گیا ہے۔ اب وہ آ رہی تھی مگر میں نے اسے آنے

سے روک دیا ہے"۔ ——— آرگوس نے کہا تو کارٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ تینوں کہاں ہیں"۔ ——— چند لمحے توقف کے بعد آرگوس نے کارٹی سے پوچھا۔

"میں نے انہیں ڈارک روم میں پہنچا دیا ہے باس"۔ کارٹی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ان کی حفاظت کی ذمہ داری تم پر ہے کارٹی۔ خیال رکھنا انہیں اس وقت تک ہوش میں نہیں آنا چاہیے جب تک میں نہ کہوں گا"۔ ——— آرگوس نے کہا۔

"لیس باس۔ آپ بےفکر رہیں۔ ایسا ہی ہوگا"۔ کارٹی نے کہا۔

"گلاسٹر کی طرف سے کوئی پیغام تو نہیں آیا"۔ ——— آرگوس نے کہا۔

"نو باس۔ ابھی تک اس کی کوئی کال نہیں آئی ہے۔ میں نے ایک دو بار اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس کا سیل فون آف ہے"۔ ——— کارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ وہ احمق اتنا وقت کیوں لگا رہا ہے اور اس نے اپنا فون کیوں آف کر رکھا ہے"۔ ——— آرگوس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو اس سے دوبارہ رابطے کی کوشش کروں"۔ کارٹی نے کہا۔

"نہیں رہنے دو۔ وہ خود ہی آ جائے گا"۔ ——— آرگوس نے

سر جھٹک کر کہا تو کارٹی خاموش ہو گیا۔

"باس۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ آپ نے علی عمران کے ماں باپ اور اس کی بہن کو آخر کس مقصد کے لئے اغوا کیا ہے۔ ان کا ہمارے مشن سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"۔ ——— کارٹی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد آرگوس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ انہیں اغوا کر کے میں نے حماقت کی ہے"۔ آرگوس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نو باس۔ میرا کہنے کا یہ مقصد نہیں تھا"۔ ——— کارٹی نے گھبرا کر کہا۔

"تو پھر کیا کہنا چاہتے ہو تم"۔ ——— آرگوس نے کہا۔

"کک۔ کچھ نہیں باس"۔ ——— کارٹی نے اسی لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ میں نے عمران کے ماں باپ اور اس کی بہن کو ایک خاص مقصد کے لیے اغوا کیا ہے۔ وہ مقصد کیا ہے اس کے بارے میں تمہیں میں ابھی کچھ نہیں بتاؤں گا۔ وقت آنے پر تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ میری پلاننگ کیا ہے"۔ ——— آرگوس نے کہا۔

"لیس باس۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ کیا کرنا ہے"۔ ——— کارٹی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آرگوس چونک پڑا۔

"گلاسٹر کی کال ہو گی"۔ ——— آرگوس نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ آرگوس نے اپنا نام لئے بغیر اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

"بی ون بول رہا ہوں باس" ـــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اتنی دیر سے کال کیوں کی ہے" ـــــ آرگوس نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کی مطلوبہ میڈیسن کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا باس۔ اس لئے دیر ہوگئی" ـــــ دوسری طرف سے بی ون نے کہا۔

"اوکے۔ کیا مطلوبہ میڈیسن مل گئی ہے" ـــــ آرگوس نے پوچھا۔

"یس باس۔ جس میڈیکل سٹور پر وہ میڈیسن ہے اس کا نمبر نوٹ کر لیں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی اس نے آرگوس کو ایک نمبر نوٹ کرا دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ مطلوبہ میڈیسن اسی سٹور میں ہے"۔ آرگوس نے کہا۔

"یس باس۔ کنفرم ہونے کے بعد میں آپ کو کال کر رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے بی ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم کہاں ہو" ـــــ آرگوس نے پوچھا۔

"میں اسی میڈیکل سٹور کے باہر ہوں" ـــــ بی ون نے

کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں فون پر بات کر لوں پھر تمہیں دوبارہ کال کر کے بتاتا ہوں کہ تمہیں کیا کرنا ہے" ـــــ آرگوس نے کہا۔

"او کے باس" ـــــ دوسری طرف سے بی ون نے کہا تو آرگوس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کارٹی تم باہر جاؤ" ـــــ آرگوس نے کہا تو کارٹی سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تو یہ ہے علی عمران کا فون نمبر" ـــــ کارٹی کے جانے کے بعد آرگوس نے بی ون کا نوٹ کرایا ہوا نمبر دیکھتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا۔ اس نے فون کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو فون پر موجود ڈائلنگ بٹن یکلخت روشن ہو گئے۔ آرگوس نے نوٹ کئے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــــ چند لمحوں بعد رابطہ ملتے ہی ایک سنجیدہ سی آواز سنائی دی تو آرگوس کے ہونٹوں پر یکلخت زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

"آج تم نے اپنا تفصیلی تعارف نہیں کرایا مسٹر علی عمران"۔ آرگوس نے آواز بدل کر بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔

"کیسا تعارف" ـــــ دوسری طرف سے عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"وہی علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"۔ آرگوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون بول رہے ہو تم"۔ ——— دوسری طرف سے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد عمران نے کہا۔

"میں جو بھی ہوں۔ کم از کم تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں"۔ آرگوس نے کہا۔

"میرے پاس تمہاری فضول باتیں سننے کا وقت نہیں ہے۔ جو کہنا ہے جلدی کہو"۔ ——— دوسری طرف سے عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی جلدی میں معلوم ہوتے ہو۔ بہر حال سنو۔ تمہیں اب تک یہ اطلاع تو مل ہی گئی ہو گی کہ تمہارے بوڑھے ماں باپ اور ایک بہن اغوا کر لی گئی ہے"۔ ——— آرگوس نے کہا۔

"اور انہیں تم نے اغوا کیا ہے۔ یہی کہنا چاہتے ہونا تم"۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور سنجیدگی کا عنصر تھا۔

"اب تم خود ہی سمجھدار ہو تو مجھے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے"۔ آرگوس نے ہنس کر کہا۔

"کیا چاہتے ہو۔ مجھے کیوں فون کیا ہے"۔ ——— دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

"ابھی تو میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ فی الحال میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ تمہارے بوڑھے ماں باپ اور بہن میرے پاس ہیں اور وہ بالکل محفوظ ہیں۔ تمہیں ان کے بارے میں فکر

کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ ——— آرگوس نے کہا۔

"اور کچھ"۔ ——— دوسری طرف سے عمران نے غرا کر کہا۔

"اور کچھ کہنے کا ابھی وقت نہیں ہے"۔ ——— آرگوس نے اسی لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ جب وقت آئے گا تو بتا دینا"۔ ——— دوسری طرف سے عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی فون لائن بے جان ہو گئی۔ شاید دوسری طرف سے عمران نے رابطہ منقطع کر دیا تھا۔

"ہونہہ۔ فون بند کر دیا ہے احمق نے۔ ابھی تو میں نے اسے یہ بتانا تھا کہ وہ بہت جلد ایک ایک کر کے اپنے ماں باپ اور بہن کی لاشیں وصول کرنے والا ہے۔ پہلے اسے اپنے باپ کی لاش ملے گی پھر ماں کی اور پھر بہن کی"۔ ——— آرگوس نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور وہی نوجوان کارٹی اندر آ گیا جو کچھ دیر قبل اس کے پاس بیٹھا تھا۔

"یس باس"۔ ——— کارٹی نے اندر آ کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران کے باپ کو آپریشن روم میں لاؤ۔ مجھے آج اور ابھی اس کی لاش عمران کو تحفے میں بھیجنی ہے"۔ ——— آرگوس نے کہا تو اس کی بات سن کر کارٹی بری طرح سے چونک پڑا۔

"لاش"۔ ——— کارٹی کے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ میں اپنے مشن کا آغاز سر عبدالرحمن کی لاش عمران کو تحفے میں بھیج کر کرنا چاہتا ہوں"۔ ــــــ آرگوس نے سرد لہجے میں کہا تو کارٹی نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے نکلا میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"یس"۔ ــــــ آرگوس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایکریمیا سے ڈیمرے بول رہا ہوں"۔ ــــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو آرگوس بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈیمرے تم۔ تمہیں میرا نمبر کیسے معلوم ہوا"۔ ــــــ آرگوس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے سائٹی کلب فون کیا تھا۔ وہاں تمہارے نمبر ٹو بلوفر سے بات ہوئی تھی۔ میں نے تمہیں ایک ایمرجنسی اطلاع دینی تھی اس لئے میں نے بڑی مشکلوں سے تمہارے نمبر ٹو سے تمہارا نمبر معلوم کیا ہے۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ اگر میں نے اطلاع نہیں پہنچائی تو نہ تم رہو گے اور نہ تمہارا سینڈیکیٹ"۔ ــــــ دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا۔

"اوہ۔ ایسی کیا بات ہوگئی ہے جس کے لیے تم مجھے اتنی دور کال کرنے پر مجبور ہوگئے ہو"۔ ــــــ آرگوس نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا دوست ہوں آرگوس اور دوست کا فرض ہے کہ وہ

اپنے دوست کو ممکنہ خطرے یا پریشانی سے آگاہ کرے"۔ ــــــ دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہیں جو کہنا ہے کھل کر کہو۔ اس طرح پہیلیاں نہ بجھواؤ"۔ ــــــ آرگوس نے منہ بنا کر کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کیا تمہارا نمبر محفوظ ہے"۔ ــــــ دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے سوپر سونک سیٹلائیٹ بٹن آن کر رکھا ہے۔ اس کال کو نہ کہیں سنا جاسکتا ہے اور نہ ہی ٹریس کیا جاسکتا ہے۔ تمہیں جو کہنا ہے کھل کر کہو"۔ ــــــ آرگوس نے کہا۔

"میں تمہیں جو بتانے جا رہا ہوں اس کا تعلق تمہاری زندگی اور موت سے ہے آرگوس"۔ ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پھر وہی بات۔ آخر تم کھل کر بات کیوں نہیں کرتے"۔ آرگوس نے اس بار غرا کر کہا۔

"تم بھی تو میری بات سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے"۔ دوسری طرف سے ڈیمرے نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم اس اطلاع کے بدلے میں مجھ سے معاوضہ لینا چاہتے ہو"۔ ــــــ آرگوس نے کہا۔

"ہاں"۔ ــــــ دوسری طرف سے ڈیمرے نے خوش ہو کر کہا۔

"بولو۔ کتنا معاوضہ چاہتے ہو"۔ ــــــ آرگوس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"دس لاکھ ڈالرز"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا تو
آرگوس بے اختیار چونک پڑا۔

"دس لاکھ ڈالرز۔ کیا اطلاع اس قدر اہم ہے جس کے لئے تم
مجھ سے اتنی بڑی رقم مانگ رہے ہو"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"ہاں۔ آرگوس۔ میں نے تمہیں بتایا ہے نا کہ یہ تمہاری اور
تمہارے سینڈیکیٹ کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے"۔۔۔۔۔ دوسری
طرف سے ڈیمرے نے کہا۔

"اوکے۔ معاوضہ تمہیں مل جائے گا۔ بولو۔ کیا اطلاع ہے"۔
آرگوس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"دادا رستم کو تمہارے بارے میں اطلاع مل گئی ہے کہ تم پاکیشیا
میں ہو اور اس نے مجھے یہ ذمہ داری دی ہے کہ میں اسے معلوم کر کے
بتاؤں کہ تم پاکیشیا میں کس مشن پر گئے ہو"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے
ڈیمرے نے کہا تو دادا رستم کا نام سن کر ایک لمحے کے لیے آرگوس کا
رنگ متغیر ہو گیا۔

"دادا رستم۔ اوہ۔ کیا وہ بھی پاکیشیا میں ہے"۔۔۔۔۔ آرگوس
نے کہا۔

"ہاں۔ دادا رستم نے خود مجھ سے بات کی تھی۔ اس نے جس نمبر
سے کال کی تھی وہ بھی ایک سیٹلائٹ فون کا نمبر تھا لیکن تم جانتے ہو کہ
میرے پاس سپیشل فونک سرچ مشین موجود ہے جس سے ہر قسم کے
سیٹلائٹ فون نمبرز کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ دادا رستم نہ صرف پاکیشیا میں

بلکہ دارالحکومت میں موجود ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیمرے نے
کہا۔

"اوہ۔ وہ یہاں کیا کر رہا ہے"۔۔۔۔۔ آرگوس نے پریشانی
کے عالم میں کہا۔

"سوری۔ میں تمہیں یہ نہیں بتا سکتا"۔۔۔۔۔ دوسری طرف
سے ڈیمرے نے کہا۔

"میرے بارے میں اسے کیسے معلوم ہوا ہے کہ میں پاکیشیا میں
ہوں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔ بہرحال اس نے مجھے کال کر کے کہا تھا کہ
میں تمہارے سینڈیکیٹ کے مشن کے بارے میں معلومات حاصل کر کے
بتاؤں"۔۔۔۔۔ ڈیمرے نے کہا۔

"پھر۔ کیا تم نے اسے کال کی ہے"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"نہیں"۔۔۔۔۔ ڈیمرے نے کہا۔

"کیوں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"آرگوس۔ میرا مخبری کا بہت وسیع نیٹ ورک ہے اور اسرائیل
اور ایکریمیا میں ایسا کوئی شعبہ نہیں ہے جہاں تک میری رسائی نہ ہو۔
میں نے ہر ممکن معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھیں لیکن اس بار
میں تمہیں برملا کہوں گا کہ میں تمہارے مشن کے بارے میں معلومات
حاصل کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ حالانکہ اسرائیل اور ایکریمی
سینڈیکیٹس کے ساتھ ساتھ میں یورپی ممالک کی سرکاری اور غیر سرکاری

ایجنسیوں کے بارے میں بھی بے پناہ معلومات رکھتا ہوں اور مجھے پتہ ہوتا ہے کہ کب کہاں اور کیا ہونے والا ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا تو آرگوس کے چہرے پر پہلی بار آسودہ سی مسکراہٹ آ گئی۔

"میں پاکیشیا میں ایک ٹاپ سیکرٹ مشن پر ہوں ڈیمرے۔ اور اس مشن کے بارے میں سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا"۔ آرگوس نے زہریلی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتے ہوئے کہا۔

"یہی وجہ ہے کہ واقعی میرا نیٹ ورک اس بار تمہارے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں کر سکا۔ بہرحال میں تمہارے ٹاپ سیکرٹ مشن کے بارے میں نہیں پوچھوں گا۔ تم دادا رستم سے ہوشیار رہو۔ وہ اپنی موجودگی میں فارن ممالک میں کسی دوسری ایجنسی یا سینڈیکیٹ کو پسند نہیں کرتا۔ اسے تمہارے پاکیشیا میں ہونے کی اگر اطلاع ملی ہے تو وہ یقیناً یہ بھی جانتا ہوگا کہ تم کہاں ہو۔ اس سے پہلے کہ وہ تمہارے ٹھکانے پر پہنچ جائے اور تمہیں کوئی نقصان پہنچائے تم فوراً اپنا ٹھکانہ بدل لو۔ ایک دوست ہونے کے ناطے میں تمہیں یہی ایک مشورہ دے سکتا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیمرے نے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"تمہارے خلوص کا شکریہ ڈیمرے۔ تم نے دادا رستم کے بارے میں اطلاع دے کر مجھے ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہونے سے بچالیا ہے۔ بہرحال تم فکر نہ کرو۔ میں جس مشن پر کام کر رہا ہوں۔ اس سے

مجھے دادا رستم کبھی نہیں روک سکتا۔ میں خود ہی اس کا کوئی انتظام کرلوں گا"۔۔۔۔ آرگوس نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ اور میرا معاوضہ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا۔

"بلوفر کے پاس چلے جاؤ۔ وہ تمہیں معاوضہ ادا کر دے گا۔ میں اسے ابھی فون کر دیتا ہوں"۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"اوہ۔ تھینک یو۔ تھینک یو ویری مچ۔ تم واقعی دوستوں کے دوست ہو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈیمرے نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو آرگوس نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور دوبارہ نمبر پریس کرنے لگا۔ اس نے ایکریمیا میں اپنے مخصوص سائٹ کلب کے بلوفر کو فون کر کے ڈیمرے کے بارے میں ہدایات دیں اور ایک مرتبہ پھر ٹون کلیئر کر کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بارعب آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے آرگوس بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔ آرگوس نے آواز سن کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بولو۔ کیوں فون کیا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"جناب مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا میں دادا رستم بھی موجود ہے۔ اسے شاید کسی طرح میرے بارے میں علم ہوگیا ہے۔ اس نے

ڈیمرے کو کال کی تھی اور ڈیمرے سے میرے بارے میں معلومات
حاصل کرنے کو کہا تھا"۔۔۔۔۔ آرگوس نے اسی طرح مودبانہ لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر۔ کیا معلومات دی ہیں ڈیمرے نے اسے"۔۔۔۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"ڈیمرے کے پاس۔ میرے بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں ہے
جناب۔ میں یہاں جس مشن پر کام کر رہا ہوں اس کے بارے میں یا تو
آپ جانتے ہیں یا میں۔ میں نے اس مشن کے بارے میں اپنے کسی
قریبی ساتھی کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا"۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"گڈ۔ یہ تم نے عقلمندی کی ہے۔ تم اپنے مشن پر کام جاری رکھو۔
میں دادا رستم سے بات کرتا ہوں وہ تمہارے آڑے نہیں آئے گا"۔
دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر۔ تھینک یو سر۔ تھینک یو"۔۔۔۔ آرگوس نے خوشامدانہ
لہجے میں کہا۔

"اور کوئی بات"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"نہیں جناب۔ میں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ بہت جلد
آپ کو اچھی خبر سناؤں گا"۔۔۔۔ آرگوس نے اسی طرح خوشامد
بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے اوکے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا
گیا۔ آرگوس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور یوں گہرے گہرے سانس
لینے لگا۔ جیسے وہ کسی عفریت سے بات کر رہا تھا اور وہ عفریت اسے

فون سے نکل کر ہڑپ کر لے گا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور کارٹی
اندر آ گیا۔

"میں نے سر عبدالرحمٰن کو آپریشن روم میں پہنچا دیا ہے باس"۔
کارٹی نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آؤ اسے ہلاک کر کے اس کی لاش کے ٹکڑے
کرتے ہیں۔ پھر ہمیں اس لاش کو عمران تک پہنچانے کا بندوبست بھی
کرنا ہے"۔۔۔۔ آرگوس نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ میز کے
پیچھے سے نکلا اور کارٹی کے ساتھ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عمران نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور ایک کوڈ ملا کر فون کو سپیشل کیا اور پھر دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ ۔ فرمائیں کیسے یاد کیا ہے"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے عمران کی آواز پہچان کر کہا۔

"ابھی چند لمحے قبل میرے فون پر ایک کال آئی تھی۔ ایس ایس ٹریسر مشین آن کر کے پتہ لگاؤ کال کہاں سے آئی تھی۔ مجھے ساری لوکیشن سے آگاہ کرنا"۔۔۔۔۔ عمران نے جیسے بلیک زیرو کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہوگئی ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف

سے بلیک زیرو نے عمران کی غیر معمولی سنجیدگی محسوس کر کے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کوٹھی سے ڈیڈی، اماں بی اور ثریا کو اغوا کرلیا گیا ہے۔ اغوا کنندگان ایک سے زائد تھے۔ انہوں نے کوٹھی پر باقاعدہ ریڈ کیا تھا۔ وہاں سیکیورٹی گارڈز کے ساتھ انہوں نے کئی ملازمین کو بھی ہلاک و زخمی کر دیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کون لوگ تھے وہ اور انہوں نے سر عبدالرحمٰن، اماں بی اور ثریا بہن کو کیوں اغوا کیا ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"وہ جو کوئی بھی ہیں اور انہوں نے جو گھناؤنی حرکت کی ہے اس کا بہرحال انہیں خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ ابھی چند لمحے پیشتر مجھے ایک کال آئی تھی کوئی شخص آواز بدل کر بات کر رہا تھا اس نے کہا ہے کہ ڈیڈی، اماں بی اور ثریا کے اغوا میں اس کا ہاتھ ہے۔ میرے فون کی ریکارڈنگ مشین میں اس کی آواز ریکارڈ ہے۔ تم ایس ایس ٹریسر مشین سے اس ریکارڈنگ کو اپنے پاس محفوظ کر لو۔ میں وہاں خود آ کر وائس چیکر مشین سے معلوم کروں گا کہ وہ کون ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"او کے۔ میں یہ کام کر لوں گا"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

"میں کوٹھی جا رہا ہوں۔ تم مجھے لوکیشن اور باقی تفصیلات معلوم کر کے میرے سپیشل سیل فون پر کال کر لینا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے کوڈ ملا کر
فون کو عام کیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور تیزی سے اندرونی کمرے
میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ لباس بدل کر باہر آیا اور پھر فلیٹ سے نکلتا
چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا کوٹھی کی جانب اڑا جا
رہا تھا۔اس نے ابھی چند ہی سڑکیں کراس کی ہوں گی کہ اسے اندازہ
ہوگیا کہ اس کا باقاعدہ تعاقب کیا جارہا ہے۔ گو کہ تعاقب کرنے والا
بڑی احتیاط سے کام لے رہا تھا اور وہ ایک سفید رنگ کی کار میں عمران
کی کار سے کافی فاصلے پر تھا لیکن وہ بھلا عمران کی عقابی نظروں سے
کیسے بچ سکتا تھا۔ عمران نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ وہ ایک نوجوان تھا اور
کار میں اکیلا تھا۔ عمران نے اس نوجوان اور سفید کار کو اپنے فلیٹ سے
کچھ فاصلے پر بھی دیکھا تھا لیکن وہ چونکہ سر عبدالرحمٰن، اماں بی اور ثریا
کے اغوا ہونے کی کشمکش میں مبتلا تھا اس لئے اس نے اس پر زیادہ توجہ
نہ دی تھی مگر اب جب اس نے اس سفید کار کو اپنے تعاقب میں دیکھا
تو اس کا ماتھا ٹھنکا۔ اسے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ تعاقب کرنے والے
کا تعلق انہی اغوا کنندگان سے ہی ہوسکتا ہے۔ عمران کے ہاتھ ایک اہم
مہرہ آرہا تھا اس لئے وہ اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس
نے کوٹھی کی طرف جانے کی بجائے کار ایک دوسری سڑک کی طرف موڑ
لی۔ دو تین سڑکیں گھوم کر اس نے کار مضافات کی طرف جانے والی
ایک سڑک پر موڑی اور عقبی آئینے سے سفید کار کو اپنے تعاقب میں
دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ کافی آگے جا کر

اس نے ایک موڑ مڑتے ہی کار کو سڑک کے سائیڈ میں موجود درختوں
کے درمیان میں روکا اور کار سے نکل آیا۔ تعاقب کرنے والی کار ابھی
خاصی پیچھے تھی اور موڑ مڑ کر اس طرف آنے والی تھی۔ عمران نے اپنی
کار کے ڈیش بورڈ سے ایک آٹو مشین گن نکال کر ہاتھ میں لے لی
اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور موڑ کے قریب آ کر ایک
درخت کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے سفید رنگ کی کار موڑ مڑ کر اس
کی طرف آ گئی۔ موڑ مڑتے ہوئے کار کی رفتار خاصی کم تھی۔ جیسے ہی
وہ موڑ مڑی عمران نے سفید کار کے اگلے ٹائر کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔
ماحول یکے بعد دیگرے دو دھماکوں سے گونج اٹھا۔ کار کا ٹائر پھٹنے سے
کار بری طرح سے لہرا گئی تھی اور وہ سنبھلتے سنبھلتے بھی دائیں طرف
موجود ایک درخت سے آ ٹکرائی تھی۔ اس سے پہلے کہ کار میں موجود
نوجوان کار سے نکلتا عمران بھاگتا ہوا کار کے قریب پہنچ گیا۔ نوجوان
نے اسے دیکھ کر جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر نکلنا چاہا مگر عمران نے
جھپٹ کر اس کی گردن دبوچ لی اور کار سے باہر گھسیٹ لیا۔
"خبردار۔ اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا"۔۔۔۔۔ عمران نے
غراتے ہوئے کہا اور گن اس کے سر سے لگا دی۔
"مم۔ میں۔ میں"۔۔۔۔۔ نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔
"منہ دوسری طرف کرو۔ جلدی"۔۔۔۔۔ عمران نے اسی انداز
میں کہا تو نوجوان فوراً دوسری طرف گھوم گیا۔ جیسے ہی وہ دوسری طرف
گھوما عمران کا گن والا ہاتھ حرکت میں آیا اور نوجوان بری طرح سے

چیختا ہوا کار کے دروازے سے جا ٹکرایا اور نیچے گر پڑا۔ عمران نے اس کے سر کے عقبی حصے میں گن کا دستہ مار دیا تھا۔ جس سے وہ فوراً بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے جھک کر اس کی نبض چیک کی۔ پھر وہ مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اٹھا اور کار میں گھس کر کار کی تلاشی لینے لگا۔ کار کی تلاشی لے کر اس نے نوجوان کی جیبیں ٹٹولیں۔ اس کی جیب سے ایک مشین پسٹل، پرس اور ایک جدید قسم کا سیل فون نکلا۔ عمران نے اس کا پرس کھولا۔ پرس میں کرنسی کے ساتھ ایک آئی ڈی کارڈ بھی تھا۔ اس کارڈ کو دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ یہ کارڈ ایکریمیا کے ایک سینڈیکیٹ بلیک سینڈیکیٹ کا تھا۔ جس پر اس نوجوان کا نام گلاسٹر اور اس کا کوڈ بی ون لکھا ہوا تھا۔

"ہونہہ۔ تو یہاں بلیک سینڈیکیٹ سرگرم ہے اور اس اغوا کے پیچھے ان کا ہاتھ ہے"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے ساری چیزیں جیب میں ڈالیں اور نوجوان کو اٹھا کر درختوں کے درمیان میں لے آیا۔ نوجوان کو ایک درخت کے قریب ڈال کر وہ اپنی کار کے پاس آیا۔ اس نے کار کے پچھلے حصے سے رسی کا ایک گچھا نکالا اور اسے لے کر دوبارہ نوجوان کے پاس آ گیا۔ اس نے نوجوان کو اٹھا کر درخت کے تنے سے لگایا اور پھر اس کے گرد رسی لپیٹنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں نوجوان درخت کے تنے سے بندھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

نوجوان کو باندھنے کے بعد عمران نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ پکڑ لیا۔ چند ہی لمحوں میں نوجوان کا دم گھٹا تو اس کے جسم

ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر عمران نے ہاتھ ہٹا لیے۔ نوجوان ایک لمحے کے لئے لاشعوری طور پر ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس کا رنگ اڑ گیا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ"۔۔۔۔ نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام گلاسٹر ہے۔ تم بلیک سینڈیکیٹ کے ممبر ہو اور تمہارا کوڈ بی ون ہے"۔۔۔۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی آنکھوں میں بے اختیار خوف ابھر آیا۔

"نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ میں گلاسٹر نہیں ہوں۔ نہ ہی میرا کسی سینڈیکیٹ سے تعلق ہے۔ تمہیں میرے بارے میں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے"۔۔۔۔ گلاسٹر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے صاف محسوس کر لیا تھا کہ وہ اداکاری کر رہا ہے۔

"چلو مان لیتا ہوں۔ تم جو کوئی بھی ہو یہ بتاؤ میرا تعاقب اور نگرانی کیوں کر رہے تھے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تعاقب۔ نگرانی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ بھلا مجھے تمہارا تعاقب یا نگرانی کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔۔۔۔ گلاسٹر نے فوراً کہا۔ عمران تیز نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ نوجوان بے پناہ تربیت یافتہ ہے۔ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا۔ اس نے جیب سے

اپنا ریوالور نکالا اور اس کا چیمبر کھول دیا۔ چیمبر لوڈڈ تھا۔ عمران ایک ایک کر کے اس میں سے گولیاں نکالنے لگا۔

"یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو"۔۔۔۔۔ گلاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھ رہا ہوں۔ ان میں سے کس گولی پر تمہارا نام لکھا ہے"۔ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ چیمبر میں آٹھ خانے تھے۔ عمران نے اس میں سے سات گولیاں نکال لیں۔

"دیکھو۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ بہت غلط کر رہے ہو۔ مجھے جانے دو"۔۔۔۔۔ گلاسٹر نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے چیمبر بند کیا اور باقی گولیاں جیب میں رکھ لیں۔ پھر اس نے ہتھیلی سے چیمبر کو زور زور سے گھمانا شروع کر دیا۔

"تم۔ تم"۔۔۔۔۔ گلاسٹر نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اس ریوالور کے آٹھ خانے ہیں۔ ان میں سے سات خانوں کو میں نے خالی کر دیا ہے۔ صرف ایک خانے میں گولی ہے۔ میں پہلی بار تمہاری دائیں ٹانگ کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دوں گا۔ دوسری بار تمہاری بائیں ٹانگ پر فائر کروں گا۔ اگر گولی نہ چلی تو تیسری بار تمہارے پیٹ پھر سینے پر اور پھر تمہاری گردن پر اس کے بعد تم بچ گئے تو اگلی بار ریوالور کی نال تمہارے منہ میں ڈال کر ٹریگر دبا دوں گا۔ ساتواں نشانہ تمہاری دائیں کنپٹی پر ہوگا۔ اس کے باوجود بھی گولی نہ چلی تو آٹھویں

بار جب ٹریگر دبے گا تو تمہارے ماتھے سے گولی تمہارے سر میں داخل ہوجائے گی۔ اب دیکھتے ہیں گولی تمہارے جسم کے کس حصے کو اڑاتی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے لاپرواہ انداز میں کہا۔

"تت۔ تم آخر چاہتے کیا ہو۔ اگر تمہارا پروگرام مجھے لوٹنے کا ہے تو میری کار کی ڈگی میں ایک بریف کیس موجود ہے۔ اس بریف کیس میں دس ہزار روپے موجود ہیں وہ لے لو اور میری جان بخش دو"۔۔۔۔۔ گلاسٹر نے اسی طرح مصنوعی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور ریوالور کا رخ اس کی دائیں ٹانگ کی طرف کر کے یکلخت ٹریگر دبا دیا۔ ٹرچ کی آواز آئی اور گلاسٹر کا تنا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا ہوگیا۔

"تمہاری دائیں ٹانگ تو بچ گئی ہے۔ اب بائیں ٹانگ کو دیکھتے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ریوالور اس کی دوسری ٹانگ کی طرف کر دیا۔

"میں تمہیں اس سے زیادہ بھی رقم دے سکتا ہوں۔ پلیز مجھے چھوڑ دو"۔۔۔۔۔ گلاسٹر نے کہا اور اس کی بات ختم ہوتے ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسری بار پھر ٹرچ کی آواز ابھری۔

"تمہاری دوسری ٹانگ بھی بچ گئی۔ کیا خیال ہے۔ اب تمہارے پیٹ کو آزمایا جائے۔ اگر پیٹ خالی ہے تو ہوسکتا ہے گولی کھانے سے بھر جائے"۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور ریوالور کی نال اس کے پیٹ سے لگا دی۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں عمران۔ میرا کسی بلیک سینڈیکیٹ سے تعلق نہیں ہے"۔ ـــــ گلاسٹر نے سر جھٹک کر کہا۔

"چلو پیٹ پر ریوالور رکھنے سے تمہیں میرا نام تو یاد آیا۔ اب یہ تو نہیں کہو گے کہ تم مجھے نہیں جانتے"۔ ـــــ عمران نے مسکرا کر کہا تو گلاسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران نے اس کے پیٹ پر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار گلاسٹر کے جسم کو واضح جھٹکا لگا تھا۔ ریوالور سے اس بار بھی گولی نہیں چلی تھی۔

"لگتا ہے تمہارا پیٹ خاصا بھرا ہوا ہے۔ اس میں گولی کھانے کی گنجائش نہیں ہے۔ خیر کوئی بات نہیں تمہارے سینے پر دل کے مقام کو نشانہ بنا لیتا ہوں۔ شاید اس بار گولی چل جائے۔ اور"۔ ـــــ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا اور ریوالور کی نال اس کے سینے پر عین دل کے مقام پر رکھ دی۔ گلاسٹر کی آنکھوں میں اب حقیقتاً خوف دوڑ گیا تھا اور اس کے پورے جسم سے پسینہ پھوٹ پڑا تھا۔

"تم معلوم کیا کرنا چاہتے ہو"۔ ـــــ گلاسٹر نے خوف سے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا بتا دو کہ آرگوس کہاں ہے"۔ ـــــ عمران نے کہا۔

"آ آرگوس۔ کون آرگوس۔ میں کسی آرگوس کو نہیں جانتا"۔ گلاسٹر نے سر جھٹک کر کہا اور عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ گلاسٹر کے جسم کو ایک بار پھر جھٹکا لگا لیکن گولی اب بھی نہ چلی۔ عمران نے ریوالور اس کی گردن

سے لگا دی۔

"بلیک سینڈیکیٹ کا سربراہ آرگوس کہاں ہے"۔ ـــــ عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"م۔ میں۔ میں نہیں جانتا"۔ ـــــ گلاسٹر نے خوف سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے جسم کے مساموں سے بے پناہ نکلنے والے پسینے نے اس کا سارا لباس بھگو کر رکھ دیا تھا۔ عمران نے ٹریگر دبایا تو پانچواں راؤنڈ بھی خالی گیا۔ ریوالور سے ٹرچ کی آواز کے سوا کچھ نہ نکلا تھا۔

"بڑی قسمت والے ہو۔ بہرحال کب تک۔ پانچ راؤنڈ خالی چلے گئے ہیں۔ ضروری نہیں کہ چھٹا بھی خالی جائے"۔ ـــــ عمران نے ریوالور اس کے منہ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"رر۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ ٹریگر نہ دبانا۔ میں بتاتا ہوں"۔ گلاسٹر نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ عمران کے نفسیاتی حربے نے چند ہی لمحوں میں اس کی تربیت اس کی ناک کے راستے باہر نکال دی تھی۔ چند لمحے قبل گلاسٹر جو عمران کے سامنے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کر رہا تھا اب وہ حقیقتاً بے حد خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے اور اس کی آنکھوں میں موت کے سائے واضح طور پر لہراتے دکھائی دے رہے تھے۔

"شروع ہو جاؤ"۔ ـــــ عمران نے کہا تو گلاسٹر نے اسے ایک ایڈریس بتا دیا۔

"کیا بلیک سینڈیکیٹ کے تمام ممبران یہاں موجود ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں"۔۔۔۔ گلاسٹر نے کہا۔

"ان کی تعداد کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بیس۔ بیس افراد ہیں"۔۔۔۔ گلاسٹر نے کہا۔

"تم لوگوں کا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے"۔۔۔۔ عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ آرگوس نے ہمیں مشن کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی"۔۔۔۔ گلاسٹر نے جواب دیا۔ عمران نے اس کے لہجے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"تم میرے ماں باپ اور بہن کو اغوا کرنے کا مقصد بھی نہیں جانتے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ بالکل بھی نہیں"۔۔۔۔ گلاسٹر نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔

"میرے ماں باپ کی رہائش گاہ پر تمہارے علاوہ اور کتنے افراد نے کارروائی میں حصہ لیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کل آٹھ افراد۔ مجھ سمیت آٹھ افراد تھے"۔۔۔۔ گلاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان سب کو کیا تم لیڈ کر رہے تھے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہمارے ساتھ آرگوس کا نمبر ٹو آرتھر تھا وہی ہمیں لیڈ کر

رہا تھا"۔۔۔۔ گلاسٹر نے کہا۔

"میری نگرانی کیوں کی جا رہی تھی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آرگوس نے مجھے یہ معلوم کرنے بھیجا تھا کہ میں یہ دیکھوں کہ تم اپنے فلیٹ میں ہو یا نہیں۔ وہ تم سے فون پر بات کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اردگرد کے مکینوں سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کر کے آرگوس کو بتا دیا تھا اور انہی لوگوں سے مجھے تمہارے فلیٹ کا فون نمبر بھی مل گیا تھا"۔۔۔۔ گلاسٹر نے جواب دیا۔

"کیا فون خود آرگوس ریسیو کرتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں"۔۔۔۔ گلاسٹر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اس کا نمبر تمہارے سیل فون میں فیڈ ہے"۔۔۔۔ عمران نے جیب سے اس کا سیل فون نکال کر اسے دکھاتے ہوئے کہا تو گلاسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جب تم نے میرے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں تو پھر تم اب تک وہاں کیوں رکے ہوئے تھے اور اب میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آرگوس نے مجھے وہیں رکنے کو کہا تھا کہ وہ مجھے دوبارہ کال کرے گا۔ میں اس کی کال کا انتظار کر رہا تھا ایسے میں تم فلیٹ سے باہر آ گئے تو میں تمہارے پیچھے لگ گیا کہ آرگوس کو بتا سکوں کہ تم کہاں جا رہے ہو"۔۔۔۔ گلاسٹر نے کہا۔

"گڈ تم نے چونکہ شرافت سے میرے تمام سوالوں کے جواب

دے دیئے ہیں۔ اس لئے میں تمہیں ایک آخری موقع دیتا ہوں۔ میں ایک بار ٹریگر دباؤں گا اگر گولی نہ چلی تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا اور اگر گولی چل گئی تو تمہاری قسمت"۔ —— عمران نے ریوالور اس کے سر سے لگاتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو۔ میں۔ میں"۔ —— گلاسٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ اس بار ایک زور دار دھماکہ ہوا اور گلاسٹر کا سر پھٹ کر کئی حصوں میں بکھرتا چلا گیا۔

"چچ چچ۔ اس بار قسمت نے تمہارا ساتھ نہیں دیا گلاسٹر ورنہ میں سچ مچ تمہیں چھوڑ دیتا"۔ —— عمران نے کہا۔ اسی لمحے گلاسٹر کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے سیل فون کی طرف دیکھا سکرین پر باس کے الفاظ سپارک کر رہے تھے۔ عمران نے سیل فون کا بٹن پریس کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

"یس باس"۔ —— عمران نے گلاسٹر کی آواز میں کہا۔

"گلاسٹر۔ کہاں ہو تم"۔ —— دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"میں عمران کا تعاقب کر رہا ہوں باس۔ وہ ابھی ابھی فلیٹ سے نکلا ہے"۔ —— عمران نے گلاسٹر کے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں اس کا تعاقب کرنے کو کب کہا تھا احمق۔ اس کا تعاقب مت کرو۔ وہ خطرناک انسان ہے۔ اگر اسے تمہارے تعاقب کا علم ہو گیا تو تمہیں اس سے اپنی جان بچانی مشکل ہو جائے گی"۔ دوسری طرف سے باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ یس"۔ —— عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم فوراً واپس آؤ۔ مجھے تم سے ایک بہت ضروری کام ہے"۔ دوسری طرف سے باس نے کہا۔

"یس باس۔ میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں واپس پہنچ جاؤں گا"۔ —— عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں انتظار کر رہا ہوں"۔ —— باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے فون آف کیا اور اسے جیب میں ڈال کر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دادا رستم نے کار ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے روکی تو گیٹ کے پاس کھڑا ہوا ایک مسلح نوجوان بے اختیار چونک پڑا۔

"ادھر آؤ" ـــــ دادا رستم نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا تو نوجوان تیز تیز چلتا ہوا اس کی کار کے پاس آ گیا۔

"جی صاحب" ـــــ نوجوان نے دادا رستم کو تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ نشان پہچانتے ہو" ـــــ دادا رستم نے اپنی کلائی سے کپڑا ہٹا کر اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اس کی کلائی پر سرخ رنگ کا ایک دائرہ کندہ تھا جس میں دو خنجروں کا کراس بنا ہوا تھا۔ اس نشان کو دیکھ کر نوجوان بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کا رنگ یکلخت متغیر ہو گیا۔

"دادا رستم" ـــــ نوجوان کے منہ سے کپکپاتی ہوئی آواز نکلی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دادا رستم کو دیکھ رہا تھا۔

"ہاں۔ دادا رستم۔ آرگوس سے کہو کہ میں اس سے ملنے آیا ہوں۔ جاؤ۔ فوراً" ـــــ دادا رستم نے غراتے ہوئے کہا تو نوجوان بوکھلائے ہوئے انداز میں پلٹا اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جلدی سے ذیلی دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ کچھ ہی دیر بعد دروازہ کھلا اور اس نوجوان کے ساتھ ایک اور نوجوان باہر آ گیا۔ آنے والا نوجوان میک اپ میں تھا لیکن دادا رستم نے اسے ایک ہی نظر میں پہچان لیا تھا وہ بلیک سینڈیکیٹ کا سربراہ آرگوس تھا۔ اس پر شاید دادا رستم کی دہشت ضرورت سے زیادہ سوار تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا نام سن کر وہ خود ہی بھاگا چلا آیا تھا۔ اسے دیکھ کر دادا رستم فوراً کار سے باہر آ گیا۔

"اوہ۔ دادا رستم۔ آپ یہاں۔ مجھے فون کر لیتے میں آپ کے حکم پر سر کے بل آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا" ـــــ آرگوس نے دادا رستم کے قریب آ کر بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اندر چلو۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے" ـــــ دادا رستم نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ضرور۔ ضرور کیوں نہیں۔ آئیں۔ میرے ساتھ آئیں"۔ آرگوس نے اسی لہجے میں کہا۔ اس نے دوسرے نوجوان سے دادا رستم کی کار اندر لانے کا حکم دیا اور دادا رستم کے ساتھ اندر آ گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے وہ رہائشی حصے میں آئے اور پھر آرگوس دادا رستم کو اپنے مخصوص کمرے میں لے آیا۔

"تشریف رکھیں دادا"۔۔۔۔۔ آرگوس نے دادا رستم کو اپنی کرسی پیش کرتے ہوئے کہا تو دادا رستم اثبات میں سر ہلا کر اس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"حکم کریں دادا۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ یہاں میرے پاس بہترین اور اعلیٰ درجے کی شراب موجود ہے"۔۔۔۔ آرگوس نے بدستور خوشامد کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا وہ دادا رستم کے سامنے یوں بچھا جا رہا تھا جیسے اس کا زرخرید غلام ہو

"میں شراب نہیں پیتا"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ مجھے یاد آیا۔ آپ واقعی شراب کے گلاس تک کو ہاتھ نہیں لگاتے، حکم کریں۔ کافی یا مشروب منگواؤں آپ کے لئے"۔ آرگوس نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ بیٹھو۔ مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا ہیں"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا تو آرگوس سر ہلا کر اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جی، جی۔ حکم فرمائیں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"تم نے عمران کے ماں باپ اور اس کی بہن کو اغوا کرایا ہے"۔ دادا رستم نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو آرگوس بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا"۔۔۔۔۔ آرگوس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو پوچھ رہا ہوں۔ اس کا جواب دو"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے غرا کر کہا۔

"ہاں جی۔ میں نے انہیں اغوا کرایا ہے"۔۔۔۔۔ آرگوس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کیوں"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

"سوری دادا۔ میں آپ کو اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا"۔ آرگوس نے سر جھکاتے ہوئے بڑے دھیمے لہجے میں کہا۔

"آرگوس۔ یہ مت بھولو کہ تم اس وقت کس کے سامنے بیٹھے ہو۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہوگا جو پوچھ رہا ہوں اس کا صحیح صحیح جواب دے دو۔ ورنہ تم دادا رستم کو جانتے ہو۔ دادا رستم چاہے تو تمہارے حلق میں ہاتھ ڈال کر سب کچھ اگلوا سکتا ہے"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں اس وقت سرکاری مشن پر ہوں دادا رستم"۔۔۔۔۔ آرگوس نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سینڈیکیٹ اور سرکاری مشن۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے چونک کر کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں یہاں ایک اہم کام کے لئے آیا ہوں۔ آپ کے لئے بہتر ہوگا کہ آپ میرے معاملات میں دخل نہ دیں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو"۔۔۔۔۔ دادا رستم غرایا۔

"نہیں دادا رستم۔ آرگوس میں اتنی جرات نہیں ہے کہ وہ آپ کو دھمکی دے"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"تو پھر۔ تمہاری اس بات کا میں کیا مطلب لوں"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ مجھے ایک فون کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں"۔ آرگوس نے کہا۔

"فون۔ کسے کرنا چاہتے ہو فون"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

"جس کے لئے میں یہاں کام کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"کون ہے وہ"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

"مجھے فون ملانے دیں۔ ان سے میں آپ کی بات بھی کرا دوں گا"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔ دادا رستم چند لمحے اسے تیز نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے سر ہلاتا دیکھ کر آرگوس نے فوراً فون اپنی طرف کھسکایا۔ اس کا بٹن پریس کر کے اسے سپیشل فون میں تبدیل کیا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ اسے مخصوص نمبر پریس کرتے دیکھ کر دادا رستم بے اختیار چونک پڑا۔

"یس"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک سرد سی آواز سنائی دی۔

"آرگوس بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔۔ آرگوس نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اب کیوں فون کیا ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا گیا۔

"دادا رستم میرے پاس موجود ہیں جناب۔ وہ میرے معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان سے بات کر لیں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فون دو اسے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو آرگوس نے سر ہلا کر رسیور کان سے ہٹایا اور دادا رستم کی طرف بڑھا دیا۔ دادا رستم اس کی جانب تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔

"یس دادا رستم ہیئر"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے آرگوس سے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"پرائم منسٹر آف اسرائیل سپیکنگ"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سرد آواز سنائی دی تو دادا رستم بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ سر آپ۔ کیا آرگوس یہاں آپ کے لئے کام کر رہا ہے"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔ اسرائیلی پرائم منسٹر کی آواز سن کر اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"ہاں۔ وہ میرے ایک ذاتی مشن پر کام کر رہا ہے۔ تم اس کے معاملات میں مداخلت مت کرو۔ وہ جو کرتا ہے کرنے دو"۔ دوسری طرف سے اسرائیلی پرائم منسٹر نے کہا۔

"لیکن سر"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہنا چاہا۔

"نو آرگومنٹس۔ میں نے تم سے کہا ہے نا کہ تم اس سے دور

رہو۔ تم پاکیشیا جس مقصد کے لئے گئے ہو اس پر دھیان دو۔ آرگو
وہاں کیوں ہے اور کیا کر رہا ہے اس بارے میں تمہیں معلوم کرنے
کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اسرائیلی پرائم منسٹر
نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اوکے سر۔ جیسا آپ کا حکم"۔۔۔۔۔ دادا رستم
ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"تم ابھی اور اسی وقت اس کے پاس سے چلے جاؤ۔ یہ
تمہارے لئے حکم ہے"۔۔۔۔۔ اسرائیلی پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوکے سر۔ جیسے آپ کی مرضی۔ میں ابھی چلا جاتا ہوں"۔
رستم نے ہونٹ بھینچ کر آرگوس کو دیکھتے ہوئے کہا جس کے ہونٹوں
اسے اپنے لئے زہر انگیز مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔

"فون دو آرگوس کو"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اسرائیلی منسٹر
نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا اور رسیور کان سے ہٹا کر
آرگوس کی جانب بڑھا دیا۔ آرگوس چند لمحے اسرائیلی پرائم منسٹر سے
بات کرتا رہا پھر اس نے یس سر کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"سوری دادا رستم۔ میں مجبور تھا ورنہ شاید میں آپ کی بات نہ
کراتا"۔۔۔۔۔ آرگوس نے دادا رستم سے مخاطب ہو کر معذرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تم سے یہ تو نہیں پوچھوں گا کہ تم یہاں کس مقصد کے لئے

آئے ہو لیکن میں تم سے اتنا ضرور کہوں گا کہ تم نے عمران کے ماں
باپ اور اس کی بہن کو اغوا کر کے خود کو ایک بہت بڑے خطرے میں
ڈال لیا ہے"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے چونک کر
کہا جیسے وہ دادا رستم کی بات نہ سمجھا ہو۔

"تم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا جانتے
ہو"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"پرائم منسٹر نے مجھے خصوصی طور پر ان کے بارے میں بریف کیا
تھا۔ مجھے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ایک فائل دی گئی تھی جس میں
عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تمام تر تفصیلات موجود
تھیں۔ عمران ایک خطرناک اور انتہائی ذہین ایجنٹ ہے جس نے اپنے
ساتھیوں سے مل کر پوری دنیا میں اپنی شہرت پیدا کر رکھی ہے"۔ آرگوس
نے کہا۔

"اس کے باوجود تم نے اس کے ماں باپ اور بہن کو اغوا کرا لیا
ہے"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

"ہر انسان کی دنیا میں کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے۔ دنیا میں
کوئی بھی انسان کتنا ہی طاقتور ذہین اور خطرناک کیوں نہ ہو جب
دشمنوں کے ہاتھ اس کی کمزوری آ جائے تو اس کے تمام کس بل نکل
جاتے ہیں۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ عمران اپنے
ماں باپ اور بہن سے بے حد محبت کرتا ہے۔ وہ یہ کبھی نہیں چاہے گا

کہ انہیں کوئی نقصان پہنچے"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"اور تم یہ اوچھا ہتھکنڈہ استعمال کر کے عمران سے اپنا کام نکلوانا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے منہ بنا کر کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کندھے اچکا کر کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے آرگوس۔ عمران کی میں رگ رگ سے واقف ہوں۔ وہ ملکی مفادات کے لئے اپنے ہزاروں ماں باپ اور لاکھوں بہن بھائیوں کو بھی قربان کر سکتا ہے۔ اگر تم یہ خیال کر رہے ہو کہ تم اس کے ماں باپ اور بہن کو اپنے پاس رکھ کر اس سے اپنی کوئی بات منوالو گے تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔ عمران کسی بھی طرح تمہارے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہوگا"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

"یہ صرف آپ کا خیال ہے دادا رستم۔ بوڑھے ماں باپ اور جوان بہن کی لاشیں جب عمران کو تحفے میں ملیں گی تو وہ وہی کرے گا جو میں چاہوں گا"۔۔۔۔۔ آرگوس نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"غلط سوچ ہے تمہاری۔ تم واقعی عمران کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ میں تم سے پھر کہوں گا دوسروں کے کاندھوں پر بندوق رکھ کر چلانا دانشمندی نہیں ہے۔ میں یہ تو سمجھ گیا ہوں کہ تمہارا مشن عمران کی حد تک مخصوص ہے اور تم اسرائیلی پرائم منسٹر کے لئے ان کے حکم پر عمران سے ان کی کوئی خاص چیز حاصل کرنے کے لئے آئے ہو۔ اسرائیلی پرائم منسٹر یہ کام مجھ سے بھی لے سکتے تھے یا اسرائیل کی کسی نامور ایجنسی کو بھی اس کام کے لئے مامور کر سکتے تھے لیکن انہوں

نے جس طرح تمہارے سینڈیکیٹ کو ہائر کیا ہے اس سے صاف اندازہ ہو رہا ہے کہ ان کی جو چیز عمران کے پاس ہے وہ اسے کسی پر آشکار نہیں کرنا چاہتے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں نا"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ آپ کا تجزیہ ہے تو میں آپ کو داد دوں گا دادا رستم۔ آپ نے بالکل صحیح نتیجہ اخذ کیا ہے۔ لیکن وہ کیا چیز ہے اس کے بارے میں آپ کو میں نہیں بتاؤں گا"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا اس کے چہرے پر دادا رستم کی ذہانت کے لئے تحسین کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"مجھے اس کے بارے میں جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے"۔ دادا رستم نے منہ بنا کر کہا۔

"تو پھر آپ کیوں ٹینشن لے رہے ہیں۔ آپ اپنا کام کریں اور مجھے اپنا کام کرنے دیں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"تم جو مرضی کرو لیکن میں اصول پسند آدمی ہوں۔ میں یہ کبھی نہیں چاہوں گا کہ تم اپنے مقصد کے لئے کسی بوڑھے یا نوجوان لڑکی پر ظلم کرو۔ تمہیں اگر عمران کے خلاف کام کرنا ہے تو کھل کر کرو۔ تمہارے پاس وسائل ہیں۔ انہیں بروئے کار لاؤ اور عمران جیسے ذہین انسان کا مقابلہ ذہانت سے کرو۔ یہ کیا بات ہوئی کہ تم نے اس کے بوڑھے ماں باپ اور ایک بہن کو اغوا کر لیا ہے اور ان کے ذریعے عمران کو بلیک میل کرو اور چاہو کہ وہ تمہارے قدموں میں آ گرے۔ اول تو ایسا ہوگا

نہیں اور اگر تم نے اس کے ماں باپ یا بہن کو ذرا سا بھی نقصان پہنچایا تو میری ایک بات یاد رکھنا۔ عمران تمہارے لئے ایک ایسا خونخوار درندہ بن جائے گا جس سے بچنا تمہارے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ تم دنیا کے کسی بھی کونے میں جا کر چھپ جاؤ۔ وہ تب بھی تم تک پہنچ جائے گا اور پھر اس کے ہاتھوں تمہارا انجام عبرتناک ہوگا۔ بے حد عبرتناک''۔ دادا رستم کہتا چلا گیا۔

''لگتا ہے آپ عمران سے کچھ زیادہ ہی خائف ہیں''۔ آرگوس نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواباً دادا رستم بھی ہنس پڑا۔

''میں جانتا تھا تم جیسا بے عقل انسان ایسی ہی بات کرے گا۔ عمران جیسا انسان دادا رستم کے پاسنگ بھی نہیں ہے۔ میں تمہیں اس سے بچانے کے لئے یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں''۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

''اچھا آپ بتائیں۔ اگر عمران جیسے انسان سے کوئی چیز حاصل کرنی ہوتی تو آپ کیا کرتے''۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

''میں باقاعدہ پلاننگ کرتا، سوچ سمجھ کر اس کے خلاف اقدام کرتا اور اسے اپنی گرفت میں لے کر اس سے وہ چیز حاصل کرتا۔ اس کے لئے چاہے مجھے عمران کی گردن پر انگوٹھا ہی کیوں نہ رکھنا پڑتا''۔ دادا رستم نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ آپ کھل کر وضاحت کریں گے۔ مثال کے طور پر عمران کے پاس آپ کی کوئی قیمتی چیز ہے اسے آپ نے ہر صورت میں حاصل کرنا ہے یا اسے تلف کرنا ہے تو اس کے لئے آپ

کیا کریں گے''۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ جس چیز کو تم حاصل کرنا چاہتے ہو وہ صرف عمران کے پاس ہی ہے''۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

''جی ہاں۔ پرائم منسٹر نے کہا تھا کہ فی الحال وہ چیز عمران کے پاس ہی ہے۔ اس کے بارے میں وہ اور عمران کے سوا اور کوئی نہیں جانتا''۔۔۔۔۔ آرگوس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیا وہ کوئی فائل ہے''۔۔۔۔۔ دادا رستم نے غور سے آرگوس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ میری جگہ آپ ہوتے تو کیا کرتے''۔۔۔۔۔ آرگوس نے سر جھٹک کر کہا۔

''اس کا میرے پاس سیدھا سادا سا حل ہے''۔ دادا رستم نے کہا۔

''کیا''۔۔۔۔۔ آرگوس نے پوچھا تو دادا رستم اسے سرگوشی کے انداز میں بتانے لگا جسے سن کر آرگوس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ واقعی یہ بہت آسان اور بالکل سیدھا سا حل ہے۔ میں خواہ مخواہ الٹے جھمیلوں میں پڑ کر اپنا وقت برباد کر رہا ہوں''۔ آرگوس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہیں میرا مشورہ پسند آیا ہے تو اس پر عمل کرو۔ عمران سے مطلوبہ چیز حاصل کرنا تمہارے لئے آسان ہو جائے گا''۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں دادا رستم۔ اب میں ایسا ہی کروں گا"۔ آرگوس نے کہا۔

"گڈ۔ اب میں چلتا ہوں"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اسے اٹھتے دیکھ کر آرگوس بھی اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیں۔ میں آپ کو باہر تک چھوڑ آتا ہوں"۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا تو دادا رستم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر آرگوس اسے باقاعدہ باہر اس کی کار تک چھوڑنے آیا۔ دادا رستم نے کار رہائش گاہ سے باہر نکالی اور اسے لے کر ایک سڑک پر آ گیا۔ اس کا ذہن مسلسل آرگوس اور اسرائیلی پرائم منسٹر کی باتوں میں الجھا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسرائیلی پرائم منسٹر کی آخر عمران کے پاس ایسی کون سی خاص چیز تھی جس کے حصول کے لیے اس نے بلیک سینڈیکیٹ کو یہاں بھیج دیا تھا۔

دادا رستم خود پاکیشیا میں جس مشن کے لئے آیا تھا اس کا علم اسرائیلی پرائم منسٹر کو بھی تھا۔ اگر ایسی بات تھی تو وہ اس کام کے لئے اسے بھی مامور کر سکتے تھے لیکن اسرائیلی پرائم منسٹر نے آرگوس اور اس کے بلیک سینڈیکیٹ کے بارے میں اس سے تذکرہ تک نہیں کیا تھا۔ دادا رستم کو حیرت تھی کہ اسرائیلی پرائم منسٹر نے اس خاص چیز کے لئے بلیک سینڈیکیٹ کو ہی کیوں آگے کیا تھا۔ ایکریمیا اور اسرائیل میں بلیک سینڈیکیٹ کا خاص شہرہ تھا لیکن بہرحال وہ ایسا سینڈیکیٹ بھی نہ تھا کہ

عمران جیسے انسان سے ٹکر لے سکتا۔

ادھر آرگوس نے بھی آتے ہی احمقانہ اقدام کر دیا تھا۔ اس نے عمران کے ماں باپ اور اس کی بہن کو اغوا کر کے خود ہی عمران کو اپنا دشمن بنانے کی کوشش کی تھی۔ عمران کا آرگوس جیسے انسان کی شہہ رگ تک پہنچنا بھلا کیا مشکل ہوسکتا تھا۔ وہ اگر اپنی فورس کے ساتھ آرگوس اور اس کے سینڈیکیٹ پر دھاوا بول دے تو آرگوس کا اپنے سینڈیکیٹ سمیت نام تک مٹ جاتا۔

دادا رستم کو سب سے زیادہ اس چیز کی پریشانی تھی جو عمران کے پاس تھی اور جس کا تعلق اسرائیلی پرائم منسٹر سے تھا۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ آخر وہ کیا چیز ہے جس کے لئے اسرائیلی پرائم منسٹر نے اس پر اعتماد کرنے کے بجائے آرگوس اور اس کے سینڈیکیٹ کا ہی انتخاب کیا تھا۔ وہ جتنا سوچتا جا رہا تھا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا۔ اس کی کار مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی ایک مصروف سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی کہ اچانک اسے ایک معروف ریسٹورنٹ کا سائن بورڈ نظر آیا۔

دادا رستم کو بھوک محسوس ہو رہی تھی اس نے سوچا کہ پہلے اسے اس ریسٹورنٹ میں جا کر کھانا کھا لینا چاہیے اس کے بعد ہی وہ واپس جائے گا۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے اس ریسٹورنٹ کی طرف کار موڑ لی۔

عمران نے کار فیری کالونی کے کچھ فاصلے پر روکی تو جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

گلاسٹر کو ہلاک کرنے کے بعد عمران نے جولیا کو فون کر کے وہیں بلا لیا تھا جہاں اس نے گلاسٹر کو ہلاک کیا تھا۔ اس نے جولیا سے کہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ صفدر اور باقی ممبران کو بھی لے آئے۔ اس نے جولیا کو یہ بھی ہدایات دی تھیں کہ وہ مسلح ہو کر آئیں انہیں فوری طور پر ایک جگہ ریڈ کرنا ہے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جولیا، صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور باقی ممبران تین کاروں میں وہاں پہنچ گئے تھے۔ عمران نے انہیں ساری صورتحال بتا دی۔ پھر عمران نے جولیا سے ایک بریف کیس لیا جو اس نے جولیا سے کہہ کر خصوصی طور پر منگوایا تھا۔ اس نے بریف کیس سے میک اپ کا سامان نکالا اور گلاسٹر کا میک اپ کرنے لگا۔ پھر اس نے

گلاسٹر کا لباس اتارا اور اس کے لباس پر موجود خون کے دھبوں پر ایک سپرے کر دیا جس سے خون کے دھبے صاف ہو گئے۔ پھر عمران نے وہ لباس پہنا اور پھر وہ سب فیری کالونی کی طرف روانہ ہو گئے جہاں گلاسٹر کے کہنے کے مطابق اس کا باس آرگوس موجود تھا۔

عمران نے اپنی کار وہیں چھوڑ دی تھی اور گلاسٹر کی کار کا ٹائر تبدیل کر کے اس میں سوار ہو گیا تھا۔ جولیا اس کے ساتھ سائیڈ والی سیٹ پر آ بیٹھی تھی۔ اس کے کار روکنے پر اس کے پیچھے آنے والے سیکرٹ سروس کے ممبران نے بھی کاریں روک لی تھیں۔

”کیا بات ہے۔ تم نے کار یہاں کیوں روک لی ہے“۔۔۔ جولیا نے اسے کار روکتے دیکھ کر پوچھا۔

”اس کوٹھی میں مجھے اکیلے جانا ہوگا۔ اگر ہم نے وہاں ریڈ کیا تو ڈیڈی، اماں بی اور ثریا کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی“۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”تو پھر تم کیا چاہتے ہو“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”تم سب یہیں رکو گے اور میرے کاشن کا انتظار کرو گے۔ میں گلاسٹر کے روپ میں اندر جا کر حالات کا جائزہ لوں گا۔ تم سب اس کوٹھی کے اردگرد پھیل جاؤ۔ کوٹھی سے جو بھی باہر آئے اسے کور کرنا تمہارا کام ہوگا۔ باقی میں سنبھال لوں گا“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن“۔۔۔ جولیا نے کہنا چاہا۔

”نو آرگومنٹس۔ جو کہہ رہا ہوں وہ کرو“۔۔۔ عمران نے سرد

لہجے میں کہا تو جولیا خاموش ہوگئی۔

"اب اترو اس کار سے۔ یہ گلاسٹر کی کار ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو جولیا اثبات میں سر ہلا کر کار کا دروازہ کھول کر اتر گئی۔ اس کے کار سے اترتے ہی عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ بلاک تھری، فیز ون کی کوٹھی نمبر چودہ کے گیٹ کے سامنے اس نے کار روکی اور ہارن بجانے لگا۔ چند لمحوں بعد گیٹ سے ایک ذیلی کھڑکی کھلی اور کسی نے جھانک کر باہر دیکھا۔ پھر کھڑکی بند ہوئی اور چند لمحوں بعد گیٹ کھلتا چلا گیا۔ گیٹ کھلتے ہی عمران نے کار آگے بڑھا دی اور کوٹھی کے پورچ میں لے جا کر کار روک دی۔

کوٹھی کے لان میں اسے چند مسلح افراد دکھائی دیئے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور کار سے باہر آ گیا۔ جیسے ہی وہ کار سے نکلا ایک نوجوان رہائشی حصے سے نکل کر تیز تیز چلتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر عمران رک گیا۔

"کافی دیر لگا دی تم نے گلاسٹر۔ باس کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔ آنے والے نوجوان نے کہا۔

"میں کافی فاصلے پر تھا۔ باس کو میں نے بتا دیا تھا کہ میں ایک گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا۔ ابھی ایک گھنٹہ پورا ہونے میں پانچ منٹ باقی ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے گلاسٹر کے لہجے میں کہا۔

"بہرحال آؤ"۔۔۔۔۔ نوجوان نے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا۔ نوجوان مڑا تو عمران اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔ یہ بھی اس کے لئے قدرت کی طرف سے غیبی امداد تھی۔ اس نے گلاسٹر سے ساری تفصیلات تو حاصل کر لی تھیں مگر وہاں کون کون لوگ تھے، ان کے نام کیا تھے یہ عمران نہیں جانتا تھا اور نہ ہی اسے یہ معلوم تھا کہ آرگوس عمارت کے کس حصے میں موجود ہے۔ آنے والا نوجوان جو کوئی بھی تھ اسے خود ہی باس یعنی آرگوس کے پاس لے جا رہا تھا۔

"گلاسٹر۔ تمہیں معلوم ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے دادا رستم یہاں آیا تھا"۔۔۔۔۔ چلتے چلتے نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران دادا رستم کا نام سن کر چونک پڑا۔

"دادا رستم"۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا حالانکہ رستم کا نام سن کر اس کے ذہن میں یکلخت بے شمار چیونٹیاں سی رینگ گئی تھیں۔

"ہاں۔ میں ایکریمیا کے اس ہوّے کی بات کر رہا ہوں جس کے نام سے جرائم پیشہ افراد تو کیا سرکاری ایجنسیاں بھی لرزہ براندام ہوجاتی ہیں"۔۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"اوہ۔ مگر وہ یہاں کیوں آیا تھا۔ اس کا یہاں کیا کام"۔ عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ وہ باس سے ملنے آیا تھا اور ابھی پندرہ منٹ پہلے یہاں سے گیا ہے"۔۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔ عمران کے دل و دماغ میں دادا رستم کا نام گونج رہا تھا۔ اس کے پاس دادا رستم کے بارے میں تمام معلومات موجود تھیں۔ وہ دادا رستم اور اس کی سرکاری

ایجنسی ڈی آر کے بارے میں بھی جانتا تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ دادا رستم ایکریمیا میں میں رہنے کے باوجود درپردہ اسرائیلی مفاد کے لئے کام کرتا ہے اور اس کا کام ٹارگٹ کلنگ تھا۔ وہ دادا رستم کے ساتھ ساتھ ٹارگٹ کلر کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔نوجوان جس طرح عمران کو دادا رستم کے بارے میں بتا رہا تھا اس سے اس کے ذہن میں کئی خدشات پیدا ہو رہے تھے۔ دادا رستم اپنی ذات میں بے شمار خوبیاں رکھتا تھا۔گو عمران کا اس سے پہلے کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا لیکن اس کے باوجود عمران کو اس کے بارے میں معلوم تھا کہ وہ انتہائی ذہین ، تیز طرار ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد ٹھنڈے مزاج کا انسان تھا اور اپنا کام اس قدر صفائی سے کرتا تھا کہ اپنے پیچھے معمولی سا بھی سراغ نہیں چھوڑتا تھا۔دادا رستم کا پاکیشیا میں ہونا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ وہ یقیناً یہاں ٹارگٹ کلنگ کے لئے آیا ہوگا۔لیکن اس کا کلنگ ٹارگٹ کون ہوسکتا ہے۔ اس ملک میں ایسی کون سی ہستی موجود ہوسکتی ہے جس کے لئے دادا رستم جیسے ٹارگٹ کلر کو یہاں بھیجا گیا تھا اور دادا رستم ایکریمیا کے ایما پر یہاں آیا تھا یا اس کے پس پردہ ہاتھ اسرائیل کا تھا۔

اگر دادا رستم یہاں ٹارگٹ کلنگ کے لئے آیا تھا تو وہ آرگوس جیسے انسان سے کیوں ملنے آیا تھا۔ دادا رستم کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی یا اپنی ایجنسی کی ذات سے باہر نکل کر نہیں کرتا یعنی وہ کسی دوسرے سینڈیکیٹ یا ایجنسی کا ہرگز سہارا نہیں لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا شہرہ ایکریمیا اور اسرائیل کے ساتھ ساتھ

یورپی ممالک میں بھی پھیلا ہوا تھا اور بعض اوقات تو یہ بھی سننے میں آیا تھا کہ یورپی اور ایکریمی ایجنسیاں ٹارگٹ کلنگ کے لئے خاص طور پر دادا رستم کا سہارا لیتی ہیں جن سے انہیں خاطر خواہ اور مثبت نتائج ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔

''کیا ہوا۔ کیا سوچ رہے ہو''۔۔۔۔۔ نوجوان نے عمران کو سوچ میں ڈوبے دیکھ کر کہا۔

''نہیں۔ کچھ نہیں''۔۔۔۔۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ وہ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے ایک کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ اندر ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر ایک غیر ملکی بیٹھا شراب پی رہا تھا۔

''گلاسٹر آ گیا ہے باس''۔۔۔۔۔ نوجوان نے اندر داخل ہو کر کرسی پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ۔ گلاسٹر۔ تمہیں عمران کے پیچھے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے تمہیں صرف اس کے فلیٹ کی حد تک نگرانی کا حکم دیا تھا''۔ باس نے عمران کو غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''سوری باس۔ عمران اچانک فلیٹ سے نکل کر باہر آ گیا تھا۔ وہ عجلت میں کہیں جا رہا تھا۔ آپ نے دوبارہ مجھ سے رابطہ نہیں کیا تھا اس لیے میں نے سوچا کہ عمران کے پیچھے جا کر دیکھوں کہ وہ کہاں جا رہا ہے''۔۔۔۔۔ عمران نے گلاسٹر کے لہجے میں قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہر حال۔ تمہاری قسمت اچھی تھی کہ تم عمران کی نظروں میں نہیں آ گئے۔ اگر اسے تمہارے تعاقب کا علم ہو جاتا تو وہ تمہاری شہ رگ کاٹ کر تم سے سب کچھ اگلوا لیتا"۔۔۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"سوری باس۔ ریئلی ویری سوری"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہر حال بیٹھو۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ اور کارٹی تم بھی بیٹھ جاؤ"۔۔۔۔۔۔ باس نے کہا تو عمران سر ہلا کر سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ آنے والا نوجوان کارٹی بھی اس کے قریب دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جیسا کہ تم دونوں کو معلوم ہے کہ ہم یہاں اسرائیل کے پرائم منسٹر کی ایما پر آئے ہیں۔ اسرائیلی پرائم منسٹر کے حکم سے ہمیں یہاں علی عمران سے چند خاص دستاویزات حاصل کرنی ہیں جن پر عمران نے پچھلے دنوں اسرائیل جا کر ان سے زبردستی دستخط کرائے تھے۔ ان کاغذات پر کیا لکھا ہوا ہے۔ یہ تو مجھے نہیں بتایا گیا تھا لیکن پرائم منسٹر نے مجھے خاص طور پر اپنے دستخط شدہ کاغذات دیئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں ان دستخطوں کو ملا کر عمران کے پاس موجود کاغذات کو ہر صورت میں حاصل کرنا ہے چاہے اس کے لئے ہمیں پاکیشیا میں خون کی ندیاں ہی کیوں نہ بہانی پڑیں۔ بہر حال میں نے یہاں آ کر عمران اور اس کے خاندان کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ یوں تو عمران کے بہت سے رشتے دار ہیں۔ مگر عمران بہت کم لوگوں سے ملتا ہے۔ اس کا باپ یہاں سنٹرل انٹیلی جنس آف بیورو کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔ میں نے اس کا احاطہ کیا تو مجھے اس کی رہائش گاہ تک رسائی حاصل ہو گئی۔ جہاں عمران کی بوڑھی ماں اور ایک جوان بہن رہتی تھی۔ میں نے اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ان تینوں کو اغوا کرنے کا پروگرام بنایا اور پھر ان تینوں کو اغوا کر لیا۔ ان تینوں کو اغوا کر کے میں عمران پر بجلیاں گرانے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں عمران کے باپ، اس کی ماں اور اس کی بہن کو ہلاک کر کے ایک ایک کر کے ان کی لاشیں عمران کو تحفے میں بھیجوں گا تو عمران پر میری دہشت طاری ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں اس کے قریبی ساتھیوں کو بھی اغوا کروں گا اور جب عمران کو ان کی ہلاکت کی دھمکیاں دوں گا تو عمران یقیناً اسرائیلی پرائم منسٹر کے دستخط شدہ کاغذات میرے حوالے کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ گو عمران بے حد مضبوط اعصاب کا مالک ہے۔ وہ ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ بے پناہ قوت ارادی کا بھی مالک ہے لیکن اس جیسے انسان کے سامنے جب اس کے بوڑھے ماں باپ اور جوان بہن کی لاشیں آ جائیں تو اس کی ہمت بھی ٹوٹ جائے گی۔ میں اپنے اس پروگرام کو حتمی شکل دینے کا پروگرام بنا رہا تھا کہ میرے پاس ایکریمیا کا ہوا دادا رستم آ گیا۔ اس کو میں نے اصل صورتحال تو نہیں بتائی لیکن میں نے باتوں باتوں میں اس سے بہت سی اہم باتیں معلوم کر لی ہیں۔ وہ عمران کے بارے میں زیادہ جانتا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ عمران جیسے انسان کو توڑنے کے لئے میرا یہ حربہ ناکام رہے گا۔ اور"۔۔۔۔۔۔ ابھی باس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس کے سامنے

میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ہونہہ۔ اب کس کا فون آ گیا۔" ——— باس نے ہونٹ
ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔" ——— باس نے کرخت لہجے میں کہا اور دوسری
سے بات سننے لگا۔ عمران نے اچانک اسے بری طرح سے
دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرائی تھی لیکن اس نے
کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

"کیا یہ کنفرم ہے"۔ ——— باس نے غصے اور پریشانی
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ پھر وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں بعد میں کال کرتا ہوں" ———
نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا ہوا باس۔ کس کا فون تھا"۔ ——— کارٹی نے باس
مخاطب ہو کر پوچھا۔

"بتاتا ہوں"۔ ——— باس نے سر جھٹک کر کہا۔ اس نے میز
پڑا ہوا ایک پیڈ اپنی طرف کھسکایا اور ساتھ ہی سامنے موجود قلمدان
ایک قلم نکال لیا۔ عمران غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن باس
چہرے پر کسی قسم کا کوئی تاثر نہ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ پیڈ
سے کچھ لکھنا چاہتا ہو۔ باس نے قلم کی ٹپ پیڈ پر رکھ کر یکلخت اس
پچھلا حصہ عمران کی جانب کر دیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ
اچانک اس نے قلم کے پچھلے حصے پر ایک چمک سی دیکھی دوسرے

اپنی گردن میں تیز چبھن کا احساس ہوا۔ اس سے پہلے کہ عمران
گردن پر ہاتھ مارتا اسے یکلخت اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس
ہوئی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا جسم بے جان سا ہو گیا ہو۔ نہ
وہ ہاتھ پیر ہلا سکتا تھا۔ نہ بول سکتا تھا اور نہ ہی پلکیں جھپکا سکتا تھا البتہ
اس کے حواس مکمل طور پر بیدار تھے۔ وہ دیکھ اور سن ضرور سکتا تھا لیکن
کوئی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ اسے اپنا جسم بے حد وزنی معلوم ہو رہا تھا
جیسے وہ کرسی میں بری طرح سے پھنس گیا ہو۔

باس نے انتہائی چالاکی سے کام لیتے ہوئے قلم کے پچھلے حصے
سے اس پر کوئی زہریلی سوئی تھرو کر دی تھی جس نے ایک لمحے کے
ہزارویں حصے میں عمران کے سارے جسم کو سن کر دیا تھا۔ اس نے
آخری لمحے تک عمران پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہتا
ہے۔

"یہ کیا باس۔ آپ نے گلاسٹر پر ریڈ پن کیوں فائر کی ہے"۔
کارٹی نے باس کے ہاتھ میں قلم دیکھ کر حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ گلاسٹر نہیں ہے"۔ ——— باس نے عمران کو تیز نظروں سے
گھورتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر کارٹی بری طرح سے چونک
پڑا۔

"یہ گلاسٹر نہیں ہے۔ کیا مطلب باس۔ یہ آپ کیا کہہ رہے
ہیں۔ یہ گلاسٹر نہیں ہے تو اور کون ہے"۔ ——— کارٹی نے آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ویژنل روم سے بیکر کی کال تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ
زیڈ ویژن پر اسے گلاسٹر کا میک اپ زدہ چہرہ نظر آرہا تھا۔ اس
تھری تھری ون اینٹی زوم آن کیا اور گلاسٹر کو فوکس میں لے کر اس
چہرہ سکین کیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہ گلاسٹر نہیں کوئی اور ہے جس
گلاسٹر کا میک اپ کر رکھا ہے"۔۔۔۔۔باس نے کہا اور عمران اس
بات سن کر دل ہی دل میں چونک کر رہ گیا۔ وہ جلدی میں عارضی
اپ کر کے آیا تھا اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ بل
سینڈیکیٹ کے پاس اس قدر جدید کیمرے اور سکینرز بھی ہو سکتے ہیں
اس کے میک اپ کو مارک کر سکتے ہیں اور پھر باس یعنی آرگوس
جس قدر چالاکی اور تیزی سے اس پر ریڈ پن فائر کی تھی اس سے ظا
ہو رہا تھا کہ وہ انتہائی زیرک، چالاک اور ذہین انسان ہے جس
عمران جیسے انسان کو بھی سوچنے سمجھنے کا وقت نہیں دیا تھا۔

"یہ کون ہے۔ کہاں سے آیا ہے اور گلاسٹر کہاں ہے یہ خود بتا
گا۔ تم باہر جا کر دو آدمیوں کو لے آؤ اور اسے اٹھا کر بلیک روم
لے جاؤ۔ وہاں آ کر میں خود اس سے پوچھ گچھ کروں گا"۔۔۔۔۔با
آرگوس نے کہا تو کارٹی سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر مڑ کر تیز تیز
اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"تم نے یہاں آ کر بہت بڑی بھول کی ہے نوجوان۔ میں تم
کیا حشر کروں گا اس کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے"۔۔۔۔۔آرگ
نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ جواب میں عمران خاموش تھا۔ ا

اپنے ہونٹ سلے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ آرگوس چند لمحے اسے
گھورتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہاں۔ بیکر۔ آرگوس بول رہا ہوں۔ کلرڈ پرنٹر سے اس نوجوان
کے اصلی چہرے کے فوٹو پرنٹ نکال کر مجھے بھجواؤ۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں
کہ یہ کون ہے۔ اور ہاں بلاسک ریز مشین آن کرو اور اس سے اردگرد
کا علاقہ چیک کرو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اکیلا نہ ہو۔ باہر اس کے اور ساتھی
بھی موجود ہوں۔ انہیں فوراً مارک کرو اور اگر کوئی مشکوک شخص نظر آئے
تو مجھے فوراً بتاؤ۔ اوکے"۔۔۔۔۔آرگوس نے کہا تو عمران دل ہی دل
میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ بلاسک ریز کی مدد سے اردگرد کے دو سو
میٹر کے علاقے کو واقعی آسانی سے چیک کیا جا سکتا تھا۔ سیکرٹ سروس
کے ممبران اسی دائرے کے اندر تھے اور اگر بیکر نے واقعی بلاسک ریز
مشین آن کر دی تو سیکرٹ سروس کے تمام ممبران آسانی سے ویژنل
سکرین پر اسے نظر آ جائیں گے خواہ وہ کسی بھی پوزیشن میں کیوں نہ
ہوں۔

عمران نے ان سب کو باہر رکنے کی ہدایات دی تھیں۔ اس نے
کہا تھا کہ جب تک وہ انہیں کاشن نہ دے وہ حرکت میں نہ آئیں اور
اب عمران انہیں کسی قسم کا کاشن دینے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اس کے
ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کے ممبران بھی خطرے میں آ گئے تھے۔ جنہیں
بچانے کے لئے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر وہی ہوا تھوڑی دیر بعد
فون کی گھنٹی بجی تو آرگوس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے فون

کا لاؤڈر بٹن بھی آن کر دیا تھا جیسے وہ دوسری طرف کی آواز عمران کو بھی سنانا چاہتا ہو۔

"یس"۔۔۔۔ آرگوس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"بیکر بول رہا ہوں باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک گھبراہٹ زدہ آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے تمہارا لہجہ گھبرایا ہوا کیوں ہے"۔۔۔۔ آرگوس نے چونک کر کہا۔

"باس۔ باہر دس افراد نے ہماری رہائش گاہ کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ وہ سب مسلح ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بیکر نے کہا تو آرگوس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ۔ تو یہ اکیلا نہیں ہے"۔۔۔۔ آرگوس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ تیز نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بیکر نے کہا۔

"کیا ان کی پوزیشنیں تمہاری نظروں میں ہیں"۔۔۔۔ آرگوس نے پوچھا۔

"یس باس۔ دو افراد سامنے ایک عمارت کی اوٹ میں ہیں، تین افراد جن میں ایک لڑکی ہے وہ دائیں طرف درختوں کے پاس ہیں۔ اسی طرح عمارت کی پچھلی طرف تین افراد ہیں۔ ان کے ساتھ بھی ایک لڑکی ہے جبکہ دو افراد سڑک کی دوسری طرف موجود ہیں"۔ بیکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ وہ سب ریڈ فائر کی رینج میں ہیں"۔ آرگوس نے پوچھا۔

"یس باس۔ وہ سب ریڈ فائر کی رینج میں ہیں"۔۔۔۔ بیکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان سب پر ریڈ فائر کر دو۔ مجھے شک ہو رہا ہے کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ انہوں نے یہاں آ کر میرا مسئلہ اور زیادہ آسان کر دیا ہے۔ جب وہ سب بے ہوش ہو جائیں تو باہر آدمی بھیج دینا۔ وہ ان سب کو اٹھا کر اندر لے آئیں گے"۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

"او کے باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بیکر نے جواب دیا تو آرگوس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تو تم ہو علی عمران"۔۔۔۔ رسیور رکھ کر آرگوس نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا کیونکہ وہ کوئی بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ البتہ وہ دل ہی دل میں آرگوس پر کھول رہا تھا جس نے اسے بے دست و پا بنا دیا تھا۔ البتہ اسے اس بات کی تسلی ضرور ہو گئی تھی کہ آرگوس نے اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ وہ ریڈ فائر سے ان سب کو بے ہوش کرنا چاہتا تھا۔ اسی لمحے کارٹی دو افراد کو لے کر اندر آ گیا۔ آرگوس کے کہنے پر انہوں نے عمران کو کرسی سمیت وہاں سے اٹھایا اور اسے لے کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

ٹائیگر نے شالیمار ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں کار پارک کی اور کار سے نکل کر ریسٹورنٹ کے داخلی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ عموماً دوپہر کا کھانا اسی ریسٹورنٹ میں آ کر کھاتا تھا۔ ایک تو اس ریسٹورنٹ کا کھانا اس کے معیار کا ہوتا تھا۔ دوسرے اس ریسٹورنٹ کا رکھ رکھاؤ اور صفائی کے اعلیٰ انتظام سے وہ بے حد متاثر تھا۔ اس لئے وہ خاص طور پر دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے اسی ریسٹورنٹ کو ہی ترجیح دیتا تھا۔

ریسٹورنٹ کی سیڑھیاں چڑھ کر وہ جیسے ہی داخلی دروازے کی طرف بڑھا اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک خاصا صحت مند سفید بالوں والا آدمی نکل کر باہر آ گیا۔ ٹائیگر نے اس پر اچٹتی ہوئی نظر ڈالی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سفید بالوں والا شخص اس کے قریب سے گزرا تو اچانک ٹائیگر ٹھٹھک گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں

میں حیرانی آئی۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے مڑا اور غور سے اس سفید بالوں والے کو دیکھنے لگا جو بڑے اطمینان بھرے انداز میں سیڑھیاں اتر کر نیچے جا رہا تھا۔

''دادا رستم''۔ ـــــ ٹائیگر کے ذہن میں اس سفید بالوں والے کا نام گونجا تو اس کا چہرہ شدید حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

''اوہ۔ دادا رستم۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ یہ تو''۔ ـــــ ٹائیگر نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے غور سے دادا رستم کو دیکھتا رہا۔ دادا رستم سیڑھیاں اتر کر کار پارکنگ کی طرف جا رہا تھا۔ ٹائیگر نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر وہ بھی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دادا رستم نے پارکنگ میں جا کر اپنی کار نکالی اور اسے لے کر باہر آ گیا۔ اسے پارکنگ سے باہر آتے دیکھ کر ٹائیگر ایک دیوار کی آڑ میں ہو گیا تھا۔ جیسے ہی دادا رستم پارکنگ سے کار باہر لے کر گیا ٹائیگر بھاگتا ہوا پارکنگ میں آیا اور اس نے اپنی کار نکالی اور اسے تیزی سے باہر لے آیا۔ اس نے دادا رستم کی کار کو دائیں سڑک کی طرف مڑتے دیکھا تھا۔ لیکن جتنی دیر میں ٹائیگر کار پارکنگ سے باہر لاتا دادا رستم کی کار دور جا چکی تھی۔ ٹائیگر نے کار سڑک پر لاتے ہی اسے فل سپیڈ پر چھوڑ دیا۔ سڑک کے کافی فاصلے پر ایک ٹریفک سگنل تھا۔ وہاں دادا رستم کی کار ریڈ سگنل پر کھڑی دیکھ کر ٹائیگر کے چہرے پر سکون آ گیا۔

چند لمحوں بعد سگنل کھلا تو دادا رستم کی کار آگے بڑھ گئی۔ ٹائیگر نے

بڑے محتاط انداز میں اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ دادا رستم مختلف
سڑکوں پر کار نہایت سبک رفتاری سے دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ پھر ٹائیگر
نے اسے جدید اور نئی تعمیر شدہ کالونی کی طرف مڑتے دیکھا۔ ٹائیگر نے
کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ دادا رستم کی کار دو تین موڑ مڑ کر ایک نئی اور
فرنشڈ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ ٹائیگر نے گلی کی آڑ میں کار
روکی اور کار سے اتر کر تیزی سے گلی کے کارنر پر آ گیا اور ایک رہائش
گاہ کی دیوار سے لگ کر دوسری طرف جھانکنے لگا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھلا
اور دادا رستم کار اندر لے گیا۔ اس کے کار اندر لے جاتے ہی گیٹ بند
ہو گیا۔

ٹائیگر چند لمحے وہیں رکا رہا پھر وہ آڑ سے نکلا اور ٹہلنے کے انداز
میں قدم اٹھاتا ہوا اس کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا جس میں دادا رستم کار
لے گیا تھا۔

کوٹھی کے قریب سے گزرتے ہوئے ٹائیگر نے کوٹھی کا نمبر چیک
کیا اور آگے بڑھ گیا۔ آگے جا کر وہ دوسری گلی میں مڑا اور دو تین
گلیاں مڑ کر واپس اپنی کار میں آ گیا۔ ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ دادا رستم
جیسے خطرناک ٹارگٹ کلر کے بارے میں اسے فوراً عمران کو رپورٹ کرنا
ہو گی۔ نہ جانے دادا رستم جیسا خطرناک شخص یہاں کس مقصد کے لیے
موجود تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کسی بھی مقصد میں کامیاب ہو جائے
اس کے بارے میں عمران کو انفارم کرنا بے حد ضروری تھا۔ ٹائیگر نے
کار میں بیٹھ کر کار کا ڈیش بورڈ کھولا اور اس کے خفیہ خانے سے ایک

سیل فون جیسا جدید ٹرانسمیٹر نکال لیا اور عمران کو کال کرنے لگا لیکن
دوسری طرف سے اس کی کال رسیو ہی نہیں کی جا رہی تھی۔ شاید عمران
کسی اور طرف مصروف تھا یا اس کے پاس ٹرانسمیٹر نہیں تھا۔ ٹائیگر نے
ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب سے دوسرا سیل فون نکالا اور عمران کے فلیٹ
میں کال کرنے لگا۔ دوسری طرف سلیمان نے اس کی کال رسیو کی۔
اس نے ٹائیگر کو بتایا کہ عمران فلیٹ میں نہیں ہے تو ٹائیگر نے فون آف
کیا اور رانا ہاؤس کے نمبر پریس کرنے لگا۔ دوسری طرف سے جوزف
نے اس کی کال رسیو کی۔ ٹائیگر کے پوچھنے پر جوزف نے بھی بتایا کہ
عمران پچھلے کئی روز سے وہاں نہیں آیا تھا۔ ٹائیگر چند لمحے پریشانی کے
عالم میں سوچتا رہا اور پھر وہ جلدی جلدی دوسرے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ایکسٹو''۔ ـــــــ رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی
مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں جناب''۔ ـــــــ ٹائیگر نے مودبانہ لہجہ
اختیار کرتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر۔ کیوں کال کی ہے''۔ ـــــــ دوسری طرف سے ایکسٹو
کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ شاید یہ پہلا موقع تھا کہ ٹائیگر ایکسٹو کو
ڈائریکٹ کال کر رہا تھا۔

''سوری جناب۔ میرے پاس ایک بہت اہم اطلاع ہے۔ میں
نے باس کو کال کرنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن کہیں بھی ان سے رابطہ
نہیں ہو رہا تھا۔ جس کے لئے مجھے مجبوراً آپ کو کال کرنا پڑی''۔

ٹائیگر نے کہا۔

"بولو۔ کیا اطلاع ہے"۔ ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

"ایکریمیا کا ایک بہت بڑا مجرم جو عموماً ٹارگٹ کلنگ کرتا ہے۔ میں نے اسے پاکیشیا میں دیکھا ہے جناب۔ اس ٹارگٹ کلر کا نام دادا رستم ہے جناب"۔ ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"دادا رستم۔ ٹارگٹ کلر"۔ ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں اسے اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ میں اور عمران صاحب ایکریمیا ایک مشن پر گئے تھے تو وہاں ہمیں دادا رستم کے بارے میں معلومات ملی تھیں۔ گو ہمارا دادا رستم سے کوئی ٹکراؤ نہیں ہوا تھا مگر وہاں کے چند مقامی اخبارات میں باقاعدہ دادا رستم کی تصویر کے ساتھ اس کا ایک انٹرویو شائع ہوا تھا جس میں دادا رستم نے فائی لینڈ کے ایک مذہبی پیشوا کو ہلاک کرنے کی دھمکی دی تھی اور پھر کچھ عرصے بعد اس پیشوا کو واقعی ہلاک کر دیا گیا تھا جس کی ذمہ داری دادا رستم نے قبول کی تھی"۔ ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے جسے دیکھا ہے وہ واقعی دادا رستم ہی ہے"۔ ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

"جی جناب۔ مجھے اس کا چہرہ اچھی طرح سے یاد ہے۔ وہ دادا رستم ہی ہے"۔ ـــــ ٹائیگر نے وثوق بھرے لہجے میں کہا۔

"کہاں دیکھا ہے تم نے اسے اور تم اس وقت کہاں ہو"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"میں ماڈل کالونی میں موجود ہوں جناب اور دادا رستم اسی کالونی کی کوٹھی نمبر پانچ سو دس۔ ڈی میں گیا ہے"۔ ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں عمران کو ٹریس کرتا ہوں۔ اگر اس سے بات ہو گئی تو وہ خود ہی تمہیں کال کرے گا"۔ ـــــ ایکسٹو نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیل فون آف کر دیا۔ جیسے ہی اس نے سیل فون آف کیا ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کے کار کی سائیڈ کا شیشہ ٹوٹ گیا۔ اسی لمحے ایک گن کی نال اس کے سر سے آ لگی۔

"باہر نکلو"۔ ـــــ ایک غراتی ہوئی آواز آئی۔ ٹائیگر نے سائیڈ کی طرف دیکھا تو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کار کے پاس دادا رستم موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جو ٹائیگر کے سر سے لگا ہوا تھا۔

"کون ہو تم اور یہ سب"۔ ـــــ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باہر آؤ۔ پھر بتاؤں گا کہ میں کون ہوں"۔ ـــــ دادا رستم نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دادا رستم پیچھے ہٹ گیا۔ ٹائیگر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"اپنا منہ دوسری طرف رکھنا اور جیسے میں کہوں اس پر عمل کرنا"۔ دادا رستم نے درشت لہجے میں کہا۔

"کیا چاہتے ہو تم"۔ ـــــ ٹائیگر نے پرسکون انداز میں کہا۔

"آگے چلو اور دائیں طرف گھوم جاؤ"۔ ـــــ دادا رستم نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر دائیں گلی کی طرف مڑ گیا۔

"چلتے رہو"۔ ـــــ دادا رستم کی پیچھے سے آواز آئی۔ ٹائیگر چلتا رہا۔ دادا رستم اسے اس کوٹھی کے گیٹ کے سامنے لے آیا جہاں وہ کار لے گیا تھا۔

"گیٹ کھلا ہے ۔ اسے دھکیلو اور اندر چلو"۔ ـــــ دادا رستم نے کہا تو ٹائیگر نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو واقعی گیٹ کھلتا چلا گیا۔ سامنے وسیع لان تھا۔ ٹائیگر اندر آیا تو دادا رستم نے عقب سے گیٹ بند کر دیا۔ ٹائیگر نے پورچ میں دادا رستم کی کار دیکھی۔ کوٹھی میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوٹھی غیر آباد ہو۔

"بس اب میری طرف گھوم جاؤ"۔ ـــــ دادا رستم نے کہا تو ٹائیگر اس کی طرف گھوم گیا۔ دادا رستم کی تیز نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیوں لائے ہو مجھے یہاں"۔ ـــــ ٹائیگر نے اس سے مرعوب ہوئے بغیر پوچھا۔

"پہلے تم بتاؤ۔ کون ہو تم اور میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے"۔ دادا رستم نے غراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اس کی بات سن کر چونک پڑا۔ اس نے بڑی احتیاط سے اس کا تعاقب کیا تھا لیکن اس کے باوجود اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ دادا رستم ضرورت سے زیادہ ہوشیار اور چالاک معلوم ہو رہا تھا۔

"تعاقب۔ کیا مطلب۔ مجھے بھلا تمہارا تعاقب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو اپنی کار میں اس کالونی میں اپنے ایک دوست سے ملنے کے لئے آیا تھا۔ اسے کال کر کے میں باہر اس کا انتظار کر رہا تھا"۔ ـــــ ٹائیگر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"زیادہ چالاک بننے کی کوشش مت کرو نوجوان۔ سیدھی طرح بتا دو کہ تم کون ہو اور میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے"۔ ـــــ دادا رستم نے بے حد درشت لہجے میں کہا۔

"آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے جناب۔ میں نے کہا ہے نا کہ جب میں آپ کو جانتا ہی نہیں تو پھر مجھے آپ کا تعاقب کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔ ـــــ ٹائیگر نے سر جھٹک کر کہا۔

"تم جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہو۔ تمہارا چہرہ اور تمہاری آنکھیں اس کے برعکس کچھ اور ہی بتا رہی ہیں نوجوان۔ میں تمہاری چمکدار آنکھوں میں صاف دیکھ رہا ہوں کہ تم مجھے اچھی طرح سے جانتے ہو"۔ دادا رستم نے کہا اور ٹائیگر دل ہی دل میں دادا رستم کی نظر شناسی کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

"آپ کی آنکھوں کو دھوکہ ہو رہا ہے۔ میں آپ کو نہیں جانتا
ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم مجھے نہیں جانتے تو مجھے کیا ضرورت ہے
سے کچھ پوچھنے کی۔ اس لئے تم اب چھٹی کرو"۔ ——— دادا رستم نے
کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھانا
شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس
نے اپنے جسم کو پھرکی کی طرح گھماتے ہوئے لیفٹ کک دادا رستم کے
ہاتھ میں موجود مشین پسٹل پر مارنا چاہی لیکن دادا رستم نے ہاتھ اونچا کیا
اور قدرے پیچھے ہٹ گیا اور ٹائیگر کا وار خالی چلا گیا۔ اب تو ٹائیگر کی
آنکھوں میں واقعی حیرانی ابھر آئی تھی کیونکہ اس نے جس انداز میں دادا
رستم پر وار کیا تھا اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل کو لازماً نکل کر دور جا
گرنا چاہیے تھا لیکن دادا رستم نے جیسے اس کا داؤ سمجھ لیا تھا اور اس نے
فوراً اپنا بچاؤ کر لیا تھا۔ جس سے ٹائیگر کو اندازہ ہو گیا کہ اس کے
مدمقابل دادا رستم ہر قسم کی فائٹنگ کے داؤ پیچ سے بخوبی آگاہ ہے۔

"ابھی تم اناڑی ہو بچے۔ میرے ہاتھ سے گن گرانا تمہارے
لئے آسان نہیں ہوگا"۔ ——— دادا رستم نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"دیکھو۔ میں تم سے پھر کہہ رہا ہوں کہ میں تمہیں نہیں جانتا۔
مجھے جانے دو"۔ ——— ٹائیگر نے اس بار جواباً اسے تیز نظروں سے
گھورتے ہوئے کہا۔ اس کا لب و لہجہ بھی بدل گیا تھا۔

"تمہارے اس داؤ سے میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ تم واقعی کوئی

عام انسان نہیں ہو۔ تم تربیت یافتہ ہو اور ایسے تربیت یافتہ انسان
سرکاری ایجنسیوں میں ہوتے ہیں۔ کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس
سے ہے"۔ ——— دادا رستم نے کہا۔

"نہیں۔ میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی واسطہ نہیں ہے"۔
ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو میرے لیے تمہارے بارے میں جاننا بے حد
ضروری ہے اور تمہارے جسم کا تناؤ صاف بتا رہا ہے کہ تم مجھ سے لڑنے
کا پروگرام بنا رہے ہو۔ میں تم جیسے انسانوں سے لڑنا اپنی توہین سمجھتا
ہوں۔ لیکن اس کے باوجود میں تمہارا یہ شوق ضرور پورا کروں گا"۔ دادا
رستم نے کہا اور اس نے مشین پسٹل اپنے بیلٹ میں اڑس لیا۔ جیسے ہی
اس نے مشین پسٹل بیلٹ میں اڑسا ٹائیگر نے پوری قوت سے اس پر
چھلانگ لگا دی۔ اس نے چھلانگ لگاتے ہی فضا میں اپنے جسم کو گھمایا
اور ٹانگیں سیدھی کر کے فلائینگ کک مارنے والے انداز میں دادا رستم
پر جا پڑا۔ لیکن دادا رستم نے نہ صرف فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی تھی بلکہ اس
نے اپنے جسم کو ٹرن دیتے ہوئے جھکایا اور پھر تیزی سے اوپر اٹھتے
ہوئے دونوں ہاتھ پھیلا کر ٹائیگر کے جسم کو فضا میں دبوچ لیا۔ اس سے
پہلے کہ ٹائیگر کچھ سمجھتا دادا رستم کے ہاتھ حرکت میں آئے اور ٹائیگر ہوا
میں گھومتا ہوا دور جا گرا۔

زمین پر گرتے ہی ٹائیگر نے اپنے جسم کو سنبھالتے ہوئے الٹی
قلابازی لگائی اور کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح دادا رستم کی

طرف بڑھا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سر کی ٹکر پوری قوت سے داوا رستم کے پیٹ میں مارنا چاہتا ہو مگر داوا رستم اپنی جگہ سے یکلخت اچھلا اور ٹائیگر اس کے پیروں کے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔اس سے پہلے کہ ٹائیگر خود کو سنبھالتا داوا رستم نے فضا میں الٹی قلابازی کھاتے ہوئے دونوں ٹانگیں پھیلا کر ٹائیگر کی کمر پر مار دیں۔ٹائیگر جو پہلے ہی اپنے زور میں آگے جا رہا تھا داوا رستم کی ٹانگیں کھا کر وہ اوندھے منہ گر گیا۔ اس نے فوراً دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ اس کے چہرے کا یقیناً بھرتہ بن جاتا۔اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا داوا رستم جس نے اس کی کمر پر ٹانگیں ماری تھیں قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور اس نے مڑ کر ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی۔لیکن اس بار ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے دوسری طرف کروٹ بدل گیا۔داوا رستم جیسے ہی نیچے آیا ٹائیگر کی گھومتی ہوئی ٹانگ پوری قوت سے داوا رستم کے پہلو پر پڑی۔ایک لمحے کے لئے داوا رستم کا جسم مڑ گیا مگر دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور اس نے کمر کے بل زمین پر لٹو کی طرح گھومتے ہوئے جواباً ایک ٹانگ ٹائیگر کے پہلو میں ماری۔ٹائیگر جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اس کی ٹانگ کھا کر ایک بار پھر گر گیا۔پھر وہ دونوں ایک ساتھ اور تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''میں نے پہلے ہی کہا تھا تم خاصے تربیت یافتہ ہو۔مگر تم جو مرضی کر لو۔داوا رستم کا مقابلہ نہیں کر سکتے''۔۔۔۔۔۔داوا رستم نے زہریلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اپنا نام بھی بتا دیا۔

''میں یہاں لڑنے کے لیے نہیں آیا داوا رستم۔مجھے تم صرف اتنا بتا دو کہ تم پاکیشیا میں کس مقصد کے لیے آئے ہو''۔۔۔۔۔۔ٹائیگر نے جواباً اسے خون آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''بہت خوب۔اب آئے ہو نا لائن پر۔بتاؤ کس ایجنسی سے تعلق ہے تمہارا''۔۔۔۔۔۔داوا رستم نے کہا۔

''میں تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں''۔ ٹائیگر غرایا۔

''تو پھر تم یہ کیسے سوچ سکتے ہو کہ میں تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کا پابند ہوں''۔۔۔۔۔۔داوا رستم نے کہا۔

''تم یہاں جس مقصد کے لیے آئے ہو میں تمہیں اس میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا داوا رستم''۔۔۔۔۔۔ٹائیگر نے کہا۔

''کون روکے گا مجھے۔تم۔ہونہہ۔اگر تم عمران ہو تو سن لو۔ داوا رستم وہ عفریت ہے جو اپنے دشمنوں کو سالم نگل جاتا ہے۔تم جیسا معمولی انسان میرے سامنے پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔میں نے تمہیں لڑنے کا موقع صرف اس لئے دیا تھا تا کہ میں یہ جان سکوں کہ تم کس پائے کے فائٹر ہو۔مگر میں نے اندازہ لگا لیا ہے تم میں فاسٹ فائٹروں والی کوئی بات نہیں ہے۔تمہاری حیثیت میرے سامنے جنگلی کبوتر سے بھی کم ہے''۔۔۔۔۔۔داوا رستم نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سن کر ٹائیگر کی رگوں میں یکلخت جیسے پارہ سا دوڑ گیا۔وہ یکلخت بجلی کی طرح تڑپا اور اس نے پوری قوت سے داوا رستم پر حملہ کر

دیا۔ اس بار ٹائیگر نے زمین پر گر کر کمر کے بل قلابازی لگائی تھی اور
اس نے ٹانگیں پھیلا کر دادا رستم کی ٹانگوں پر وار کرنے کی کوشش کی تھی
لیکن دادا رستم جیسے پہلے سے ہی ہوشیار تھا وہ فوراً اپنی جگہ سے ہٹا۔ اس
کا جسم کسی پھرکی کی طرح گھوما اور پھر دوسرے لمحے ٹائیگر کے حلق سے
کربناک چیخ نکل گئی۔ دادا رستم کی زوردار لات اس کے سر پر پڑی
تھی۔ ایک لمحے کے لئے ٹائیگر کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا
آ گیا۔ اس نے سر جھٹک کر اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے
اس کا جسم فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ دادا رستم نے اسے دونوں ہاتھوں سے
یوں اٹھا کر اوپر کر لیا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے کاغذ کا گڈا
ہو۔ ٹائیگر نے تڑپ کر اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے
دادا رستم کے ہاتھ حرکت میں آئے اور ٹائیگر گھومتا ہوا اس کے سامنے
زمین پر آ گرا۔ کمر کے بل گر کر ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کمر
کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر
دادا رستم کی ٹانگیں پکڑنی چاہیں مگر اسی لمحے دادا رستم نے اس کی گردن
پر پاؤں رکھ دیا۔ دوسرے لمحے دادا رستم کے بوٹ کی ٹو ٹائیگر کی گردن
پر گھومی اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے جان سی نکل گئی
ہو۔ دادا رستم نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر اس کی ایک خاص رگ
مسل دی تھی جس سے ٹائیگر کو اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی معلوم ہو
رہی تھی۔ وہ چند لمحے بری طرح سے تڑپتا رہا اور پھر اس کے ذہن پر
یکلخت اندھیرے نے یلغار کر دی۔ اس نے بہت کوشش کی مگر بے سود۔

بے ہوش ہونے سے قبل ٹائیگر نے دادا رستم کی غراہٹ سنی تھی۔

"ہونہہ۔ دادا رستم کا مقابلہ کرنے چلا تھا"۔ ——— ان الفاظ
کے ساتھ ہی ٹائیگر کا جسم ساکت ہو گیا۔

عمران کا جسم بدستور سن تھا۔اس نے اپنے جسم کوٹھیک کرنے کی ہرممکن کوشش کی تھی لیکن وہ ابھی تک اپنی ایک انگلی کو بھی جنبش دینے میں کامیاب نہ ہوسکا تھا۔کارٹی اور اس کے ساتھی اسے کرسی سمیت لا کر اس ہال نما کمرے میں چھوڑ گئے تھے۔ ابھی عمران کو اس کمرے میں پہنچائے کچھ ہی دیر ہوئی ہوگی کہ کارٹی اور اس کے کئی ساتھی اندر آ گئے جنہوں نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو کاندھوں پر لاد رکھا تھا۔

اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ آرگوس کے کہنے پر ان سب کو ریڈ فائر سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ اور پھر آرگوس کے ساتھی انہیں باہر سے اٹھا لائے تھے۔ انہوں نے ان سب کو فرش پر ہی ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو وہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ کچھ دیر بعد باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر عمران نے آرگوس اور اس کے ساتھی کارٹی کو اندر آتے دیکھا۔

”مجھے شک نہیں پورا یقین ہے کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں“۔۔۔۔۔ آرگوس نے کہا۔

”یس باس۔لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ لوگ یہاں پہنچ کیسے گئے۔اور یہ گلاسٹر“۔۔۔۔۔ کارٹی نے کہا۔

”یہ گلاسٹر نہیں ہے۔لگتا ہے عمران نے اپنے تعاقب میں موجود گلاسٹر کو چیک کر لیا ہوگا اور پھر اسے اپنے قابو میں کر کے اسے شدید اذیتیں دے کر اس سے ساری معلومات حاصل کر لی ہوں گی اور پھر عمران خود گلاسٹر کے روپ میں یہاں آ گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو باہر چھوڑ دیا تاکہ وقت آنے پر یہ سب ہم پر ریڈ کر سکیں“۔آرگوس نے تجزیہ کرنے والے انداز میں کہا۔

”یس باس۔آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ عمران ہی ہوسکتا ہے کیونکہ یہ بالکل گلاسٹر کے لب و لہجے میں بات کر رہا تھا اور میں نے سنا ہے کہ عمران ایک بار جس کی آواز سن لیتا ہے اس کی آواز کی نقل اتار لینا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں رہتا“۔۔۔۔۔ کارٹی نے کہا۔

”مجھے بھی اسی پر شک ہے کہ یہ عمران ہے“۔۔۔۔۔ آرگوس نے عمران کے سامنے آ کر اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”تب تو ہمیں ان سب کو ہلاک کر کے یہاں سے فوراً نکل جانا چاہیے۔ اگر ان کے اور ساتھی یہاں آ گئے تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی“۔۔۔۔۔ کارٹی نے کہا۔

”نہیں۔ اتنی جلدی یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ میرے حساب سے

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران یہاں موجود ہیں۔ اگر اور افراد یہاں آ گئے تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میرے لیے یہی بہت ہے کہ ان میں عمران خود یہاں موجود ہے"۔ ـــــ آرگوس نے کہا تو کارٹی خاموش ہو گیا۔

"اس عمران کی زبان کو حرکت میں لے آؤ۔ اسے تھری کا ایک ڈوز دو۔ خیال رکھنا یہ انتہائی خطرناک انسان ہے"۔ ـــــ آرگوس نے کہا۔

"لیس باس"۔ ـــــ کارٹی نے کہا اور پھر وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے عمران۔ تمہارے ماں باپ اور ایک بہن پہلے ہی میرے قبضے میں ہیں۔ اب تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آ گئے ہو۔ ان سب کی جانیں بچانے کے لئے تمہیں اب وہی کرنا پڑے گا جو میں کہوں گا"۔ ـــــ آرگوس نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے زہریلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے باہر قدموں کی آواز دوبارہ سنائی دی اور کارٹی اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک انجکشن تھا جس میں زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ کارٹی عمران کے پاس آیا اور پھر اس نے عمران کے جبڑے پر انجکشن لگا دیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔

"دو مسلح افراد کو یہاں بلا لو"۔ ـــــ آرگوس نے کہا تو کارٹی سر ہلا کر دوبارہ کمرے سے نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں مشین گن

برداروں کے ہمراہ دوبارہ اندر آ گیا۔

"کیا اب تم بول سکتے ہو"۔ ـــــ آرگوس نے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا جسم بے حس و حرکت ہے۔ میں بھلا کیسے بول سکتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا تم عمران ہو"۔ ـــــ آرگوس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران۔ کون عمران۔ میرے ماموں چچا اور تایا میں سے کسی کا نام بھی عمران نہیں ہے"۔ ـــــ عمران نے کہا۔

"دیکھو۔ اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو۔ ورنہ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکو گے"۔ آرگوس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اپنے بارے میں تمہیں اب میں کیا بتاؤں۔ میں ایک سیدھا سادا غریب مفلس اور قلاش قسم کا انسان ہوں۔ بعض اوقات میری جیب میں پھوٹی کوڑی تک نہیں ہوتی۔ میں چائے کا ایک کپ تک پینے کے لئے ترس جاتا ہوں۔ غربت کے باعث میں کئی کئی روز فاقوں میں گھرا رہتا ہوں اور"۔ ـــــ عمران کی زبان ایک بار رواں ہوئی تو جیسے رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"شٹ اپ۔ اپنی بکواس بند کرو"۔ ـــــ آرگوس نے گرجتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری۔ میں اپنا منہ بند کر لیتا ہوں تم شوق سے اپنی بکواس شروع کر سکتے ہو"۔ ـــــ عمران نے کہا اور اس کا جواب سن کر آرگوس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اسی لمحے تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور ایک نوجوان بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔

"باس باس۔ بلیک روم میں موجود آفیسر کو شاید دل کا دورہ پڑا ہے۔ وہ بری طرح سے چیخ چلا رہا ہے"۔ ـــــ آنے والے نوجوان نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ سر عبدالرحمٰن کو دل کا دورہ پڑا ہے"۔ ـــــ آرگوس نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

"یس باس۔ میں وہیں سے آ رہا ہوں۔ اس نے بندھی ہوئی کرسی پر بری طرح سے تڑپنا شروع کر دیا تھا اور اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا تھا"۔ ـــــ آنے والے نوجوان نے کہا۔

"اوہ۔ سر عبدالرحمٰن کا ہمارے لئے ابھی زندہ رہنا بے حد ضروری ہے۔ کارٹی ان کا خیال رکھنا۔ میں ابھی آ رہا ہوں"۔ ـــــ آرگوس نے کہا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران خاموش تھا۔ سر عبدالرحمٰن کو دل کا دورہ پڑنے کا سن کر اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ویسے وہ حیران بھی تھا کہ سر عبدالرحمٰن خاصے صحت مند انسان تھے اور وہ اپنی صحت کا خاص خیال بھی رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ہر ماہ وہ باقاعدگی سے اپنے فیملی ڈاکٹر سے اپنا اور اماں بی کا چیک اپ کراتے رہتے تھے اس سے پہلے تو سر عبدالرحمٰن کو کبھی ایسا کوئی دورہ نہیں پڑا تھا۔ پھر اب۔ عمران مسلسل سوچتا رہا پھر اس کے ذہن میں آیا کہ ہو سکتا ہے سر عبدالرحمٰن ان کی قید سے نکلنے کا ارادہ کر رہے ہوں اور وہ جان بوجھ کر ایسی اداکاری کر رہے ہوں کہ کسی طریقے سے وہ یہاں سے نکل جائیں۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور نارمل ہو گیا۔

"مجھے پانی پلا سکتے ہو"۔ عمران نے کارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش رہو۔ ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دوں گا"۔ ـــــ کارٹی نے انتہائی تلخی سے کہا۔

"حیرت ہے۔ بولنے پر بھی لوگوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا ہے۔ ویسے تمہیں میں سچ بتاؤں تم نے مجھے جو انجکشن لگایا ہے اس سے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ اس لئے میں تم سے پانی مانگ رہا تھا۔ بہرحال تمہیں پانی نہیں دینا تو نہ دو۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ میں مر جاؤں گا۔ تمہارے باس کو جواب دینے سے تو یہی بہتر ہو گا کہ میں مر جاؤں۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں"۔ ـــــ عمران نے کہا تو کارٹی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ۔ پانی پلا دو اسے۔ کہیں ایسا نہ ہو یہ سچ مچ ہی مر جائے"۔ کارٹی نے سر جھٹک کر کہا تو ایک مسلح آدمی سر ہلا کر مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ منرل واٹر کی ایک بوتل لے کر اندر آ گیا۔

اس کے ہاتھ میں منرل واٹر کی بوتل دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی۔

"منہ کھولو۔ یہ پانی تمہارے منہ میں انڈیل دے گا"۔۔۔۔ کارٹی نے کہا تو عمران نے منہ کھول دیا۔ اس آدمی نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کا سرا عمران کے منہ سے لگا دیا۔ عمران لمبے لمبے گھونٹ بھرتا ہوا پانی پینے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے ساری بوتل خالی کر دی۔ عمران کو معلوم تھا کہ اس کے جسم کو ریڈ پن سے ساکت کیا گیا ہے اور ریڈ پن کا ایک توڑ سادہ پانی بھی تھا۔ اب عمران کا جسم حرکت میں آ سکتا تھا جیسے ہی اس نے بوتل خالی کی وہ آدمی اس کے منہ سے بوتل ہٹا کر ایک طرف ہو گیا۔ چند ہی لمحوں بعد عمران کو اپنے بے جان جسم میں جان سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ چند لمحے مزید انتظار کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کا جسم مکمل طور پر متحرک ہو جائے۔

"کیا تمہارے پاس سگریٹ ہے۔ کئی گھنٹوں سے سگریٹ نہیں پی۔ میری رگوں میں خون رکتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ اگر ایک سگریٹ پلا دو تو میں تمہارے پیدا ہونے والوں بچوں کا بھی عمر بھر شکریہ ادا کرتا رہوں گا"۔۔۔۔ عمران نے کارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شٹ اپ۔ ہم میں سے کوئی سگریٹ نہیں پیتا۔ تم دونوں اس کا خیال رکھو۔ میں باس کو دیکھ کر آتا ہوں"۔۔۔۔ کارٹی نے پہلے عمران سے اور پھر دونوں مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اسے باہر جاتے دیکھ

کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا جسم ابھی پوری طرح سے متحرک نہیں ہوا تھا ورنہ وہ اسے کبھی باہر نہ جانے دیتا۔

"سنو۔ تم۔ میری بات سنو"۔۔۔۔ اچانک عمران نے ایک مسلح آدمی کی طرف دیکھ کر کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب کیا ہے"۔۔۔۔ اس آدمی نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تت۔ تم نے مجھے پانی ہی پلایا ہے نا"۔۔۔۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ہاں کیوں"۔۔۔۔ اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"پھر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے میرے جسم کی رگیں اندر سے کٹ رہی ہوں اور۔ اور۔ اوہ۔ اوہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس کے حلق سے اچانک ایک ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا چہرہ یوں بگڑ گیا جیسے وہ شدید اذیت میں مبتلا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ اسے کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔ اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور پھر وہ جیسے ہی عمران کے قریب پہنچ کر اس پر جھکا۔ اسی لمحے عمران نے بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اسے دونوں ہاتھوں میں اسے اس کے پیچھے کھڑے ساتھی کی جانب اچھال دیا۔ وہ سیدھا اپنے ساتھی سے ٹکرایا اور کمرہ ان دونوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر گر پڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں سنبھلتے عمران اٹھ کر

ان کے سروں پر پہنچ گیا اور پھر اس کی ٹانگیں چلیں اور وہ دونوں یوں ساکت ہو گئے جیسے چابی بھرے کھلونوں کی یکلخت چابی ختم ہو جاتی ہے۔عمران نے ان دونوں کے سروں پر اس قدر زوردار ٹھوکریں رسید کی تھیں کہ وہ چیختے ہوئے لمحوں میں لمبے لیٹ گئے تھے۔

عمران نے فوراً ان دونوں کی مشین گنیں اٹھائیں اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔اس نے دروازے کی آڑ سے باہر دیکھا۔ باہر طویل راہداری تھی جو بالکل خالی تھی۔ خالی راہداری دیکھ کر عمران واپس پلٹا اور تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔اس نے سب سے پہلے صفدر کے ناک اور منہ کو پکڑا اور اس وقت تک دبائے رکھا جب تک صفدر کو ہوش نہ آ گیا۔ چند ہی لمحوں میں صفدر کو ہوش آ گیا۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر عمران اسے چھوڑ کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا اور اس کی ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ دیئے۔

''عمران صاحب۔ ہم یہاں کیسے آ گئے''۔ ـــــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے ان سب کو ہوش میں لانے کے لئے میری مدد کرو''۔ ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر تنویر کی طرف بڑھ گیا۔کیپٹن شکیل کو بھی ہوش آ گیا تو عمران نے اسے دوسرے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کو کہا اور ایک مشین گن وہیں رکھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا کیونکہ اس نے باہر کسی کے قدموں کی آوازیں سنی تھیں۔

عمران نے دروازے کی آڑ سے باہر دیکھا اور خالی راہداری دیکھ کر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔آگے راہداری ایک طرف مڑ رہی تھی قدموں کی آواز دوسری طرف سے آ رہی تھی۔عمران اپنے قدموں کی آواز نکالے بغیر بھاگتا ہوا راہداری کے موڑ کی طرف دوڑتا چلا گیا اور پھر وہ راہداری کی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔قدموں کی آواز قریب آتی جا رہی تھی ادھر عمران کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔اس نے کچھ سوچ کر مشین گن کاندھے سے لٹکالی تھی۔ وہ آنے والے کو قابو کرنا چاہتا تھا۔ چند لمحوں بعد اچانک ایک آدمی راہداری کا موڑ مڑ کر اس طرف آ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کو دیکھ کر چونکتا عمران اس پر کسی بھوکے شیر کی طرح جھپٹ پڑا۔آنے والے کے حلق سے چیخ نکلی اس نے تڑپ کر عمران کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی مگر عمران نے اچانک اسے اٹھا کر بری طرح سے فرش پر پٹخ دیا۔ ساتھ ہی اس نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھ دیا۔

اس آدمی نے کروٹ بدل کر عمران کو ٹانگیں مارنے کی کوشش کی مگر عمران نے ہاتھ مار کر اس کی ٹانگیں دوسری جانب گھما دیں اور ساتھ ہی اس نے پیر کا وزن اس آدمی کی گردن پر بڑھا دیا۔اس آدمی کا جسم یکلخت جھٹکے کھانے لگا۔عمران تے اس کی گردن پر پھر دباؤ ڈالا تو اس آدمی کا چہرہ مسخ ہوتا چلا گیا۔ پھر عمران نے اس کی گردن سے ٹانگ ہٹائی اور جھپٹ کر اسے اٹھاتے ہوئے دیوار سے لگایا اور اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ پکڑ کر اسے زور سے دبایا تو اس آدمی کی آنکھیں

اچھل پڑیں۔عمران نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ آرگوس کا ساتھی کارٹی تھا۔

"آرگوس کہاں ہے"۔ ــــ عمران نے چٹکی سے اس کی گردن کی مخصوص رگ کو دباتے ہوئے غرا کر کہا تو کارٹی کا جسم بری طرح سے لرز اٹھا۔

"اپ۔اپنے۔اپنے کمرے میں۔ وہ اپنے کمرے میں ہیں"۔ کارٹی کے حلق سے بمشکل آواز نکلی۔عمران نے اس کی گردن کی رگ چھوڑی اور پیچھے ہٹ کر اس نے کاندھے سے مشین گن اتارتے ہوئے اس کی نال کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

"اٹھو۔ اٹھ کر کھڑے ہوجاؤ"۔ ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا تو کارٹی اپنی گردن دونوں ہاتھوں سے مسلتا ہوا خوفزدہ انداز میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔اس کی آنکھوں میں شدید حیرت لہرا رہی تھی۔ جیسے وہ عمران کو وہاں دیکھ کر حیران ہو رہا ہو۔ جسے بے حس و حرکت کیا گیا تھا وہ اس طرح ٹھیک ٹھاک حالت میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔ یہ شاید کارٹی کے لئے یقین میں نہ آنے والی بات تھی۔

"سنو کارٹی۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو مجھے فوراً آرگوس کے کمرے کا بتاؤ۔کہاں ہے اس کا کمرہ"۔ ــــ عمران نے کہا اس کے لہجے میں اس قدر خوفناک غراہٹ تھی جسے سن کر کارٹی کا جسم یکبارگی کانپ اٹھا تھا۔

"تت۔تم۔تم آزاد کیسے ہوگئے اور وہ مسلح افراد"۔ ــــ کارٹی

نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ورنہ"۔ ــــ عمران نے کہا۔

"بت۔ بتاتا ہوں"۔ ــــ کارٹی نے کہا اور پھر وہ کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح بولنے لگا۔

"اب بتاؤ۔ سر عبدالرحمٰن اور ان کے ساتھ جن دو خواتین کو تم لوگوں نے اغوا کیا تھا وہ کہاں ہیں"۔ ــــ عمران نے پوچھا تو کارٹی نے ان کے بارے میں بھی عمران کو بتا دیا۔ساری تفصیل جان کر عمران نے اچانک مشین گن کا دستہ گھما کر اس کے سر پر مار دیا۔کارٹی کے حلق سے چیخ نکلی وہ بری طرح سے لہرایا۔ اسی لمحے اس کے سر پر ایک اور ضرب لگی تو وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گرتا چلا گیا۔عمران نے مشین گن کے دستے کی دوسری ضرب اس کے سر پر اس قدر زور سے ماری تھی کہ کارٹی کی کھوپڑی چٹخ گئی تھی اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہوگئیں۔عمران نے یہاں فائرنگ کرنے کے بجائے اسے مشین گن کے دستے سے ہلاک کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔کارٹی کو ہلاک کر کے وہ تیزی سے پلٹا اور بھاگتا ہوا اس کمرے میں آ گیا جہاں اس کے سارے ساتھی ہوش میں آ گئے تھے۔عمران نے ان سب کو ساتھ لیا اور پھر وہ تیزی سے باہر آ گئے۔عمران تیزی سے بھاگتا ہوا راہداری کا ایک موڑ مڑا اور ایک اور راہداری میں آ گیا۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔عمران بھاگ کر دروازے کے پاس گیا اور اس نے اچانک دروازے پر زور دار لات مار دی۔دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔

دروازہ کھلتے ہی عمران نے ایک ہی نظر میں اندر کی پوزیشن
لی۔ کمرے میں سامنے کرسی پر سر عبدالرحمٰن جکڑے ہوئے تھے۔ ان
کچھ فاصلے پر آرگوس کھڑا تھا اور اس کے قریب دو مسلح افراد مو
تھے۔ عمران کی مشین گن تڑتڑائی اور پھر مشین گن سے شعلوں کی بو
ہوئی اور دونوں مسلح افراد ڈھیر ہو گئے۔ عمران نے جان بوجھ کر آر
پر فائرنگ نہ کی تھی۔

دھماکے سے دروازہ کھلنے کی آواز اور پھر فائرنگ سن کر آرگو
بری طرح سے اچھل پڑا اور پھر اپنے سامنے عمران اور اس کے پیچ
اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''تت۔ تت۔ تم کس طرح ٹھیک ہو گئے''۔ ـــــ آرگوس ان
سب کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ انسان نہ ہوں بلکہ مافوق الفطر
طاقتیں ہوں۔

''تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے آرگوس۔ اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو''۔
عمران نے غرا کر کہا۔

''لل۔ لیکن۔ یہ سب۔ یہ سب کیسے ہو گیا''۔ ـــــ آرگوس
نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے بے اختیار دونوں
ہاتھ اٹھا کر اوپر کر لئے تھے۔

''صفدر۔ سر عبدالرحمٰن کی رسیاں کھولو اور انہیں باہر لے جاؤ''۔
عمران نے عقب میں موجود صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ سر عبدالرحمٰ
بے ہوش تھے۔ عمران کی بات سن کر صفدر سر ہلا کر آگے بڑھا اور اس

نے سر عبدالرحمٰن کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔

''تم سب باہر جاؤ اور جو نظر آئے اسے اڑا دو''۔ ـــــ عمران
نے کہا تو جولیا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلائے اور مڑ کر
باہر بھاگتے چلے گئے۔ اس وقت تک صفدر سر عبدالرحمٰن کی رسیاں کھول
چکا تھا۔ اس نے بے ہوش سر عبدالرحمٰن کو اٹھا کر کاندھوں پر ڈالا اور
وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''کیا واقعی تم عمران ہو''۔ ـــــ آرگوس نے کہا۔ اسے ابھی
تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ بے حس و حرکت ہونے والا
اور ریڈ فائر سے بے ہوش ہونے والے انسان اس طرح ٹھیک ہو کر
اس کے سامنے آ سکتے ہیں۔

''نہیں۔ میں عمران کا بھوت ہوں''۔ ـــــ عمران نے منہ بنا
کر کہا۔

''تم۔ تم''۔ ـــــ آرگوس نے کچھ کہنا چاہا مگر شاید اس کے
پاس کہنے کے لئے کوئی الفاظ نہیں تھے۔ اس لئے وہ تم تم کہہ کر خاموش
ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اچانک باہر تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے
لگیں۔ شاید عمران کے ساتھیوں نے وہاں سے مشین گنیں حاصل کر لی
تھیں اور وہ آرگوس کے گروپ پر موت بن کر ٹوٹ پڑے تھے۔
فائرنگ کی آوازیں سن کر آرگوس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

''آرگوس۔ ہونہہ۔ بلیک سینڈیکیٹ کا باس اس قدر گھٹیا اور
بدبخت انسان ہو سکتا ہے۔ یہ میں نے سوچا بھی نہ تھا۔ تم یہاں

اسرائیلی پرائم منسٹر کے کہنے پر عمران سے وہ کاغذات حاصل کر
آئے تھے جن پر عمران نے اس سے دستخط کرا رکھے ہیں۔ میں تو سم
تھا کہ بلیک سینڈیکیٹ بے حد منظم، فعال اور انتہائی زیرک سینڈیکیٹ
گا۔ مگر تم۔ ہونہہ۔ تم نے عمران کے ماں باپ اور اس کی بہن کو اغوا
کے جو گھٹیا حرکت کی ہے اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم اور تمہ
سینڈیکیٹ انتہائی بودا ہے۔ میں ایسے انسان کو انسان نہیں سمجھتا جو ا
مفادات کے لئے بے گناہ اور بوڑھے انسانوں کو یرغمال بنا کر اپنا کا
نکالنے کی کوشش کرے۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ اگر تم عمران کے ما
باپ اور اس کی بہن کو اغوا کر لو گے تو کیا عمران تمہیں وہ کاغذات لا
دے دے گا''۔ ——— عمران نے اس کی طرف نفرت بھری نظرو
سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ۔ کیا واقعی تم عمران ہو''۔ ——— آرگوس نے ا
کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں عمران ہوں۔ وہ عمران جو تم جیسے گھٹیا انسانوں
لئے موت کا پیغام ہے''۔ ——— عمران نے غرا کر کہا۔

''دیکھو عمران۔ میں یہاں اپنا کام کرنے آیا تھا۔ مجھے جو بہتر
وہ میں نے کیا۔ میں نے سوچا کہ اگر میں تمہارے ماں باپ اور بہ
اغوا کر کے انہیں یرغمال بنا لوں تو تم یقیناً ان کی جانیں بچانے کے
وہی کرو گے جو میں کہوں گا۔ میرا ارادہ تم سے صرف اسرائیلی پرائم
کے مخصوص کاغذات کا حصول تھا۔ میں تمہارے ماں باپ اور بہن کو

نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ اگر تم کاغذات میرے حوالے کر دیتے تو
میں انہیں چھوڑ کر یہاں سے چلا جاتا''۔ ——— آرگوس نے اپنی
صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں اور تمہاری خصلت سے بخوبی واقف ہوں آرگوس۔ تم
نے میرے ماں باپ اور بہن کو اغوا کر کے جو گھٹیا حرکت کی ہے اس
کی سزا تو یہی ہے کہ میں اس مشین گن کا برسٹ تمہارے سینے میں
اتار دوں مگر تم زندہ ہو صرف اس لئے کہ میں تم سے دادا رستم کے
بارے میں جاننا چاہتا ہوں''۔ ——— عمران نے کہا۔

''دادا رستم''۔ ——— آرگوس نے ہکلا کر کہا۔

''ہاں۔ دادا رستم۔ جو تھوڑی دیر قبل یہاں آیا تھا۔ کیوں آیا تھا وہ
یہاں۔ کیا وہ بھی تمہارے ساتھ کام کر رہا ہے''۔ ——— عمران نے
کہا۔

''نہیں۔ دادا رستم جیسا خطرناک انسان بھلا میرے ساتھ کیسے
کام کر سکتا ہے''۔ ——— آرگوس نے کہا۔

''تو پھر کیوں آیا تھا وہ یہاں''۔ ——— عمران نے کہا تو
آرگوس نے اسے ساری بات بتا دی۔

''کیا تم جانتے ہو کہ وہ اب کہاں گیا ہے''۔ ——— عمران
نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''۔ آرگوس نے
کہا۔ عمران نے اس کے لہجے سے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

اس نے آرگوس سے مزید چند سوال پوچھے ۔ پھر اس نے اچانک آرگوس پر مشین گن کا دہانہ کھول دیا۔مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے آرگوس کے جسم کوشہد کی مکھیوں کا چھتہ بنا دیا تھا۔آرگوس اپنے ہی خون میں لت پت گرا اور پھر ساکت ہو گیا۔ باہر سے مسلسل تیز اور خوفناک فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ شاید آرگوس کے ساتھی عمران کے ساتھیوں کے مقابلے پر اتر آئے تھے۔

عمران نے آگے بڑھ کر آرگوس کے لباس کی تلاشی لی اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ وہ عمارت میں گھوم پھر کر اماں بی اور ثریا کو تلاش کرنے لگا۔ پھر اسے ایک کمرے میں وہ دونوں دکھائی دے گئیں۔ ان دونوں کو بھی رسیوں سے جکڑا گیا تھا۔ وہ دونوں ہوش میں تھیں۔ عمران کو اندر آتے دیکھ کر وہ گھبرا گئیں۔ عمران چونکہ گلاسٹر کے میک اپ میں تھا ۔اسی لئے اماں بی اور ثریا نے اسے نہیں پہچانا تھا اور نہ عمران ان کو اپنے بارے میں بتانا چاہتا تھا اس نے آواز بدل کر انہیں تسلی دی اور ان کو رسیوں سے آزاد کر دیا۔ چندلمحوں بعد عمران کے سب ساتھی وہاں آ گئے ۔عمران نے اشارے سے ان سب کو سمجھا دیا کہ وہ اماں بی اور ثریا کے سامنے اس کا نام نہ لیں۔ جولیا نے عمران کو بتایا کہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے عمارت میں موجود تمام مسلح افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔

عمران نے جولیا سے کہا کہ وہ اماں بی اور ثریا کو واپس کوٹھی میں پہنچا دے۔جولیا ان دونوں کو لے کر فوراً وہاں سے نکل گئی تو عمران اپنے

دوسرے ساتھیوں کے ساتھ باہر آ گیا۔ اس نے آرگوس اور اس کے ساتھیوں کو تو ہلاک کر دیا تھا لیکن اب اس کا ذہن دادا رستم کی طرف اٹکا ہوا تھا جو پاکیشیا میں موجود تھا چونکہ عمران اس ٹارگٹ کلر کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا اس لئے اس کا ذہن اس سے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ دادا رستم جیسے ٹارگٹ کلر کا پاکیشیا میں ہونا نیک شگون نہیں۔ صفدر اور اس کے ساتھی اس سے پوچھ رہے تھے مگر عمران تو جیسے اپنے خیالوں میں کھویا ہوا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ان میں سے کسی کی آواز سن ہی نہ رہا ہو۔

عمران نے ان سب کو واپس جانے کے لئے کہا اور پھر وہ خود بھی وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

دادا رستم اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ تیز تیز چلتا ہوا ایک راہداری میں بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

آرگوس سے ملنے کے بعد وہ وہاں سے نکل کر کھانا کھانے کے لئے ایک ریسٹورنٹ میں گیا تھا۔ وہاں سے کھانا کھا کر وہ باہر نکلا اور اپنی کار میں سوار ہو کر واپس اپنے ٹھکانے کی طرف روانہ ہوا تو اس کی تیز حس نے فوراً اسے اس بات سے آگاہ کر دیا کہ ایک کار مسلسل اس کے تعاقب میں ہے۔

دادا رستم نے اس کار اور کار میں ایک نوجوان کو اپنے تعاقب میں دیکھا تو اس کا ماتھا ٹھنک گیا۔ اسے پہلا خیال عمران کا ہی آیا تھا کہ اس کے تعاقب میں آنے والا نوجوان شاید عمران ہی ہے۔ لیکن اس نے جب اس نوجوان کو ایک موڑ مڑتے ہوئے احتیاطاً غور سے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ عمران نہیں ہے۔ لیکن نوجوان جس مہارت اور عقلمندی سے اس کا تعاقب کر رہا تھا اس سے دادا رستم کو یقین ہو رہا تھا کہ وہ یقیناً عمران کا کوئی ایسا ساتھی ہے جو اسے بخوبی جانتا ہے۔

دادا رستم نے اپنے ٹھکانے پر جاتے کے بجائے کار کو دوسری سڑک کی طرف موڑ لیا تھا۔ اس نے پاکیشیا میں اپنی حفاظت کے لئے کئی ٹھکانے بنا رکھے تھے۔ جہاں اس کے اکا دکا ساتھی موجود تھے۔ دادا رستم تعاقب کرنے والے نوجوان کو دوسرے ٹھکانے پر لے آیا۔ اس نے گیٹ کے پاس رک کر تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو کوٹھی میں موجود اس کے ساتھی نے اس کے لئے گیٹ کھول دیا تو دادا رستم کار اندر لے گیا اور اس نے کار پورچ میں روک کر گیٹ کھولنے والے آدمی کو ہدایات دیں اور فوراً کوٹھی کی چھت پر آ گیا۔ ایک خفیہ جگہ پر آ کر اس نے باہر دیکھا تو اسے وہ نوجوان اس کوٹھی کی طرف آتا دکھائی دیا۔ نوجوان نے اس کی کوٹھی کے گیٹ کی طرف دیکھا اور پھر ٹہلتے ہوئے انداز میں آگے بڑھتا ہوا دوسری گلی میں چلا گیا۔ اسے گلی میں جاتے دیکھ کر دادا رستم سمجھ گیا تھا کہ نوجوان گلی گھوم کر دوبارہ اپنی کار کی طرف جائے گا۔ چنانچہ وہ تیزی سے چھت سے نیچے آیا اور گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھول کر باہر آ گیا اور پھر وہ بھاگتا ہوا اس نوجوان کی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہاں کسی کو نہ پا کر وہ تیزی سے کار کے نیچے گھستا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں نوجوان واقعی اپنی کار کی طرف آ گیا۔ پھر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور کار میں بیٹھ گیا۔ دادا رستم نے چند لمحے انتظار کیا اور پھر وہ کار کے نیچے سے نکل کر

باہر آ گیا۔ اس نے احتیاط سے کار میں جھانکا تو اسے نوجوان سیل فون جیسے آلے پر کسی سے بات کرتا دکھائی دیا۔ دادا رستم نے فوراً جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس نے مشین پسٹل کا دستہ مار کر کار کا سائیڈ والا شیشہ توڑ دیا۔

دادا رستم نے نوجوان کو کور کیا اور اسے لے کر دوبارہ اپنی کوٹھی کی طرف چل پڑا جہاں نوجوان نے اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی مگر دادا رستم نے چند ہی لمحوں میں اسے زیر کر کے بے ہوش کر دیا۔ پھر اس نے بے ہوش نوجوان کا میک اپ چیک کیا مگر نوجوان میک اپ میں نہیں تھا۔ دادا رستم نے کچھ سوچ کر اسے اٹھایا اور پھر اپنی کار کی طرف لے آیا۔ اس نے کار کی ڈگی کھول کر نوجوان کو ڈگی میں ڈالا اور ڈگی بند کر کے کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ اس نے نوجوان کو چونکہ فون پر کسی سے باتیں کرتے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے آواز دے کر کوٹھی میں موجود دو افراد کو باہر بلالیا اور پھر ان دونوں کو کار میں بیٹھنے کے لئے کہا۔ ان دونوں کو کار میں بٹھا کر وہ کار ڈرائیور کرتا ہوا کوٹھی سے نکل آیا اور دوبارہ اپنے ٹھکانے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر اس نے ڈگی میں موجود بے ہوش نوجوان کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کیا اور اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا۔ پھر تھوڑی دیر کمرے میں فلیرے داخل ہوا اس نے دادا رستم کو بتایا کہ وہ اور اس کے ساتھی ٹی ون کو لے آئے ہیں۔ دادا رستم کے پوچھنے پر فلیرے نے بتایا کہ ٹی ون بلیک روم میں موجود ہے۔ دادا رستم فوراً اٹھا اور ٹی ون کو دیکھنے کے لئے

ان کے ساتھ چل پڑا۔

مختلف راہداریوں سے ہوتا ہوا وہ ایک کمرے میں آیا۔ کمرے کا ایک خفیہ راستہ کھول کر وہ دونوں ایک تہہ خانے میں آ گئے۔ جہاں ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر شخص رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا شاید وہ بے ہوش تھا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ ابوحسام ہی ہے“۔۔۔۔۔ دادا رستم نے فلیرے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یس باس۔ میں نے الٹرا بی ون ڈیجیٹل کیمرے سے اس کی چند تصویریں اتار لی تھیں۔ یہ دیکھیں۔ یہ ہے اس کا اصلی چہرہ“۔ فلیرے نے کہا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر دادا رستم کو دے دیا۔ دادا رستم نے لفافہ کھول کر اس میں سے چند تصویریں نکالیں جو ایک ادھیڑ عمر آدمی کی تھیں۔

”گڈ۔ یہ واقعی ابوحسام ہے“۔۔۔۔۔ دادا رستم نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

”یس باس“۔۔۔۔۔ فلیرے نے کہا۔

”اسے یہاں لانے میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی تھی“۔ دادا رستم نے کہا۔

”نو باس۔ یہ اپنی کار میں شوروم سے نکل کر اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ ہم نے اسے راستے میں ہی گھیر لیا تھا۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی تو میں نے اس پر ریک ٹائی نیڈل تھرو کر دی جو اس

کے پیر میں لگی تھی۔ ریک ٹائی کے معمولی مگر سریع الاثر زہر نے اسے ایک لمحے میں بے ہوش کر دیا تو ہم اسے اپنی کار میں ڈال کر یہاں لے آئے''۔ ـــــ فلیرے نے کہا۔

''اپنے تعاقب کا خیال رکھا تھا''۔ ـــــ دادا رستم نے کہا۔

''یس باس۔ ہم جان بوجھ کر طویل اور پیچیدہ راستوں سے یہاں آئے تھے تاکہ اگر ہمارا کوئی تعاقب کر رہا ہو تو ہمیں اس کا پتہ چل جائے''۔ فلیرے نے کہا۔

''اسے بے ہوش ہوئے کتنی دیر ہو چکی ہے''۔ ـــــ دادا رستم نے پوچھا۔

''دو گھنٹے ہو چکے ہیں باس اسے بے ہوش ہوئے''۔ فلیرے نے کہا۔

''اوہ۔ ریک ٹائی کا اثر تو بہت طویل ہوتا ہے۔ اسے ہوش آنے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ کیا تمہارے پاس ریک ٹائی کا اینٹی موجود ہے''۔ ـــــ دادا رستم نے کہا۔

''یس باس۔ میں اینٹی ساتھ ہی لے آیا ہوں۔ مجھے معلوم تھا کہ اسے ہوش میں لانے کے لئے اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے''۔ فلیرے نے کہا اور اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال لی۔ اس نے ڈبیہ کھولی۔ ڈبیہ میں ایک چھوٹا سی سرنج اور ایک انجکشن موجود تھا۔

''گڈ''۔ ـــــ دادا رستم نے انجکشن دیکھ کر کہا۔

''کیا اسے انجکشن لگا کر ہوش میں لاؤں''۔ ـــــ فلیرے نے

پوچھا۔

''نہیں۔ پہلے تم میرے کمرے میں جاؤ۔ میرے کمرے کی میز کی اوپر والی دراز میں اسی طرح کی ایک ڈبیہ ہے اسے یہاں لے آؤ''۔ دادا رستم نے کہا تو فلیرے نے سر ہلایا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''ایک منٹ۔ یہ انجکشن اور سرنج مجھے دے دو''۔ ـــــ دادا رستم نے کہا تو فلیرے نے مڑ کر ڈبیہ اسے دے دی اور پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔ دادا رستم چند لمحے غور سے اس ادھیڑ عمر کو دیکھتا رہا پھر اس نے ڈبیہ کھول کر اس میں سے انجکشن اور سرنج نکالی اور ڈبیہ دائیں طرف پڑی ہوئی ایک میز پر رکھ دی۔ اس نے انجکشن کا سرا توڑ کر اس میں موجود ہلکے نیلے رنگ کے محلول کو سرنج میں بھرا اور پھر آگے بڑھ کر بندھے ہوئے آدمی پر جھک گیا۔ اس نے انگلیوں سے ٹٹول کر اس آدمی کی گردن کی ایک مخصوص رگ چیک کی اور پھر سر ہلا کر اس نے اس رگ میں سرنج کی سوئی اتار دی اور اس کی گردن میں وہ محلول انجیکٹ کر دیا۔ سارا محلول اس آدمی کی گردن میں انجیکٹ کر کے اس نے سوئی باہر نکالی اور سرنج کو ایک طرف اچھال دیا اور غور سے اس آدمی کو دیکھنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور پھر اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔

ادھیڑ عمر کی آنکھوں میں نوجوانی کی چمک تھی۔ وہ چند لمحے لاشعوری کی سی کیفیت میں دادا رستم اور وہاں کے ماحول کو دیکھتا رہا پھر

جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس کے چہرے پر یکلخت بوکھلاہٹ کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کک۔کیا مطلب۔ یہ۔یہ۔ میں کہاں ہوں۔تم کون ہو اور مجھے۔ مجھے اس طرح یہاں کیوں باندھا گیا ہے''۔۔۔۔۔ادھیڑ عمر نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔اسی وقت فلیرے اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں سنہرے رنگ کی ڈبیہ تھی۔فلیرے نے ڈبیہ دادا رستم کی طرف بڑھا دی۔ دادا رستم نے فلیرے سے ڈبیہ لے کر جیب میں ڈال لی۔

''مجھے پہچانتے ہو ابوحسام''۔۔۔۔۔دادا رستم نے ادھیڑ عمر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بڑے بڑے تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔

ابوحسام کا نام سن کر ایک لمحے کے لئے ادھیڑ عمر کا رنگ اڑ گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دادا رستم کو دیکھ رہا تھا۔

''نن۔نہیں۔ میں تمہیں نہیں پہچانتا۔کون ہو تم اور تم نے مجھے ابوحسام کیوں کہا ہے۔ میں سکندر ہوں۔سیٹھ سکندر''۔۔۔۔۔ابوحسام نے خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا تو دادا رستم بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے وہ فوٹو گراف نکالے جو اسے فلیرے نے دیئے تھے۔ ان میں سے ایک فوٹو گراف کو اس نے ابوحسام کے سامنے کر دیا۔ جسے دیکھ کر ابوحسام کی آنکھوں میں اور زیادہ خوف دوڑ گیا۔

''اسے تو پہچانتے ہو نا''۔۔۔۔۔دادا رستم نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نن۔نہیں۔نہیں۔ میں اسے بھی نہیں پہچانتا۔کون ہو تم اور۔اور۔تم مجھے یہ تصویر کیوں دکھا رہے ہو''۔۔۔۔۔ابوحسام نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری تصویر ہے ابوحسام جو ہم نے ایک سپیشل کیمرے سے اتاری ہے۔تم نے جو میک اپ کر رکھا ہے۔سپیشل کیمرے سے ہم نے تمہارے اصلی چہرے کی تصویر لے لی ہے۔ اب تم خود کو لاکھ چھپانے کی کوشش کرو مگر چھپ نہیں سکتے۔ اور تمہیں میں اپنے بارے میں بھی بتا دوں۔ میں دادا رستم ہوں''۔ دادا رستم نے کہا تو ابوحسام آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دادا رستم کو دیکھنے لگا۔ اس کا چہرہ خوف اور دہشت سے اور زیادہ بگڑ گیا تھا۔

''دادا رستم''۔۔۔۔۔ابوحسام کے حلق سے ہکلاتی ہوئی آواز نکلی۔

''ہاں۔دادا رستم۔ اب تمہارا انداز صاف بتا رہا ہے کہ تم دادا رستم کی شکل سے واقف نہیں ہو مگر اس کے بارے میں سب کچھ جانتے ہو۔ اور تم جیسا فلسطینی ایجنٹ بھلا میرے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو یہ کیسے ممکن ہے''۔۔۔۔۔دادا رستم نے مسکراتے ہوئے کہا اس کی مسکراہٹ میں بے پناہ زہریلا پن تھا۔

''فلسطینی ایجنٹ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں فلسطینی ایجنٹ نہیں ہوں۔ نہ میں ابوحسام ہوں اور نہ میں تمہارے بارے میں کچھ جانتا ہوں۔ میں پاکیشیا کا ایک معزز شہری ہوں۔ یہاں میرا کاروں کا شوروم

ہے اور"۔ ـــــ ابوحسام نے ایک بار پھر خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو ابوحسام۔ تمہارا یہ نان کانفیڈنس اب تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ میرے ہاتھوں اگر تم اذیت ناک موت نہیں مرنا چاہتے تو میرے سامنے کھل جاؤ۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا"۔ ـــــ دادا رستم نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیا کھل جاؤں۔ جب میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ میں ابوحسام نہیں ہوں تو تم مجھے زبردستی ابوحسام بنانے پر کیوں تلے ہوئے ہو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ میں میک اپ میں ہوں تو اس میک اپ کو صاف کر کے دکھاؤ"۔ ـــــ ابوحسام نے کہا۔

"میرے پاس اس فضول کام کے لئے وقت نہیں ہے۔ میرے پاس یہ تصویریں تمہارے ابوحسام ہونے کا پرفیکٹ ثبوت ہیں"۔ دادا رستم نے کہا۔

"تم میرے سامنے کوئی بھی تصویر لے آؤ گے تو کیا میں مان لوں گا کہ یہ میری تصویر ہے"۔ ـــــ ابوحسام نے منہ بنا کر کہا۔ اس نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا۔ اب وہ خاصا مطمئن اور پر اعتماد دکھائی دے رہا تھا۔

"دادا رستم کے سامنے پتھر بھی اپنی حقیقت بتانے کے لئے مجبور ہوجاتے ہیں ابوحسام۔ تمہاری میرے سامنے اوقات ہی کیا ہے"۔ دادا رستم نے غرا کر کہا۔

"میری جو بھی اوقات ہے۔ وہ میں جانتا ہوں۔ تمہاری کیا

اوقات ہے یہ تم جانو"۔ ـــــ ابوحسام نے کہا تو دادا رستم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ ایسے کچھ نہیں بتائے گا باس۔ آپ اسے ایس ایس کی ڈوز دیں۔ پھر اس کی زبان کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح چل پڑے گی"۔ فلیرے نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ میں پہلے اس کی خود اعتمادی دیکھنا چاہتا ہوں۔ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ میرے سامنے کب تک ہٹ دھرمی کا ثبوت دیتا ہے"۔ ـــــ دادا رستم نے کہا تو اس کی بات سن کر اس بار ابوحسام کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

"تمہارے باقی سات ساتھی کہاں ہیں"۔ ـــــ دادا رستم نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون سے سات ساتھی"۔ ـــــ ابوحسام نے کہا۔ اس بار اس کے چہرے پر کوئی تاثر نمایاں نہ ہوا تھا۔ اس نے واقعی خود کو حیرت انگیز طور پر سنبھال لیا تھا۔ اب اس کے چہرے پر خوف کا معمولی سا بھی شائبہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"گڈ۔ پھر تو تم بی ایل ڈی فارمولے کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے ہوگے"۔ ـــــ دادا رستم نے مسکرا کر کہا۔

"بی ایل ڈی فارمولہ۔ وہ کیا ہوتے ہیں"۔ ـــــ ابوحسام نے حیران ہو کر کہا لیکن دادا رستم کی تیز نگاہوں نے فوراً جان لیا کہ اس کی حیرت مصنوعی تھی۔

"لگتا ہے تمہیں سب کچھ یاد دلانا پڑے گا۔ چلو ٹھیک ہے۔ میں تمہیں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں اور بی ایل ڈی کوڈز کے بارے میں بتاتا ہوں۔ شاید تمہیں سب یاد آ جائے"۔ ـــــــ واداریتم نے کہا۔

"مجھے تمہاری اختراع شدہ کہانی سننے کا کوئی شوق نہیں ہے"۔ ابوحسام نے منہ بنا کر کہا۔

"تم اور تمہارے سات فلسطینی ایجنٹ جن کے نام میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ سب اسرائیل کی ایک بلیک لیبارٹری میں کام کرتے تھے۔ تم اس لیبارٹری میں اپنے سات ساتھیوں کے ساتھ کیسے پہنچے تھے یہ تو میں نہیں جانتا مگر تم نے وہاں ایک اسرائیلی سائنسدان ڈاکٹر ہیرٹ کے ساتھ تین ماہ تک ان کے اسسٹنٹ کے طور پر کام کیا تھا۔ ڈاکٹر ہیرٹ ان دنوں اسرائیل کے دفاع کو مضبوط کرنے کے لئے ایک بلیک لائٹ ڈاٹس نامی پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ جسے انہوں نے کوڈ نام بی ایل ڈی دیا تھا۔ بی ایل ڈی ایک ایسی ایجاد تھی جو ایک بہت بڑی اور طاقتور مشینری کی شکل میں تھی۔ اس مشین پر ڈاٹس جیسے چھوٹے چھوٹے سوراخوں والی سینکڑوں نالیاں لگائی گئی تھیں۔ جن سے سیاہ رنگ کی روشنی نکلتی تھی۔ یہ سیاہ روشنی جو سیاہ لکیروں کی شکل میں ہوتی تھی فضا میں چاروں طرف پھیل کر پورے اسرائیل کے گرد لکیروں کا ایک ایسا جال پھیلا دیتی تھیں جس کی زد میں آنے والا ہر میزائل ائر کرافٹ اور دشمنوں کی طرف سے فائر کی گئیں ہر قسم کی ریزوں کو ایک

لمحے میں ختم کر سکتی تھیں۔ اس دفاعی مشین کو تیار کر کے ڈاکٹر ہیرٹ اسرائیل کو ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر بنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے فارمولا مکمل کر کے بی ایل ڈی مشین بنانے کا کام شروع کر دیا تھا جس کی تیاری آخری مرحلے پر تھی کہ تم نے لیبارٹری میں نہ صرف ڈاکٹر ہیرٹ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا بلکہ ان کا بی ایل ڈی فارمولا بھی حاصل کر لیا اور پھر تم بی ایل ڈی مشین کو تباہ کر کے اس لیبارٹری سے نکل گئے۔ تم بی ایل ڈی فارمولے کو فلسطین پہنچانا چاہتے تھے مگر اسرائیل کی ایک سرکاری ایجنسی برائیٹ فیس کو ڈاکٹر ہیرٹ کے ہلاک ہونے کی اطلاع مل گئی۔ تم شاید یہ نہیں جانتے تھے کہ اسرائیلی حکومت نے ڈاکٹر ہیرٹ کے جسم میں ایک ایسا آلہ فٹ کر رکھا تھا جو اس کو نقصان پہنچنے یا اس کے ہلاک ہونے کی صورت میں فوراً آن ہو جاتا تھا۔ اس آلے کا رسیور اسرائیلی ایجنسی برائیٹ فیس کے پاس تھا۔ جیسے ہی تم نے ڈاکٹر ہیرٹ کو ہلاک کیا برائیٹ فیس کے ہیڈ کوارٹر میں کمپیوٹرائزڈ مشین نے ان کی ہلاکت کا الارم بجا دیا۔ برائیٹ فیس ایجنسی فوراً حرکت میں آ گئی لیکن ان کے بلیک لیبارٹری تک پہنچنے سے پہلے تم سب وہاں سے نکل چکے تھے۔ یہاں میں تمہیں ایک اور اہم بات بتاتا چلوں۔ بلیک لیبارٹری میں بے شمار خفیہ کیمرے لگے ہوئے تھے جن کے بارے میں ڈاکٹر ہیرٹ بھی نہیں جانتے تھے۔ وہ کیمرے ڈاکٹر ہیرٹ کی خفیہ نگرانی کے لئے وہاں لگوائے گئے تھے تاکہ برائیٹ فیس ڈاکٹر ہیرٹ کی سرگرمیوں پر ہر وقت نظر رکھ سکے اور ان کی موثر انداز میں حفاظت کی

جاسکے۔ ڈاکٹر ہیرٹ چونکہ اسرائیل کے لئے اربوں ڈالر کی رقم سے
دفاعی پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے اس لئے ان کی حفاظت کا خاطر خواہ
انتظام کیا گیا تھا۔ مگر اس قدر فول پروف انتظامات کے باوجود تم آٹھ
افراد اس لیبارٹری میں داخل ہو گئے اور تم نے وہاں اس قدر ماہرانہ
انداز میں کام کیا کہ برائیٹ فیس کو تمہاری ذات اور تمہاری کارکردگی پر
ذرا بھی شک نہ ہوسکا تھا۔ تم نے تین ماہ کے کام کے دوران نہ کوئی
ایسی بات کی تھی اور نہ ایسی حرکت جس سے برائیٹ فیس کو شک ہوتا۔
لیکن جب تم نے ڈاکٹر ہیرٹ کو ہلاک کر دیا اور ان کو ہلاک کرنے کے
بعد تم سب نے آپس میں جو باتیں کیں ان کو ریکارڈ کر لیا گیا اور
برائیٹ فیس کو علم ہو گیا کہ تم کون ہو۔ داوا رستم چند لمحوں کے لئے رکا
اور پھر ابوحسام کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا دوبارہ کہنے لگا۔

''برائیٹ فیس کے ساتھ ساتھ پوری اسرائیلی ایجنسیاں حرکت
میں آگئیں اور اسرائیل میں تم آٹھ افراد کو ہر ممکنہ جگہوں پر تلاش کیا
جانے لگا مگر تم اسرائیل میں یوں غائب ہو گئے تھے جیسے گدھے کے سر
سے سینگ۔ اسرائیلی ایجنسیوں نے اسرائیل سے باہر جانے والے ہر
راستے کو سیلڈ کر دیا تھا۔ خاص طور پر فلسطین کی طرف جانے والے ہر
راستے کی چیکنگ کر لی گئی اور پھر سرکاری ایجنسیاں تم آٹھ افراد کے
بارے میں تفصیلات حاصل کرنے میں مصروف ہوگئیں۔ بلیک لیبارٹری
سے جو فلم حاصل کی گئی تھی۔ اس فلم میں تمہارے میک اپ زدہ چہرے
تھے۔ ان ایجنسیوں نے دن رات اس فلم پر کام کیا۔ کئی نئے کمپیوٹرائزڈ
سافٹ ویئر بنائے گئے اور آخر کار اس فلم سے تمہارے میک اپ زدہ
چہروں کی اصل تصویریں حاصل کر لی گئیں۔ اسرائیل کے کئی ایجنٹ خفیہ
طور پر فلسطین میں داخل ہو گئے۔ ان کی رپورٹس کے مطابق تم میں سے
کوئی فلسطین میں داخل نہیں ہوا تھا۔ تم آٹھ افراد کی تلاش میں اسرائیلی
حکام اپنی پوری مشینری حرکت میں لے آئے تھے۔ پھر ان ایجنسیوں کی
تحقیق سے پتہ چلا کہ تم آٹھوں میک اپ کرنے میں کمال مہارت
رکھتے ہو۔ تم بلیک لیبارٹری سے نکل کر ہر لمحہ میک اپ بدل رہے تھے
اور تمہارے میک اپ ایسے تھے جنہیں جدید سے جدید کیمروں سے بھی
چیک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پھر ایکریمیا اور یورپی ممالک میں جانے والے
اسرائیلیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں۔ پاسپورٹ آفس
اور امیگریشن سے ملنے والے کاغذات اور تصاویر کو جدید کمپیوٹرائزڈ
مشینوں سے چیک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ تم سب چند دنوں کے وقفوں
سے ایکریمیا چلے گئے ہو۔ فوری طور پر ایکریمیا کو تم آٹھوں کے بارے
میں انفارمیشن دی گئیں تو ایکریمیا کی بھی کئی سرکاری ایجنسیاں حرکت
میں آگئیں۔ جدید سے جدید ٹریسنگ سسٹم کو استعمال کیا گیا اور پھر تم
سب کے بارے میں انفارمیشن مل گئی کہ تم ایکریمیا سے بھی فرار ہو گئے
ہو۔ تم سب نے الگ الگ اور کئی کئی دنوں کے بعد مختلف ممالک کی
طرف سفر کیا تھا۔ تم سب مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے آخر کار
پاکیشیا پہنچ گئے اور پاکیشیا میں غائب ہو گئے۔ پاکیشیا میں بھی تمہاری
تلاش کا خفیہ طریقے سے کام کیا گیا اور پھر امیگریشن سے تمہارے

بارے میں جب معلومات حاصل ہوئیں تو تمہیں ٹارگٹ بنانے کے لئے مجھے یہاں بھیج دیا گیا۔تم لوگ جس طرح کا میک اپ کر رہے تھے اس کے بارے میں بھی پتہ چلایا گیا تھا۔تم سب جدید پلاسٹائی میک اپ کر رہے تھے۔ اس میک اپ کو واقعی دنیا کا کوئی کیمرہ چیک نہیں کر سکتا تھا۔لیکن اسرائیل کو تم آٹھوں کو چونکہ ہر صورت میں ٹریس کرنا تھا اس لئے اس میک اپ کو چیک کرنے کے لئے نئے اور جدید کیمرے بنائے گئے جو تصویر سے بھی میک اپ شدہ افراد کی اصلی تصویر حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یہاں بھی ہم نے ایسے ہی جدید کیمرے استعمال کئے تھے جن کی وجہ سے آخر کار ہمیں تمہارا سراغ مل گیا جس کے نتیجے میں تم میرے سامنے ہو۔ میرے ساتھی ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔وہ ان جدید کیمروں سے جلد یا بدیر باقی افراد کا بھی پتہ لگا لیں گے۔ لیکن اس میں ظاہر ہے ہمیں کافی وقت لگے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے سات ساتھیوں کے بارے میں مجھے بتا دو کہ وہ کہاں ہیں۔ میں ٹارگٹ کلر ہوں۔ مجھے یہاں تم سب کو ہلاک کرنے اور تم سے بی ایل ڈی فارمولا حاصل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔تم میرے سامنے ہو میں چاہوں تو تمہیں ایک لمحے میں ہلاک کر سکتا ہوں۔ لیکن میں تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔ اگر تم مجھے بی ایل ڈی فارمولے اور اپنے سات ساتھیوں کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں ہیں تو میں اپنی کلنگ لسٹ سے تمہارا نام مٹا دوں گا اور تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا۔ پھر تم پاکیشیا میں اپنے اصلی حلیے میں بھی رہو گے تب بھی

تمہاری طرف کوئی میلی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔ دادا رستم کا وعدہ۔'' ـــــ دادا رستم مسلسل بولتا چلا گیا۔

''بس ختم ہوگئی تمہاری الف لیلوی کہانی۔ یا ابھی باقی ہے''۔ ابوحسام نے ہنس کر کہا۔

''کہانی تو ختم ہوگئی ہے مگر اس کا انجام ابھی باقی ہے اور یہ انجام تمہاری اور تمہارے سات ساتھیوں کی ہلاکت پر ہی ختم ہوگا''۔ دادا رستم نے جواباً ہنس کر کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ابوحسام نہیں ہوں اور نہ میرا ان افراد سے کوئی تعلق ہے جن کی تم نے مجھے کہانی سنائی ہے۔ دوسری بات یہ کہ میں کسی بی ایل ڈی فارمولے کے بارے میں نہیں جانتا۔ میرا تعلق پاکیشیا سے ہے اور میں بچپن سے ہی یہیں پلا بڑھا ہوں۔ اسرائیل تو دور کی بات ہے میں کبھی پاکیشیا سے بھی باہر نہیں گیا۔ بہرحال یہ تو میں نے تمہیں اپنی کلیریفکیشن دی ہے۔ اگر میں سچ مچ ابوحسام ہوتا یا میرا ان آٹھ افراد میں سے کسی ایک شخص سے بھی تعلق ہوتا تو میں تمہیں ان کے بارے میں کبھی کچھ نہ بتاتا۔ میں مر جانا زیادہ پسند کرتا چاہے اس کے لئے تم میرا روں روں ہی کیوں نہ کھینچ لیتے''۔ ابوحسام نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''سوچ لو ابوحسام۔ میں بے حد ٹھنڈے مزاج کا انسان ہوں۔ اول تو مجھے غصہ نہیں آتا۔ لیکن جب آتا ہے تو میرے غصے کو دیکھ کر در و دیوار تک لرز اٹھتے ہیں۔ میں تمہیں جو سمجھا رہا ہوں اس میں تمہاری

بہتری ہے۔ اگر تم نہیں بتاؤ گے میں تب بھی تمہارے باقی ساتھیوں تک پہنچ جاؤں گا اور ان سے فارمولا حاصل کرلوں گا۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوگا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے''۔ ـــــ دادا رستم نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوگا''۔ ـــــ ابوحسام نے طنزیہ انداز میں ہنس کر کہا۔

''تمہارے اس اقدام نے اسرائیلی حکومت میں غصے اور نفرت کی آگ کو ہوا دینے کی کوشش کی ہے۔ اسرائیل ہر قیمت پر اپنے فارمولے کا حصول چاہتا ہے۔ اگر اسرائیل کو بی ایل ڈی فارمولا نہ ملا تو اسرائیل فلسطین کو مٹانے کے لئے اپنی پوری طاقت کا استعمال کر سکتا ہے۔ تم آٹھ افراد کے گناہ کی سزا پورے فلسطین کو بھگتنا پڑے گی۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ایسا ہو۔ فلسطین آگ اور خون کے سمندر میں ڈوب جائے اور کرہ ارض سے فلسطین کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے''۔ دادا رستم نے کہا۔

'' یہ خواب اسرائیل آج نہیں برسوں سے دیکھ رہا ہے۔ مگر اسرائیل کا یہ خواب نہ شرمندہ تعبیر ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا''۔ ابوحسام نے زہرانگیز لہجے میں کہا۔

''مت بھولو کہ اسرائیل ان سپر پاور میں سے ہے جس کا ایک ایٹمی میزائل اگر فلسطین پر جا گرے تو فلسطین کا وجود دنیا سے یوں مٹ جائے گا جیسے گیلے کاغذ سے سیاہی مٹ جاتی ہے''۔ ـــــ دادا رستم نے کہا۔

''ایسی صورت میں مسلم امہ کیا اسرائیل کو چھوڑ دے گی۔ اسرائیل صرف نام کا ہی سپر پاور ہے۔ ایک بار۔ صرف ایک بار تمام مسلم ممالک متحد ہوجائیں تو اسرائیل کو کیا اسرائیل کے حامی ممالک کا بھی وہ حشر ہوگا وہ دنیا دیکھے گی''۔ ـــــ ابوحسام نے کہا۔

''تم باتوں کو طول دے رہے ہو ابوحسام۔ میں تم سے آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ اپنے ساتھیوں اور بی ایل ڈی فارمولے کے بارے میں مجھے بتاؤ گے یا نہیں''۔ ـــــ اس بار دادا رستم نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں کہہ چکا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ تم جتنی بار پوچھو گے میرا یہی جواب ہوگا''۔ ـــــ ابوحسام نے خوداعتمادی سے کہا۔

''کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے''۔ ـــــ دادا رستم نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''ہاں''۔ ـــــ ابوحسام نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم نے اذیت ناک موت مرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ فلیرے اسے ایس ایس کا انجکشن لگا دو۔ ڈوز تھری سی سی دینا۔ ورنہ یہ ایک لمحے میں مر جائے گا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس میں برداشت کی کتنی قوت ہے اور یہ کس حد تک اذیت برداشت کر سکتا ہے''۔ ـــــ دادا رستم نے کہا اور جیب سے وہی سنہری ڈبیہ نکال کر فلیرے کو دے دی جو کچھ دیر پہلے اس سے منگوائی تھی۔ فلیرے نے ڈبیہ کھولی۔ ڈبیہ میں دس چھوٹے چھوٹے

انجکشن اور ایک سرنج موجود تھی۔ فلیرے نے سرنج اور ایک انجکشن
اور ڈبیہ دادا رستم کو دے دی۔ پھر اس نے انجکشن کی سیل توڑی اور
میں سے تھری سی سی کا محلول لے کر باقی انجکشن ایک طرف پھینک
ابوحسام غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ انجکشن دیکھ کر بھی اس
چہرے پر خوف یا پریشانی کا کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا تھا۔ فلیرے انجا
لے کر ابوحسام کی طرف بڑھا۔

''ایک منٹ فلیرے''۔ ـــــ دادا رستم نے کہا تو فلیرے رُ
گیا۔

''ابوحسام۔ میں تمہیں اس ایس ایس انجکشن کے بارے میں
دوں۔ یہ سوپر سائیکام انجکشن ہے۔ سائیکام افریقہ کے ایک سیاہ بچھو
نام ہے جو انتہائی زہریلا ہوتا ہے۔ اس بچھو کے کاٹنے سے ایک
میں اس کا زہر انسان کے جسم کے ہر حصے میں پھیل جاتا ہے۔
انسان کے اندرونی نظام کے ہر حصے میں آگ سی بھڑک اٹھتی ہے ج
کی اذیت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان کا خو
سیاہ ہوجاتا ہے اور وہ سیاہ خون جسم کی جن نالیوں سے گزرتا ہے
نالیوں کو جلاتا چلا جاتا ہے۔ چند لمحوں بعد انسان کے جسم پر سیاہ ر
کے آبلے بننا شروع ہوجاتے ہیں اور پھر جس طرح موم پگھلتی ہے
طرح انسانی جسم پگھلنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ عمل گو نہایت ست ر
سے ہوتا ہے مگر اس کی اذیت اس قدر کربناک اور خوفناک ہوتی
اس کا اندازہ تمہیں انجکشن لگتے ہی ہوجائے گا۔ زیادہ سے زیادہ آدھ

گھنٹے میں تمہارے جسم کا ایک ایک حصہ گلنا سڑنا اور پگھلنا شروع کر دے
گا۔ اگر آدھے گھنٹے کے اندر اندر اس انجکشن کا اینٹی نہ لگایا جائے تو
انسان کو اذیت ناک اور کربناک موت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اس
موت کو سیاہ موت بھی کہتے ہیں۔ اب بھی وقت ہے سوچ لو۔ اگر تمہیں
یہ انجکشن لگ گیا بعد میں تم نے ہار مان کر مجھ سے اینٹی انجکشن لگوا بھی
لیا تو اس سے تمہاری جان تو بچ جائے گی مگر تمہاری جسمانی حالت اس
قدر تباہ ہوجائے گی کہ تم نہ زندوں میں شمار ہو گے نہ مردوں میں''۔
دادا رستم نے کہا۔ اس کی بات سن کر ایک لمحے کے لئے ابوحسام کی
آنکھوں میں خوف لہرایا مگر دوسرے لمحے اس نے حیرت انگیز طور پر خود
کو نارمل کر لیا۔ اس انسان میں واقعی حد سے زیادہ خود اعتمادی دکھائی
دے رہی تھی۔

''موت۔ موت ہوتی ہے دادا رستم۔ چاہے وہ سیاہ ہو یا سفید۔
بعض لوگ طبعی موت مرتے ہیں۔ بعض کی موت حادثات سے ہوتی
ہے۔ کوئی اپنے وطن کے لئے جان دیتا ہے اور کوئی اپنے مذہب کے
لئے اپنی جان نچھاور کر دیتا ہے۔ کس کو کب اور کیسی موت آئے گی اس
کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ اگر میرے نصیب میں سیاہ موت ہے تو
میں اس موت کو بھی خوشی سے گلے لگا لوں گا کیونکہ میں مسلمان ہوں
اور مسلمان موت سے نہیں ڈرتا۔ آج نہیں تو کل سب کو مرنا ہے۔ اگر
میری زندگی اپنے مذہب، اپنے فلسطین اور اپنے ایمان کے لئے ختم
ہوتی ہے تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ موت سے تم جیسے یہودی

ڈرتے ہیں ہم مسلمان نہیں"۔ ——— ابوحسام نے تلخ لہجے میں کہا
دادا رستم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
"انجکشن لگا دو فلیرے"۔ ——— دادا رستم نے کہا تو فلیرے
سر ہلایا اور ابوحسام کے پاس آ گیا۔ وہ ابوحسام پر جھکا تو ابوحسام
بے اختیار آنکھیں موند لیں۔ اسی لمحے اسے اپنی گردن کے دائیں
طرف سوئی کی چبھن کا احساس ہوا۔ دوسرے لمحے اسے اپنی گردن میں
شدید جلن سی ہوئی۔ اسے یوں لگا جیسے اس کی گردن کی رگوں میں
تیزاب ڈال دیا گیا ہو جو تیزی سے اس کے جسم کی دوسری رگوں میں
اترتا جارہا ہو۔
"دادا رستم۔ اب میں تمہیں ایک بات بتاؤں"۔ ——— اچانک
ابوحسام نے آنکھیں کھول کر دادا رستم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے
کہا۔
"کیا"۔ ——— دادا رستم نے چونک کر کہا۔
"تم یہاں جن جی اے ایٹ کی ہلاکت کا مشن لے کر آئے ہو۔
ان میں سے ایک واقعی میں ہوں اور میں ان جی اے ایٹ میں سے
جی اے سکس ہوں"۔ ——— ابوحسام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا
چہرہ اور آنکھیں سرخ ہوتی جارہی تھیں اور اسے بدستور اپنے جسم کی
رگوں میں تیزاب اترتا محسوس ہو رہا تھا مگر اس نے خود پر کمال کی حد
تک قابو کر رکھا تھا اور چہرے پر ہلکی سی بھی تکلیف کا تاثر پیدا نہیں
ہونے دیا تھا۔

"جی اے ایٹ سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ ——— دادا رستم نے
پوچھا۔
"گریٹ ایجنٹس۔ اور ایٹ سے مراد تم جانتے ہو یعنی آٹھ"۔
ابوحسام نے کہا۔
"اور ان میں سے گریٹ ایجنٹ سکس تم ہو"۔ ——— دادا رستم
نے کہا۔ اس کے لہجے میں گہرے طنز کی آمیزش تھی۔
"ہاں۔ اب جبکہ تم نے مجھے سیاہ موت کا انجکشن لگا دیا ہے اس
لئے میں تمہیں اپنے بارے میں بتا رہا ہوں۔ میں واقعی ابوحسام ہوں
اور تمہیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم جس فارمولے کے لیے یہاں
آئے ہو وہ فارمولا بھی میرے پاس ہے"۔ ——— ابوحسام نے کہا۔
"کیا یہ بات تم اپنی جان بچانے کے لیے کہہ رہے ہو"۔ دادا
رستم نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ بلکہ میں تم پر یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ تم جیت کر
بھی ہار رہے ہو"۔ ——— ابوحسام نے کہا تو دادا رستم بے اختیار
چونک پڑا۔
"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"۔ ——— دادا رستم نے کہا۔
"یہی کہ بی۔ ایل ڈی فارمولا میرے پاس ہے جبکہ دوسرے جی
اے کچھ نہیں جانتے۔ اس فارمولے کو میں نے جہاں چھپا رکھا ہے
وہاں تم تو کیا تمہاری روح بھی نہیں پہنچ سکتی"۔ ——— ابوحسام نے کہا
تو اس کی بات سن کر اس بار دادا رستم کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔

"کہاں ہے فارمولا بتاؤ۔ جلدی بتاؤ"۔ ـــــ دادا رستم نے کہا تو ابوحسام ہنس دیا۔

"یہ راز اب ہمیشہ کے لیے میری موت کے ساتھ دفن ہوجائے گا۔ اس فارمولے سے اسرائیل کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا اور یہی ہماری جیت ہے"۔ ـــــ ابوحسام نے کہا۔

"اوہ۔ روکو۔ فلیرے۔ اسے مرنے سے روکو۔ جلدی کرو اسے فوراً اینٹی ایس ایس لگا دو۔ میں اس سے ہر حال میں فارمولا حاصل کرنا چاہتا ہوں"۔ ـــــ دادا رستم نے اس بار بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً جیب سے سنہری ڈبیہ نکال لی تھی۔

"رک جاؤ دادا رستم۔ میری ایک بات اور سن لو۔ اس کے بعد جو مرضی آئے کرنا"۔ ـــــ ابوحسام نے اچانک غرا کر کہا تو دادا رستم اور فلیرے چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"اب میں تمہیں یا تمہارے ساتھی کو اینٹی انجکشن لگانے کی اجازت نہیں دوں گا۔ میرے دانتوں میں ایک زہریلا کیپسول چھپا ہوا ہے۔ اگر تم نے یا تمہارے ساتھی نے میرے قریب آنے کی کوشش کی تو میں اس کیپسول کو چبالوں گا"۔ ـــــ ابوحسام نے کہا تو اس کی بات سن کر دادا رستم کا رنگ اڑتا نظر آیا۔

"کیپسول"۔ ـــــ دادا رستم نے ہکلا کر کہا وہ ابوحسام کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں۔ میں چاہوں تو اس کیپسول کو چبا کر تمہاری دی ہوئی سیاہ

موت کی اذیت سے بچنے کے لئے ابھی اپنی زندگی کا خاتمہ کر سکتا ہوں مگر میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں پر خودکشی حرام ہے۔ میں حرام موت نہیں مرنا چاہتا اس لئے میں بخوشی اسی موت کو ترجیح دے رہا ہوں جو تم نے مجھے دی ہے۔ میری یہ موت شہادت ہوگی اور تم نہیں جانتے ہم شہادت کے لئے بڑی سے بڑی اذیت اور ہزار بار تکلیف دہ موت مرنے کا بھی حوصلہ رکھتے ہیں"۔ ـــــ ابوحسام نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا ابوحسام۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو"۔ ـــــ دادا رستم نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں پاگل ہوگیا ہوں۔ اپنے وطن کی آبرو، اپنے مذہب کی آن اور اپنے جذبے کی شان کے لئے۔ میں واقعی پاگل ہوگیا ہوں۔ تم مجھے اذیت ناک موت مرتا دیکھنا چاہتے ہو نا۔ تو دیکھو۔ مگر یہ یاد رکھنا۔ میری موت تمہاری اور اسرائیل کے یہودیوں کی ہار کا سبب بنے گی۔ تم اور تمہاری اسرائیلی حکومت اس فارمولے کو کبھی حاصل نہیں کر سکے گی جس کے لئے اسرائیل دیوانہ ہو رہا ہے"۔ ـــــ ابوحسام نے کہا تو دادا رستم کا چہرہ غصے اور نفرت سے یکلخت پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہوگیا۔

"ابوحسام۔ تم۔ تم"۔ ـــــ دادا رستم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"بس۔ اب میری اذیت ناک موت کا نظارہ دیکھو۔ یہ نظارہ

تمہیں زندگی بھر یاد رہے گا“۔ ـــــ ابوحسام نے کہا۔ اس کا جسم
آگ کی طرح تپنا شروع ہوگیا تھا اور اس کی آنکھیں یوں سرخ ہو گئی
تھیں جیسے سارے جسم کا خون سمٹ کر اس کی آنکھوں میں آ گیا ہو
تھوڑی ہی دیر میں ابوحسام کی حالت غیر ہونے لگی۔ پھر اچانک اس
کے حلق سے تیز دلدوز چیخ نکلی۔ دادا رستم اور اس کا ساتھی فلیرے
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ابوحسام کو دیکھ رہے تھے جس نے اذیت ناک
موت مرنا قبول کر لیا تھا مگر اس نے ان کے سامنے اپنی زبان نہیں
کھولی تھی اور اس کے کہنے کے مطابق اس کے دانتوں میں زہریلا
کیپسول بھی موجود ہے جسے چبا کر وہ ایک لمحے میں اس اذیت کو ختم کر
سکتا ہے مگر یہ اس کی ایمانی قوت ، ہمت اور دلیری تھی کہ وہ خوفناک
اذیت برداشت کر رہا تھا مگر زہریلا کیپسول نہیں چبا رہا تھا۔

”یہ۔ یہ انسان نہیں کوئی بدروح ہے۔ دادا رستم خود کلامی کے سے
انداز میں بڑبڑایا۔ اس کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی انسان ایسی
خوفناک اذیت کی موت قبول کر لے گا۔ جبکہ اس کے اپنے اختیار میں
ہے کہ دانتوں میں چھپا زہریلا کیپسول چبا کر ایک لمحے میں اس اذیت
سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے تو پھر یہ ایسا کیوں نہیں کر رہا۔ کیوں
نہیں۔ مگر اسے کیا معلوم تھا وہ تو ابوحسام کے ایمان کی پہلی سیڑھی کو بھی
نہیں چھو سکا تھا کیونکہ وہ کافر تھا۔ جسے زندگی ہر قیمت پر عزیز تھی۔ کافر
اور مسلمان میں یہی ایک الگ قوت ہے جسے ابوحسام بخوبی جانتا تھا۔
مرنا تو اسے دونوں صورتوں میں تھا تو پھر شہادت سے بڑھ کر اسے اور

کیا چاہیے تھا اور یہ جذبہ شہادت ہی تو تھا جو اسے اس قیامت خیز
اذیت میں بھی زہریلا کیپسول چبانے سے روک رہا تھا۔ یہی وہ ایمانی
قوت ہے جو مسلمان کا ورثہ اور کافر کی شکست ہے۔

ابوحسام کے جسم پر سیاہ رنگ کے آبلے سے بننا شروع ہوگئے اور
پھر ان آبلوں نے پگھلنا شروع کر دیا اور پھر اس کا جسم واقعی یوں
پگھلنے لگا جیسے موم پگھلتی ہے اور دادا رستم اور فلیرے حیرت سے آنکھیں
پھاڑے اس گریٹ ایجنٹ کو مرتا دیکھ رہے تھے اور پھر ابوحسام کے
ہونٹ ہلنا شروع ہوئے۔ وہ کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا۔ اور پھر کلمہ طیبہ مکمل
ہوتے ہی اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر گئی۔

ٹائیگر کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے اسے احساس ہوا کہ وہ زمین پر پڑے ہونے کی بجائے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ پھر اس کے ذہن میں پچھلا منظر کسی فلم کی طرح گھوم گیا۔ جب دادا رستم اسے کور کر کے ایک کوٹھی میں لے گیا تھا۔ دادا رستم سے اس کی خوفناک فائٹ ہوئی تھی اور وہ دادا رستم کے نئے اور خطرناک داؤ میں آ کر زمین پر گر گیا تھا اور دادا رستم نے اچانک اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ دبا دی تھی جس سے ٹائیگر بے ہوش ہو گیا تھا۔

ٹائیگر کو اس بات کا قطعی اندازہ نہیں تھا کہ دادا رستم جیسا ٹارگٹ کلر اس قدر خطرناک فائٹر بھی ہو سکتا ہے ورنہ وہ اس قدر ایزی نہ لیتا اسے دادا رستم کے نئے اور جدید داؤ پیچ کو سمجھنے میں کچھ مشکل ہوئی تھی جس کا دادا رستم نے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے بری طرح

زخمی اور پھر بے ہوش کر دیا تھا۔ دادا رستم نے شاید اسے بے ہوش کرنے کے لئے ہی اس کی گردن کی مخصوص رگ دبائی تھی۔ اگر وہ چاہتا تو اسے وہیں آسانی سے ہلاک بھی کر سکتا تھا۔ لیکن دادا رستم نے اسے زندہ چھوڑ دیا تھا اور اب وہ اس کوٹھی میں ہونے کے بجائے ایک تاریک کمرے میں ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ ٹائیگر حیران ہو رہا تھا کہ دادا رستم نے آخر اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا اور اس نے اسے یہاں لا کر کیوں قید کیا ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ کیا یہ وہی کوٹھی ہے جہاں اس کی اور دادا رستم کی فائٹ ہوئی تھی۔ اگر یہ وہی کوٹھی ہے تو اس کوٹھی کی لوکیشن اور دادا رستم کے بارے میں اس نے ایکسٹو کو آگاہ کر دیا تھا۔ ایکسٹو کو تو فوراً اس خطرناک ٹارگٹ کلر کی سرکوبی کے لئے حرکت میں آنا چاہئے تھا۔

ٹائیگر یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کتنی دیر بے ہوش رہا ہے اور اب باہر دن ہے یا رات کیونکہ وہ جہاں موجود تھا وہاں ہر سو تاریکی ہی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کی گردن میں اب بھی درد کی لہر موجود تھی لیکن جس طرح وہ گردن دائیں بائیں ہلا رہا تھا اس سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ دادا رستم نے بے رحمی سے اس کی گردن کی رگ نہیں کچلی تھی۔ وہ چونکہ فولادی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس لئے اس کے ناخنوں میں موجود بلیڈ اس کے کام نہ آ سکتے تھے۔ لیکن اسے اتنا ضرور محسوس ہو گیا تھا کہ زنجیر اس کے جسم پر مضبوطی سے نہیں باندھی گئی تھی۔ اور زنجیر قدرے ڈھیلی تھی۔ چنانچہ ٹائیگر نے فوری طور پر اپنی رہائی کی کوششیں

کرنا شروع کر دیں۔ باندھنے والوں نے اس کے ہاتھ عقب میں نہیں باندھے تھے اس کے دونوں بازو اس کی سائیڈوں پر تھے۔ ڈھیلی زنجیر کی وجہ سے وہ کوشش کر کے ان بازوؤں کو زنجیر کی گرفت سے آزاد کرا سکتا تھا۔ اس کے بعد زنجیر توڑ لینا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ ٹائیگر نے دونوں بازوؤں کو اوپر اور پھر دائیں بائیں حرکت دینا شروع کر دی۔ زنجیر کا گھیراؤ اس کے سینے پر موجود تھا۔ ٹائیگر ذرا سا نیچے جھکا تو زنجیر مزید ڈھیلی ہوگئی اور پھر چند ہی لمحوں کی کوششوں کے بعد وہ اپنے دونوں بازوؤں کو کھینچ کر زنجیر کی گرفت سے آزاد کرانے میں کامیاب ہوگیا۔ بازو آزاد ہونے سے زنجیر اور زیادہ ڈھیلی ہوگئی تھی۔ پھر ٹائیگر نے اسے ہاتھوں سے نیچے کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے زنجیروں کو نیچے کر دیا۔ دوسرے لمحے اس نے دونوں پیر نکال لئے۔ اب وہ ان زنجیروں سے مکمل طور پر آزاد ہوگیا تھا۔ آزاد ہوتے ہی وہ تیزی سے سامنے کی طرف بڑھا اور ایک دیوار کے پاس پہنچ گیا۔ دیواریں ٹٹولتا ہوا وہ آگے بڑھا اور پھر ایک دروازے کے پاس آ گیا۔ ابھی وہ دروازے کی طرف آیا ہی تھا کہ اچانک اسے باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ ٹائیگر تیزی سے سائیڈ میں آ گیا۔ قدموں کی آوازوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ آنے والے دو افراد ہیں۔

''دروازہ کھولو''۔ ---- ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''یس سر''۔ ---- دوسری آواز سنائی دی اور پھر باہر سے دروازے کا لاک کھلنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ

ایک دھماکے سے کھلا اور کمرہ یکلخت تیز روشنی سے نہا سا ہوگیا۔ چونکہ وہ ستون جس سے ٹائیگر بندھا ہوا تھا ایک سائیڈ پر تھا اور دروازے سے نظر نہیں آتا تھا۔ اس لئے دروازہ کھلتے ہی ایک آدمی تیزی سے اندر آ گیا جبکہ ٹائیگر دروازے کے پٹ کی آڑ میں آ چکا تھا۔

''ارے۔ یہ کیا۔ وہ نوجوان کہاں گیا''۔ ---- بھاری آواز سنائی دی اور اسی لمحے دوسرے آدمی کے اندر آنے کی آہٹ سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے پٹ کو ایک جھٹکے سے ہاتھ مار کر بند کر دیا۔ دوسرے آدمی کی کمر اب ٹائیگر کے سامنے تھی اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ دروازے پر ہاتھ مارتے ہی ٹائیگر ان پر کسی بھوکے عقاب کی طرح جھپٹ پڑا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر بری طرح سے چیختے ہوئے فرش پر آ گرے جبکہ مشین گن ٹائیگر کے ہاتھوں میں آ چکی تھی۔

''خبردار۔ سر پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاؤ ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دوں گا''۔ ---- ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا لیکن اچانک ایک آدمی نے اس کے ہاتھ میں مشین گن کی پرواہ کئے بغیر اس پر چھلانگ لگا دی۔ ٹائیگر کی لات چلی اور وہ آدمی چیختا ہوا ایک طرف جا گرا۔ عین اسی لمحے ٹائیگر چھلانگ لگا کر ایک طرف ہوگیا۔ ورنہ ریوالور کی گولی یقیناً اسے چاٹ جاتی۔ گرے ہوئے دوسرے آدمی نے اچانک جیب سے ریوالور نکال کر اس پر فائر کر دیا تھا۔ ٹائیگر نے ایک طرف ہٹتے ہی اس پر فائرنگ کر دی تو وہ آدمی جس نے اس پر گولی چلائی تھی ذبح کئے

ہوئے بکرے کی طرف فرش پر پھڑکنے لگا۔حملہ کرنے والا نوجوان سے ہونٹ چباتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید کے تاثرات تھے۔ وہ بار بار مڑ مڑ کر فرش پر پھڑکتے ہوئے اپنے سا کو دیکھ رہا تھا۔

"اپنے ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لو۔ ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہو گا"۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور اس آدمی نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پ رکھ لئے۔ اس کا ساتھی اب ساکت ہو چکا تھا۔

"گھوم کر دیوار کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ ہری اپ"۔ ٹائیگر نے اسی طرح سرد اور غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو وہ آدمی مڑا اور اسی طرح ہاتھ سر پر رکھے دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور دیوار کے قریب جا کر رک گیا۔ ٹائیگر نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور جھک کر فوراً وہ ریوالور اٹھا لیا جس سے اس پر فائر کیا گیا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر اس آدمی کی گردن پر ریوالور کی نال رکھی اور دوسرے ہاتھ سے اس کی جیبیں تھپتھپا کر اس کی تلاشی لینے لگا لیکن اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ ٹائیگر نے پیچھے ہٹ کر دروازے کے قریب لگے ایک سوئچ کو آن کیا تو کمرے میں روشنی پھیل گئی پھر اس نے پیچھے ہٹ کر دروازے کو اندر سے چٹخنی لگا دی۔

"اب میری طرف مڑو"۔ ____ ٹائیگر نے کہا تو وہ آدمی تیزی سے اس کی طرف مڑ گیا۔

"تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ خود کو میرے حوالے کر دو"۔ ____ اس آدمی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ ____ ٹائیگر نے اسی طرح خشک لہجے میں پوچھا۔

"فورٹر۔ میرا نام فورٹر ہے"۔ ____ اس آدمی نے کہا۔

"کیا تم دادا رستم کے ساتھ ہو"۔ ____ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ دادا رستم ہمارا باس ہے"۔ ____ فورٹر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ دادا رستم یہاں کس مقصد کے لیے آیا ہے"۔ ____ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ باس ہمیں اپنے مشن کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا۔ ہم صرف اس کے احکامات پر عمل کرتے ہیں"۔ ____ فورٹر نے کہا۔

"کن احکامات پر"۔ ____ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جو بھی وہ کہے"۔ ____ فورٹر نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"دیکھو فورٹر۔ میرے سامنے ہوشیار بننے کی کوشش مت کرو۔ میں جو پوچھ رہا ہوں مجھے صحیح صحیح جواب دے دو۔ ورنہ"۔ ____ ٹائیگر نے ریوالور کی نال اس کے سر سے لگاتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بتا تو رہا ہوں۔ اور کیسے بتاؤں"۔ ____ فورٹر نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ کون سی جگہ ہے"۔ ____ ٹائیگر نے پوچھا تو فورٹر نے

اسے اس کوٹھی کا پتہ بتا دیا۔

"اوہ تو دادا رستم مجھے بے ہوش کر کے وہاں سے اٹھا لایا تھا"۔ ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے جس کوٹھی تک دادا رستم کا تعاقب کیا تھا وہ اس علاقے سے بہت دور تھی۔ اگر وہاں ایکسٹو اور اس کی ٹیم پہنچی بھی ہوگی تو واقعی وہاں انہیں کیا مل سکتا تھا۔ دادا رستم تو اسے وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آیا تھا۔

"ہاں۔ تمہیں باس یہاں خود لایا تھا"۔ ـــــ فورٹر نے اس کی بڑبڑاہٹ سن کر کہا۔

"یہاں کتنے مسلح افراد موجود ہیں"۔ ـــــ ٹائیگر نے پوچھا۔

"کم و بیش یہاں بیس افراد موجود ہیں۔ اس لئے میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے"۔ ـــــ فورٹر نے کہا۔

"تم میری نہیں اپنی فکر کرو۔ یہ بتاؤ دادا رستم کہاں ہے"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ یہاں نہیں ہے"۔ ـــــ فورٹر نے کہا۔

"یہاں نہیں ہے تو کہاں ہے"۔ ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ دادا رستم کبھی ایک ٹھکانے پر نہیں رہتا۔ اس نے یہاں کئی ٹھکانے بنا رکھے ہیں۔ کبھی وہ کہیں ہوتا ہے اور کبھی کہیں"۔ فورٹر نے کہا۔

"اور تم اس کے ان ٹھکانوں کے بارے میں بھی نہیں جانتے"۔ ٹائیگر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ سچ ہے۔ میں تو کیا اس کے قریبی ساتھی بھی اس کے دوسرے ٹھکانوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے"۔ ـــــ فورٹر نے کہا تو ٹائیگر نے صاف اندازہ لگا لیا کہ وہ دروغ گوئی سے کام لے رہا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے باہر لے چلو۔ میں یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں"۔ ـــــ ٹائیگر نے کچھ سوچ کر کہا۔

"باہر مسلح افراد کی نظروں سے تم نہیں بچ سکو گے"۔ ـــــ فورٹر نے کہا۔

"اپنی حفاظت کا بندوست میں خود کر لوں گا۔ تم چلو میرے ساتھ"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی"۔ ـــــ فورٹر نے کاندھے اچکا کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"رکو۔ یہ بتاؤ کہ تم اور تمہارا یہ ساتھی یہاں کیوں آئے تھے"۔ ٹائیگر نے اچانک کچھ یاد آنے پر پوچھا۔

"دادا رستم نے ہمیں تمہارا خاص طور پر خیال رکھنے کا کہا تھا۔ ہم تمہیں چیک کرنے آئے تھے کہ تم ہوش میں تو نہیں آ گئے۔ اگر تم بندھے ہوتے اور ہوش میں ہوتے تو ہم تمہیں دوبارہ بے ہوش کا انجکشن لگا دیتے مگر"۔ ـــــ فورٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ"۔ ـــــ ٹائیگر کے حلق سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔ اس نے مشین گن کاندھے سے اتار کر ایک طرف پھینک دی اور

ریوالور اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"ریوالور میری جیب میں ہے۔ تم مسلسل میرے نشانے پر رہو گے۔ اگر باہر نکل کر تم نے کوئی ہوشیاری دکھائی تو تمہیں ہلاک کرنے میں مجھے ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگے گی"۔ ——— ٹائیگر نے کہا۔

"میں جانتا ہوں"۔ ——— فورٹر نے کہا تو ٹائیگر پیچھے ہٹ گیا تاکہ فورٹر دروازہ کھول سکے۔ فورٹر نے دروازہ کھولا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔ کمرے کے باہر ایک راہداری تھی۔ جس کے سامنے کھلا صحن تھا آگے چار دیواری اور بڑا سا پھاٹک تھا۔ برآمدے میں دس مسلح افراد موجود تھے اور وہاں دو کاریں اور دو بڑی جیپیں بھی موجود تھیں۔

"کیا تم باہر جانا چاہتے ہو"۔ ——— فورٹر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ میں پہلے اندر جا کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ دادا رستم یہاں موجود ہے یا نہیں"۔ ——— ٹائیگر نے کہا تو فورٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ٹائیگر قدم بڑھا کر اس کے ساتھ چلنے لگا تھا تاکہ مسلح افراد کو اس پر شک نہ ہو سکے۔

"ماسکر۔ بلیک روم میں ہارڈی کی لاش پڑی ہے۔ اسے اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو۔ میں اسے باس کے پاس لے جا رہا ہوں"۔ فورٹر نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے"۔ ——— ماسکر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور بھاگتا

ہوا اس طرف چلا گیا جہاں سے ٹائیگر اور فورٹر آئے تھے۔ ٹائیگر اس کے ساتھ اس طرح چل رہا تھا جیسے اسے چلنے میں دقت ہو رہی ہو۔ پھر وہ جیسے ہی مسلح افراد کے قریب سے گزرنے لگے ٹائیگر یکلخت چونکا اور دوسرے لمحے دائیں طرف کھڑے ایک مسلح آدمی کے ہاتھ سے اس نے مشین گن اس برق رفتاری سے چھین لی کہ فورٹر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہاں موجود مسلح افراد کچھ سمجھتے ٹائیگر نے ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن سے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ گولیاں نکلیں اور نو مسلح افراد اپنے ہی خون میں لت پت وہاں تڑپتے نظر آئے۔ فورٹر نے ایک طرف بھاگنے کی کوشش کی مگر ٹائیگر کی مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے اس کی کمر میں بھی بے شمار سوراخ بنا دیئے۔ وہ اوندھے منہ گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ سامنے ایک دروازہ تھا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر دروازے پر زور دار لات ماری تو دروازہ زور دار دھماکے سے کھل گیا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر چھلانگ لگا کر دوسری طرف آ گیا۔ سامنے راہداری تھی جو خالی تھی۔ ٹائیگر نے دیواروں اور دروازوں پر ربڑ کی موٹی چادریں دیکھیں تو اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔ کوٹھی اندر سے مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھی۔ اس لئے باہر ہونے والی فائرنگ کی آوازوں کا اندر جانا محال تھا۔ ٹائیگر تیزی سے راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک کمرے کے دروازے کے قریب آیا تو اسے دوسری طرف سے تیز چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ٹائیگر فوراً سائیڈ کی دیوار سے لگ گیا۔ اس نے

احتیاط سے سر آگے کر کے اندر جھانکا مگر کمرہ خالی تھا البتہ سامنے دیوار کے درمیانی حصے میں ایک خلا نظر آ رہا تھا جو دروازے جتنا بڑا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے سیدھا ہوا اور کمرے میں آ کر اس خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

خلا میں سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں اور چیخوں کی مسلسل آوازیں نیچے سے ہی آ رہی تھیں۔ ٹائیگر نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر وہ مشین گن ہاتھ میں لئے احتیاط سے نیچے اترنے لگا۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک ہال نما کمرے میں آ گیا۔ دائیں بائیں اسے مزید دو کمروں کے دروازے دکھائی دیئے۔ چیخوں کی آوازیں اسے دائیں طرف سے سنائی دے رہی تھیں۔ ٹائیگر خرگوش کی چال چلتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ بند تھا۔ نیچے سے تیز روشنی باہر آ رہی تھی۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ دروازے کی کی ہول پر جھک گیا۔ اس نے کی ہول پر آنکھ لگائی اور اندر جھانکنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اسے کمرے کے وسط میں دو افراد دکھائی دیئے جن کی پشتیں اس کی جانب تھیں۔ ان کے کچھ فاصلے پر ایک ادھیڑ عمر شخص ایک فولادی کرسی پر بری طرح سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کا رنگ سیاہ ہو رہا تھا اور اس کا جسم یوں پگھل رہا تھا جیسے جلتی ہوئی موم گل کر پگھلتی ہے۔ اس ادھیڑ عمر کے موم کی طرح پگھلنے کا عمل اس کی گردن کے نیچے سے شروع ہو رہا تھا۔ اس کا چہرہ ٹائیگر کے سامنے تھا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں اس آدمی کا چہرہ

بھی پگھل گیا اور وہاں جیسے ملغوبے کا ڈھیر سا بن گیا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے وہاں کھڑے ایک آدمی کو دائیں طرف جاتے دیکھا۔ وہ چونکہ دائیں طرف گیا تھا اس لئے ٹائیگر یہ نہیں دیکھ سکا کہ وہ اس طرف کیوں گیا ہے۔ ٹائیگر ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ وہ کیا کرے یا کیا نہ کرے اچانک کمرے کا دروازہ کھلا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ سمجھتا ایک شکنجہ نما ہاتھ اس کی گردن پر پڑا اور اس نے پوری قوت سے اسے اندر کی طرف کھینچا اور پھر دوسرے ہاتھ سے اٹھا کر اندر اچھال دیا۔ ٹائیگر زوردار دھماکے سے فرش پر گرا اور دور تک گھسٹتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر دور جا گری تھی۔ وہ سانپ کی طرح بل کھا کر سیدھا ہوا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ اس کے سامنے دادا رستم کھڑا اسے خشمگیں نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ دوسرا نوجوان بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ شاید دادا رستم کو دروازے کے باہر اس کی موجودگی کا احساس ہو گیا تھا۔ اس نے ایک طرف ہٹ کر پھر دبے قدموں دروازے کی طرف آ کر اچانک دروازہ کھولتے ہوئے اس کی گردن پکڑ کر اسے اندر اچھال دیا تھا۔

”تم یہاں کیا کر رہے ہو“۔۔۔۔۔ دادا رستم نے اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ کہتا اسی لمحے ایک آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر آ گیا۔

”باس۔ اس نے باہر فورٹر اور نو مسلح افراد کو ہلاک کر دیا ہے“۔ اس نے گھبراہٹ زدہ لہجے میں کہا۔ ٹائیگر نے اسے پہچان لیا تھا یہ وہی

آدمی تھا جسے فورٹر نے اپنے ساتھی کی لاش اٹھانے کو کہا تھا۔ شاید واپس آ کر اس نے باہر فورٹر اور مسلح افراد کی لاشیں دیکھ لی تھیں اس لئے وہ فوراً اس تہہ خانے میں آ گیا تھا۔

"اوہ۔ تو کیا تم باہر جھک مارنے کے لئے موجود تھے"۔ دادا رستم نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ باس۔ وہ فورٹر نے مجھے ہارڈی کی لاش برقی بھٹی میں ڈالنے کے لئے بھیج دیا تھا۔ میں واپس آیا تو صحن میں ان سب کی لاشیں بکھری پڑی تھیں"۔ ـــــ آنے والے نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو دادا رستم خونخوار نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگا جو آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا اور زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے دادا رستم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ یقیناً عمران کا ساتھی ہے۔ دس مسلح افراد کو ہلاک کرنا کسی عام اکیلے انسان کے بس کی بات نہیں ہو سکتی اور جس طرح یہ بلیک روم سے نکل آیا ہے اس سے مجھے صاف انداز ہو رہا ہے کہ یہ یقیناً عمران کا ساتھی ہے"۔ ـــــ دادا رستم نے کہا۔

"ہاں دادا رستم ۔ میں عمران صاحب کا ساتھی ہوں۔ عمران صاحب کو اب تک تمہارے اس ٹھکانے کا یقیناً علم ہو گیا ہو گا۔ وہ چند ہی لمحوں میں اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں پہنچ جائیں گے اور پھر"۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر جیسے اسے غصہ دلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر یہاں آ گئے تو وہ یہاں

سے زندہ بچ کر نہیں جائیں گے"۔ ـــــ دادا رستم غرایا۔

"یہ آدمی کون تھا جسے تم نے اس قدر سفاکی اور بے رحمی سے ہلاک کیا ہے"۔ ـــــ ٹائیگر نے سر جھٹک کر فولادی کرسی پر انسانی ملغوبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس سے مطلب"۔ ـــــ دادا رستم نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے لوہے کی گرم سلاخ اس کے سینے میں اتر گئی ہو۔ اس نے دادا رستم کے ہاتھ میں ریوالور دیکھا جو اس نے اچانک جیب سے نکال لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ سمجھتا دادا رستم نے اس پر گولی چلا دی تھی۔ پھر دادا رستم کے ریوالور سے ایک اور گولی نکلی اور ٹائیگر ایک زور دار جھٹکے سے اچھلا اور پلٹ کر فرش پر گرتا چلا گیا۔ اس بار گولی اس کے دائیں کاندھے پر پڑی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت سرخی سی آ گئی اور اسے اپنا سانس سینے میں گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

"عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ فوراً نکل چلو یہاں سے"۔ ـــــ ٹائیگر نے دادا رستم کی آواز سنی۔ پھر اس نے قدموں کی باہر جاتی ہوئی آوازیں سنیں۔ اس کے جسم کو ایک اور جھٹکا لگا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو سرخ سائے سے نظر آئے جو دروازے کی طرف جا رہے تھے۔ ٹائیگر نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اچانک اس کی آنکھوں میں چھائی ہوئی سرخ روشنی سیاہی میں بدل گئی اور پھر اس کے دل و دماغ میں دھماکے سے ہونے شروع ہو گئے۔

ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دل و دماغ پر اندھیرا چھاتا جا تھا۔ موت کا بھیانک سیاہ اندھیرا اور پھر ٹائیگر کو اپنے تمام احساسات ختم ہوتے ہوئے معلوم ہوئے، شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"عمران صاحب آپ کہاں تھے۔ میں کب سے آپ کو تلاش کر رہا تھا"۔ ۔۔۔ سلام ودعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں۔ کیا کوئی خاص بات ہوگئی ہے"۔ ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ٹائیگر کی مجھے کال آئی تھی"۔ ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"ٹائیگر نے تمہیں کال کی تھی۔ کیوں؟"۔ ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے پہلے آپ کو کال کرنے کی کوشش کی تھی مگر آپ سے

رابطہ نہ ہونے پر پھر اس نے آپ کے فلیٹ اور پھر رانا ہاؤس میں
کی تھی مگر آپ وہاں بھی نہیں تھے تب اس نے مجھے کال کی اور
ایک اہم اطلاع دی تھی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا اطلاع ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اس نے ایکریمیا کے مشہور و معروف ٹارگٹ کلر دادا رستم
دیکھا ہے"۔ ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور دادا رستم کا نام سن کر عمران
بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کہاں دیکھا ہے اس نے دادا رستم کو۔ کہاں ہے وہ"
عمران نے کہا تو اس نے عمران کو ٹائیگر کی رپورٹ بتا دی۔

"کتنی دیر پہلے ٹائیگر نے رپورٹ دی تھی"۔ ۔۔۔ عمران نے
کہا۔

"ابھی زیادہ سے زیادہ چار پانچ منٹ پہلے اس کی کال آئی
اور میں نے سیکرٹ سروس کے ممبران سے رابطہ کرنے کی کوشش کی
کسی سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا اس لئے میں اب خود اس جگہ جانے
بارے میں سوچ رہا تھا جہاں دادا رستم موجود ہے"۔ ۔۔۔ بلیک ز
نے کہا۔

"چار پانچ منٹ پہلے تمہارا ممبران سے رابطہ نہیں ہوا تھا۔
مطلب۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو وہ میرے ساتھ تھے"۔ ۔۔۔ عم
نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے ممبران کو کافی دیر پہلے کال کرنے کی کوشش کی تھ
ر پانچ منٹ قبل تو ٹائیگر کی کال آئی تھی۔ آپ کے واچ ٹرانسمیٹر پر
بھی میں نے کال کی تھی لیکن چونکہ مجھے آپ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ
آپ آرگوس اور اس کے بلیک سینڈیکیٹ کے پیچھے گئے ہیں۔ آپ
سب وہاں مصروف ہو سکتے ہیں اس لئے میں نے دوبارہ کال نہیں کی
تھی"۔ ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے سمجھ جانے والے انداز
میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے غالباً اسے اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو
اس وقت کال کی تھی جب وہ ساکت پڑا تھا اور اس کے ساتھی بے ہوش
تھے۔ ایسی صورت میں بھلا وہ ایکسٹو سے کیا بات کر سکتے تھے۔

"ٹائیگر نے جو ایڈریس دیا ہے اس کے راستے میں رانا ہاؤس
پڑتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو کال کر کے وقت
برباد کرنے کے بجائے مجھے اس جگہ جوزف اور جوانا کو لے جانا
چاہیے"۔ ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہی مناسب رہے گا"۔ ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کو کال کرو اور اس سے میری بات
کراؤ"۔ ۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر
یک مشین کے قریب رکھا ہوا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے
آن کر کے ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ٹائیگر شاید کسی مشکل میں ہے۔ وہ کال رسیو نہیں کر رہا"۔
بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ دادا رستم واقعی ایک خطرناک انسان ہے۔ اگر ٹائیگر اس کی

نظروں میں آ گیا تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا"۔ ——— عمران
نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی
ہی دیر میں وہ ایک کار میں نہایت برق رفتاری سے ماڈرن کالونی کی
طرف اڑا جا رہا تھا۔ ٹائیگر شاید کسی مشکل میں پھنس گیا تھا عمران جلد
سے جلد اس کی مدد کے لئے ماڈرن کالونی پہنچ جانا چاہتا تھا۔ اس نے
راستے میں جوزف اور جوانا کو بھی نہیں لیا تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ
ماڈرن کالونی پہنچ گیا۔ ماڈرن کالونی پہنچ کر اسے ایک گلی کے کنارے
ٹائیگر کی کار کھڑی دکھائی دی تو اس نے اپنی کار فوراً اس کی کار کے
پیچھے روک لی۔ وہ تیزی سے کار سے نکلا اور ٹائیگر کی کار کی طرف بڑھا
اور پھر ٹائیگر کی کار کا سائیڈ والا ٹوٹا ہوا شیشہ دیکھ کر اس نے بے اختیار
ہونٹ بھینچ لئے ۔ وہ آگے بڑھا اور دائیں طرف مڑ کر کوٹھی نمبر پانچ سو
دس کی طرف بڑھنے لگا۔ جیسے ہی وہ آگے گیا اسے کوٹھی کا گیٹ کھلا
دکھائی دیا۔

کھلے ہوئے گیٹ کو دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ پنچھی وہاں سے اڑ چکا
ہے۔ وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔ کوٹھی واقعی بھائیں بھائیں کر رہی
تھی۔ عمران نے پورچ میں ایک کار کے ٹائروں کے نشان اور ایک جگہ
خون کے دھبے دیکھے تو وہ سمجھ گیا کہ وہاں دادا رستم اور ٹائیگر کے
درمیان لڑائی ہوئی تھی۔ عمران دادا رستم جیسے فائٹر کے بارے میں بخوبی
جانتا تھا۔ وہاں باقاعدہ اسے لڑائی کے واضح نشانات دکھائی دے رہے
تھے۔ عمران کو معلوم تھا کہ ٹائیگر اس کا شاگرد ہے اور وہ ایک بہترین
فائٹر ہے لیکن دادا رستم کے مقابلے میں وہ ایسے گر نہیں جانتا تھا جس
سے وہ دادا رستم جیسے فائٹر کا مقابلہ کر سکتا۔ دادا رستم نے فائیٹ میں یقیناً
اسے شکست دے دی ہوگی۔ مگر اب ٹائیگر کہاں تھا۔ عمران مسلسل سوچ
رہا تھا اور کوٹھی میں ہر جگہ ٹائیگر کو تلاش کر رہا تھا لیکن جلد ہی اسے
اندازہ ہو گیا کہ ٹائیگر وہاں موجود نہیں ہے۔ شاید دادا رستم اسے بے
ہوش کر کے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

دادا رستم جیسے کائیاں انسان کو یقیناً ٹائیگر کے تعاقب کرنے کا علم
ہو گیا ہوگا اور وہ اسے یہاں لایا ہوگا پھر اس کے اور ٹائیگر کے درمیان
لڑائی ہوئی ہوگی اور دادا رستم اسے بے ہوش کر کے اپنے ساتھ کسی اور
ٹھکانے پر لے گیا ہوگا تاکہ وہ جان سکے کہ اس کا تعاقب کرنے والا
کون ہے یا پھر ٹائیگر کو دادا رستم کے یہاں آنے کا مقصد معلوم ہو گیا
ہوگا۔ عمران مسلسل سوچتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے پوری کوٹھی کا بغور جائزہ
لیا تھا مگر دادا رستم جیسا انسان بھلا وہاں اپنا کوئی نشان کیسے چھوڑ سکتا
تھا۔ عمران کو وہاں ایسی کوئی چیز نہیں مل سکی تھی جس سے اسے دادا رستم
کے بارے میں کوئی کلیو ملتا۔

عمران کچھ دیر تک وہاں رکا رہا اور پھر واپس دانش منزل کی
طرف روانہ ہو گیا اور تھوڑی دیر میں دانش منزل پہنچ گیا۔

"کیا ہوا۔ آپ اتنی جلدی واپس آ گئے۔ دادا رستم اور ٹائیگر کا
کچھ پتہ نہیں چلا"۔ ——— بلیک زیرو نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ ٹائیگر دادا رستم کی عقابی

نظروں سے چھپا نہیں رہ سکتا تھا۔ دادا رستم کو یقیناً اس کے تعاقب کا
چل گیا تھا اور"۔ ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو
دادا رستم اور اپنے تجزیے کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی
اس نے آرگوس کے بارے میں بھی ساری تفصیل اسے بتا دی تھی۔
"کیا آپ کو کچھ بھی اندازہ نہیں ہے کہ دادا رستم یہاں کیوں آیا
ہے"۔ ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔
"نہیں۔ لیکن ہمیں اس کے مقصد کے بارے میں فوراً معلوم کرنا
ہوگا۔ دادا رستم اپنا کام نہایت عقلمندی، ذہانت اور تیز رفتاری سے کرتا
ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کسی بھی مقصد میں کامیاب ہو جائے
مجھے فوراً اس پر ہاتھ ڈالنا ہوگا ورنہ پاکیشیا کی کسی بھی اہم شخصیت کی اس
کے ہاتھوں ہلاکت سے بھاری مصیبت آ سکتی ہے"۔ ـــــ عمران
نے سنجیدگی سے کہا۔
"کیا میں ممبران کو کال کر دوں"۔ ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔
"ممبران کو۔ کیوں۔ انہیں کال کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔
عمران نے چونک کر کہا۔
"میں انہیں شہر میں پھیلا دیتا ہوں وہ شہر میں ہر جگہ دادا رستم کو
تلاش کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے بارے میں کوئی کلیو مل
جائے"۔ ـــــ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
"دادا رستم تمہاری سوچ سے بھی زیادہ ذہین اور خطرناک انسان
ہے۔ وہ آرگوس کے پاس بغیر میک اپ میں گیا تھا مگر ٹائیگر کے

تعاقب کے بعد وہ اب تک یقیناً ہوشیار ہو گیا ہوگا۔ میک اپ بدلنے
میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اب تک وہ میک اپ کر کے نہ جانے کیا
سے کیا بن چکا ہوگا۔ اس کی تلاش سیکرٹ سروس کے ممبران کے لئے
بھی آسان ثابت نہ ہوگی"۔ ـــــ عمران نے کہا۔
"تو پھر آپ کے خیال میں اسے کیسے ٹریس کیا جا سکتا ہے"۔
بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
"سب سے پہلے تو ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ یہاں کسے اپنا
ٹارگٹ بنانے کے لیے آیا ہے۔ اگر ہمیں یہ پتہ چل جائے تو اس تک
پہنچنا آسان ہو جائے گا"۔ ـــــ عمران نے کہا۔
"تم اعلیٰ حکام سے بات کرو اور معلوم کرو کہ ان دنوں یا آئندہ
چند دنوں میں پاکیشیا میں کون سی غیر ملکی اہم شخصیتیں آنے والی ہیں۔
خاص طور پر شوگران اور عرب ممالک کے سربراہوں کا پوچھو۔ اگر ان
میں سے کوئی پاکیشیا آ رہا ہے یا آ رہے ہیں تو پاکیشیا کو ایسے افراد کی
ہلاکت سے بدنام کرنے کی مذموم کوشش کے لئے ایکریمیا یا اسرائیل
والے دادا رستم کو یہاں بھیج سکتے ہیں۔ آج کل ویسے بھی یہاں کے
حالات کشیدہ ہیں۔ خاص طور پر شوگرانی باشندوں کو ٹارگٹ بنایا جا رہا
ہے اور ایسا صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ کسی طرح ہمارے شوگران
سے دیرینہ تعلقات ختم ہو جائیں اور شوگران ہم سے بدظن ہو کر ہمیشہ
کے لئے ہم سے اپنا منہ موڑ لے"۔ ـــــ عمران نے کہا تو بلیک زیرو
نے اثبات میں سر ہلایا اور سامنے پڑا ہوا فون اٹھا لیا۔ عمران کے ذہن

میں فوراً ایک خیال آیا۔ وہ یکدم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم فون کرو۔ میں نیچے جا رہا ہوں۔ ابھی آتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آ گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"کچھ معلوم ہوا"۔ ____ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اب وہ اصلی چہرے میں تھا۔ شاید لیبارٹری میں جا کر اس نے گلاسٹر کا میک اپ ختم کر دیا تھا۔

"جی نہیں۔ میں نے اعلیٰ حکام سے پوچھ لیا ہے۔ ان دنوں شوگران اور عرب ممالک کا کوئی سربراہ یا اعلیٰ شخصیت کی پاکیشیا میں آمد متوقع نہیں ہے۔ البتہ پاکیشیائی صدر عرب اور پرائم منسٹر بہادرستان کے دوروں پر ضرور جا رہے ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں بھلا یہاں کون آ سکتا ہے۔ وزیرخارجہ بھی پچھلے دو روز سے کسی بین الاقوامی کانفرنس کے سلسلے میں ملک سے باہر ہیں"۔ ____ بلیک زیرو نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ اب دادا رستم خود مجھے بتائے گا کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے اور اس کے عزائم کیا ہیں"۔ ____ عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ دادا رستم کہاں ہے"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"دادا رستم ٹائیگر کو جہاں لے گیا ہے۔ مجھے اس جگہ کا پتہ چل

گیا ہے۔ ٹائیگر کو پچھلے دنوں ضرورت کے تحت میں نے واچ ٹرانسمیٹر دیا تھا۔ اس واچ ٹرانسمیٹر میں بھی دوسرے ممبران کے واچ ٹرانسمیٹروں کی طرز کا ٹریکر سسٹم موجود ہے۔ میں نے نیچے لیبارٹری میں جا کر بی ایچ ایم کلوٹم مشین کو آن کیا تھا۔ سرچنگ کے بعد مجھے ٹائیگر کے پاس موجود واچ ٹرانسمیٹر کا کاشن مل گیا ہے۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ٹائیگر کہاں ہے۔ اب دعا کرو کہ واچ ٹرانسمیٹر ٹائیگر کے پاس ہو۔ دادا رستم ٹائیگر کو وہاں لے گیا ہے اور وہ خود بھی یقیناً وہیں ہوگا"۔ ____ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو واقعی دادا رستم کو وہیں قابو کیا جا سکتا ہے"۔ ____ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ تم جوزف اور جوانا کو کال کرو اور ان سے کہو کہ وہ تیار ہو کر ریشم کالونی کے بلاک نمبر چار کے گیٹ کے پاس پہنچ جائیں میں وہیں جا رہا ہوں"۔ ____ عمران نے کہا۔

"جوزف، جوانا۔ کیا آپ صرف ان دونوں کو ہی اپنے ساتھ لے جائیں گے"۔ ____ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ بھیڑ بھاڑ دیکھ کر دادا رستم چوکنا ہو سکتا ہے۔ میں اسے نہ چوکنا کرنا چاہتا ہوں اور نہ وہاں سے نکلنے دینا چاہتا ہوں۔ جوزف اور جوانا میں ایسی صلاحیتیں ہیں کہ وہ دادا رستم جیسے خطرناک فائٹر کا راستہ روک سکیں"۔ ____ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور جوزف کو کال کرنے لگا۔ عمران فوراً

دانش منزل سے نکلا اور ایک بار پھر کار میں رواں دواں ہو گیا۔ ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ ریشم کالونی میں پہنچ گیا۔ وہ تین سڑکیں کراس کر کے وہ جیسے ہی بلاک چار کے گیٹ کی طرف آیا اسے وہاں جوزف کی کار نظر آ گئی۔ وہ اور جوانا اس سے پہلے ہی وہاں پہنچ گئے تھے۔ وہ دونوں کار سے باہر کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ عمران نے ان کے پاس لے جا کر کار روک دی۔

"کار میں بیٹھو"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلایا اور کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

"خیریت ہے باس۔ آپ نے ہم دونوں کو فوری طور پر تیار ہو کر آنے کے لیے کہا تھا۔ کیا کوئی اہم معاملہ ہے"۔۔۔۔ جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اہم معاملہ ہے اس لئے تو میں نے تم دونوں کو بلایا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات تھے۔ آرگوس اور اس کے بعد دادا رستم کی پاکیشیا میں موجودگی نے عمران کو واقعی پریشان کر دیا تھا۔ دادا رستم جیسے انسان کا عمران کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا، ورنہ وہ اڑتا ہوا دادا رستم تک پہنچ جاتا اور اس کی گردن دبوچ لیتا۔

"کیا بات ہے ماسٹر۔ آج بے حد سنجیدہ دکھائی دے رہے ہو"۔ جوانا نے کہا۔

"اسرائیل کا ایک بڑا شیطان پاکیشیا میں پہنچ جائے تو ہر انسان

سنجیدہ ہی نہیں رنجیدہ بھی ہو جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کس شیطان کی بات کر رہے ہو باس"۔۔۔۔ جوزف نے چونک کر کہا۔

"تم اسے نہیں جانتے۔ مگر جوانا شاید اسے جانتا ہو"۔ عمران نے کہا تو جوانا چونک پڑا۔

"اس شیطان کا نام کیا ہے ماسٹر"۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"دادا رستم"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دادا رستم کا نام سن کر جوانا بری طرح سے اچھل پڑا۔

"دادا رستم۔ اوہ۔ ایکریمیا اور اسرائیل کا خطرناک ایجنٹ۔ اسی کی بات کر رہے ہو نا ماسٹر"۔۔۔۔ جوانا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔

"اوہ۔ مگر وہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ وہ تو ایک انتہائی خطرناک ٹارگٹ کلر ہے"۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"وہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ یہ تو میں نہیں جانتا۔ مگر میں نے تم دونوں سے اس کا شکار کرانا ہے۔ کیا تم اس کا شکار کر سکتے ہو"۔ عمران نے عقبی آئینے سے جوانا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا اس سے پہلے کبھی واسطہ تو نہیں پڑا ہے ماسٹر۔ اس کے بارے میں سنا ہے کہ وہ خطرناک حد تک ذہین اور زبردست فائٹر ہے۔ اس نے فائٹنگ کے نئے اور جدید داؤ پیچ ایجاد کر رکھے ہیں جس سے

وہ لمحوں میں اپنے مقابل بڑے سے بڑے فائٹر کو شکست دے دیتا ہے"۔ جوانا نے کہا۔

"پھر کیا کہتے ہو۔ کرو گے اس شیطان فائٹر کا شکار"۔ عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر۔ جوانا کے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ وہ دادا رستم جیسے فائٹر کا مقابلہ کر سکے۔ میں اس کے ٹکڑے کر دوں گا اور اس کے تمام داؤ پیچ اس کی ناک کے راستے باہر نکال دوں گا"۔۔۔۔ جوانا نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کیا کہتے ہو جوزف"۔۔۔۔ عمران نے جوزف سے پوچھا۔

"میں کیا کہوں باس۔ افریقہ کے جنگلوں میں دس دس شیروں کا میں نے خالی ہاتھوں مقابلہ کیا ہے۔ جب وہ میرے سامنے نہیں ٹھہر سکے تو ایک دادا رستم تو کیا اس کا باپ بھی میرے مقابلے پر آ جائے تو میں اسے لمحوں میں موت کے گھاٹ اتار دوں گا"۔۔۔۔ جوزف نے سینہ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ آج میں دیکھ لوں گا کہ تم دونوں میں کتنی طاقت ہے اور کیا تمہاری یہ طاقت دادا رستم جیسے فائٹر کے خلاف کام آتی ہے یا نہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ماسٹر۔ لگتا ہے آپ ہمیں چیلنج کر رہے ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو آپ جوزف کو یہیں چھوڑ دیں۔ مجھے اکیلے کو آگے جانے دیں۔ میں

نے کچھ ہی دیر میں دادا رستم کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اسے آپ کے قدموں میں نہ ڈالا تو میرا نام جوانا نہیں"۔۔۔۔ جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ آپ جوانا کو یہیں چھوڑ دیں۔ اس دادا رستم کی ہڈیاں میں اپنے ہاتھوں سے توڑوں گا"۔۔۔۔ جوزف نے بھی اسی انداز میں کہا۔

"پہلے یہ تو پتہ چل جائے کہ دادا رستم وہاں موجود بھی ہے یا نہیں جہاں ہم جا رہے ہیں۔ وہ سامنے آئے گا تب ہی پتہ چلے گا کہ تم میں سے کون اس کی آنکھیں باہر نکالتا ہے اور کون اس کی ہڈیاں توڑتا ہے"۔ عمران نے ہنس کر کہا۔

"اوہ۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے"۔۔۔۔ جوانا نے چونک کر کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس نے دو تین گلیاں مڑ کر کار ایک گلی کی سائیڈ پر روک دی۔

"چلو اترو نیچے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو وہ دونوں دائیں بائیں کے دروازے کھول کر کار سے باہر نکل گئے۔ عمران بھی کار سے باہر نکلا اور دائیں طرف موجود ایک کوٹھی کی دیوار پر لگی نمبر پلیٹ دیکھنے لگا۔

"آؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔ جوزف اور جوانا اس کے پیچھے چلنے لگے۔ ان کی جیبیں پھولی ہوئی تھیں۔ جن میں

یقیناً اسلحہ تھا۔عمران کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر کوٹھی
نمبر ایک سو چودہ کے سامنے جا کر وہ رک گیا۔ دوسرے لمحے اس کی
پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال سا پھیل گیا۔اس کوٹھی کا گیٹ بھی کھلا ہوا
تھا۔ سامنے لان اور صحن صاف دکھائی دے رہے تھے۔ پورچ بھی
موجود تھا مگر وہاں کوئی کار موجود نہ تھی۔

"اوہ۔لگتا ہے ہمیں آنے میں دیر ہوگئی ہے۔دادا رستم یہاں سے
بھی نکل گیا ہے"۔ ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی
سے اندر کی طرف چل پڑا۔ جوزف اور جوانا بھی اس کے پیچھے
لپکے۔کوٹھی میں آتے ہی انہوں نے جیبوں سے بھاری ریوالور نکال کر
ہاتھوں میں لے لئے۔ کوٹھی اس پہلی کوٹھی کی طرح خاموش تھی اور
بھائیں بھائیں کر رہی تھی۔ وہاں دو جیپوں اور دو کاروں کے
ٹائروں کے نشانات موجود تھے۔عمران آگے بڑھا تو اُسے صحن میں بہت
سے افراد کی لاشیں دکھائی دیں۔

"اوہ۔کون ہیں یہ لوگ۔ انہیں کس نے ہلاک کیا ہے"۔ جوزف
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ
دیا اور ان لاشوں کے قریب آ کر غور سے ان کے چہرے دیکھنے لگا۔ مگر
ان لاشوں کے چہرے ناقابل شناخت تھے۔شاید جاتے جاتے دادا رستم
ان تمام لاشوں کے چہروں پر تیزاب ڈال گیا تھا۔ جس سے ان لاشوں
کی کھال جل گئی تھی اور ان کی ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔

"تم دونوں کوٹھی کو باہر سے چیک کرو۔ میں اندر جا رہا ہوں"۔

عمران نے کہا اور تیزی سے رہائشی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سامنے
ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔عمران احتیاط سے اندر داخل ہوا۔ سامنے
راہداری تھی مگر اندر بھی گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔عمران وہاں موجود
کمرے کھول کھول کر چیک کرنے لگا مگر وہاں بھی دادا رستم نے اپنا کوئی
نشان نہیں چھوڑا تھا۔ ایک کمرے میں داخل ہو کر عمران کو ایک دیوار
میں ایک جھری سی دکھائی دی۔وہ تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھا
اور غور سے اس جھری کو دیکھنے لگا جو ایک سیدھی لکیر جیسی تھی اور اوپر
سے نیچے آ رہی تھی۔عمران کو فوراً اندازہ ہو گیا کہ اس دیوار کے پیچھے بھی
کوئی راستہ ہے جو دوسری طرف شاید کسی تہہ خانے میں جاتا ہے۔
عمران کی تیز نظریں کمرے کی دیواروں کو چیک کرنے لگیں۔ پھر فوراً ہی
اس دروازے کے کچھ فاصلے پر ایک ابھار سا نظر آ گیا۔وہ تیزی سے
آگے بڑھا اس نے ابھار کو دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ جھری جیسی
لکیر والی جگہ پر ایک دروازے نما خلا بنتا چلا گیا۔عمران تیزی سے اس
خلا کی طرف آیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔عمران نے فوراً جیب سے
ایک منی پسٹل نکالا اور پھر جھکے جھکے انداز میں احتیاط سے سیڑھیاں
اترنے لگا۔ نیچے بھی خاموشی مسلط تھی۔ نیچے ایک بڑا سا ہال تھا جس کے
دائیں بائیں دو کمروں کے دروازے تھے۔ دائیں طرف موجود کمرے کا
دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔عمران دبے قدموں آگے بڑھا اور پھر تیزی
سے اس کمرے کے دروازے کی سائیڈ دیوار سے جا لگا۔ اس نے کان
لگا کر اندر سے سن گن لینے کی کوشش کی مگر اندر بھی خاموشی تھی۔عمران

نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران نے دروازے کو دھکیل کر فوراً ہاتھ کھینچ لیا تھا۔لیکن دروازہ کھلنے کے باوجود اندر سے کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو عمران ایک طویل سانس لے کر دروازے کے سامنے آ گیا۔ دوسر لمحے اس کا بے اختیار منہ بن گیا۔ اس کے نتھنوں میں عجیب اور ناگوار سی بو ٹکرائی تھی۔ سامنے ایک فولادی کرسی پڑی تھی ۔ جس کے گرد ملغوبے کا ڈھیر سا پڑا تھا۔عمران کمرے میں داخل ہوا تو اسے دائیں طرف خون میں لت پت ٹائیگر دکھائی دیا جو اوندھا پڑا تھا اور اس کا منہ دروازے کی طرف ہی تھا۔

”اوہ۔ یہ تو ٹائیگر ہے“۔ ـــــ عمران کے منہ سے نکلا ۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھا اور پھر اس کے اردگرد خون دیکھ کر اس کا دماغ سنسنا اٹھا۔ اس نے فوراً ٹائیگر کو سیدھا کیا۔ ٹائیگر کے سینے اور اس کے کاندھے سے خون رس رہا تھا۔

”اوہ۔ اسے کیا ہو گیا“۔ ـــــ عمران نے پریشان زدہ لہجے میں کہا اور پسٹل ایک طرف رکھ کر فوراً ٹائیگر کی نبض چیک کرنے لگا۔ اس نے ٹائیگر کی نبض اور پھر اس کے دل کی دھڑکن چیک کی اور یہ دیکھ کر اس کا بگڑا ہوا چہرہ قدرے بحال ہو گیا کہ ٹائیگر کا دل دھڑک رہا تھا اور اس کی نبض بھی چل رہی تھی۔لیکن ٹائیگر کی حالت اس قدر مخدوش تھی کہ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔عمران نے جلدی جلدی اس کی شرٹ کھولی۔شرٹ کھلتے ہی اس کے سینے اور کاندھے کے زخم نمایاں ہو گئے جہاں سے خون بلبل کرتا باہر آ رہا تھا۔عمران نے

ٹائیگر کی شرٹ کا ایک حصہ پھاڑا اور اس کو گول کرنے لگا۔ پھر اس نے کپڑے کے گول حصے کو سب سے پہلے ٹائیگر کے سینے کے سوراخ پر رکھا اور انگلی سے کپڑے کو اس سوراخ میں ڈالنے لگا۔ایسا کرنے سے سینے کے زخم سے نکلنے والے خون کے اخراج کی رفتار میں نمایاں کمی آ گئی تھی۔ عمران نے شرٹ کا ایک اور کپڑا پھاڑ کر اسے رول کیا اور ٹائیگر کے کاندھے کے زخم میں اس کپڑے کو ڈال دیا۔ پھر اس نے ٹائیگر کو اس کے بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور اس کی شرٹ اتار دی۔اس نے شرٹ کے کئی ٹکڑے کئے پھر انہیں گول کر کے وہ ان ٹکڑوں کی پٹیاں بنانے لگا اور پھر اس نے ان پٹیوں کو ٹائیگر کے سینے اور کاندھے کے زخموں پر لپیٹنا شروع کر دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے ایک بار پھر اس کی نبض چیک کی۔ جو بے حد دھیمی چل رہی تھی۔ عمران نے جھک کر ٹائیگر کی دونوں ٹانگوں اور اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے ننھے بچوں کی طرح اٹھایا اور اسے اسی طرح اٹھائے تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”جوزف۔ جوانا۔ کہاں ہو تم۔ فوراً یہاں آؤ“۔ ـــــ عمارت کے اندرونی حصے سے باہر آ کر عمران نے جوزف اور جوانا کو اونچی آواز سے پکارتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر جوزف اور جوانا تیزی سے عمارت کے پچھلے حصوں سے نکل کر دوڑتے ہوئے وہاں آ گئے۔

”یہ کون ہے ماسٹر۔ کیا ہوا ہے اسے“۔ ـــــ عمران کے ہاتھوں میں ٹائیگر کو دیکھ کر جوانا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو ٹائیگر ہے۔ کیا ہوا ہے اسے"۔ ——— جوزف نے ٹائیگر کو پہچانتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ فضول باتوں میں وقت ضائع مت کرو۔ فوراً جا کر یہاں کار لاؤ۔ ہمیں اسے فوراً ہسپتال پہنچانا ہے۔ اس کی حالت بے حد خراب ہے اگر اسے جلد سے جلد ہسپتال نہ لے جایا گیا تو یہ زندہ نہیں بچے گا"۔ ——— عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ میں لاتا ہوں کار"۔ ——— جوزف نے کہا اور پھر تیزی سے گیٹ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ عمران اسے جاتے دیکھ کر وہاں رکا نہیں تھا۔ اس نے بھی اس کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں جوزف کار لے کر اس طرف آیا تو عمران کو سڑک پر آتے دیکھ کر اس نے کار روک لی۔ عمران بھاگتا ہوا کار کے پاس آیا تو جوانا جو اس کے ساتھ بھاگتا آیا تھا اس نے آگے بڑھ کر کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ عمران نے ٹائیگر کو پچھلی سیٹ پر ڈالا اور ایک بار پھر ٹائیگر کو چیک کرنے لگا۔ ٹائیگر کی حالت لحہ بہ لحہ بگڑتی جا رہی تھی۔ اس کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر عمران مزید پریشان ہو گیا تھا۔

"میں کار چلاؤں باس"۔ ——— جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ تم جوانا کے ساتھ یہیں رکو۔ اسے میں خود ہسپتال لے جاؤں گا"۔ ——— عمران نے کہا تو جوزف فوراً ڈرائیونگ سیٹ سے باہر نکل آیا اور عمران تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ دوسرے لمحے کار حرکت میں آئی اور جوزف بوکھلا کر تیزی سے ایک طرف ہو گیا

کیونکہ عمران نے یکلخت کار فل سپیڈ سے آگے بڑھا دی تھی۔ اگر جوزف اچھل کر ایک طرف نہ ہو جاتا تو کار کی سائیڈ یقیناً اسے لگ جاتی۔

عمران نہایت تیز رفتاری اور خطرناک انداز میں موڑ مڑتا ہوا کار مین سڑک پر لایا اور پھر اس نے ایکسیلیٹر پر پیر کا پورا دباؤ ڈال دیا۔ کار سڑک پر توپ سے نکلے ہوئے گولے جیسی رفتاری سے دوڑنے لگی۔ سڑک پر اچھا خاصا ٹریفک تھا مگر عمران کو کوئی پرواہ نہیں تھی وہ کار کی رفتار ہلکی کئے بغیر نہایت خطرناک انداز میں ٹریفک کے دائیں بائیں سے گزرتا جا رہا تھا۔ اسے اس قدر تیز رفتاری سے کار چلاتے دیکھ کر سڑک پر موجود کئی گاڑیاں رک گئی تھیں۔

عمران کار آندھی اور طوفان کی طرح دوڑاتے ہوئے دس منٹ سے بھی کم وقت میں فاروقی ہسپتال پہنچ گیا۔ فاروقی ہسپتال کے احاطے میں داخل ہوتے ہی اس نے کار روکی اور تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور ہاتھ بڑھا کر ٹائیگر کو اٹھایا اور کار سے نکال کر تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا ہسپتال کے مین دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

ہسپتال کے ارد گرد لوگ اسے اس طرح بھاگتے دیکھ کر ٹھٹھک گئے تھے۔ عمران ہسپتال میں داخل ہوا اور سیدھا ڈاکٹر فاروقی کے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں ڈاکٹر فاروقی چند دوسرے ڈاکٹروں کے ساتھ موجود تھے۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ کون ہے یہ۔ کیا ہوا ہے اسے" ڈاکٹر فاروقی نے عمران کو پہچان کر کہا۔

"یہ میرا ساتھی ہے ڈاکٹر فاروقی۔ اس کے سینے اور کاندھے پر گولیاں لگی ہیں۔ اس کا بہت خون ضائع ہو گیا ہے۔ اس کی حالت بہت خراب ہے"۔ ——— عمران نے کہا۔

"ادھر لٹا دیجئے اس کو۔ ڈاکٹر فاروقی نے ایک کونے میں پڑے اسٹریچر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کو اسٹریچر پر ڈال دیا"۔ ——— ڈاکٹر فاروقی نے جھک کر ٹائیگر کو چیک کیا تو ان کے چہرے پر بھی پریشانی لہرانے لگی۔

"اس کی حالت واقعی بے حد مخدوش ہے۔ اسے فوراً آپریشن تھیٹر میں لے جاؤ۔ اور آپریشن کی تیاری کرو۔ ہری اپ"۔ ——— ڈاکٹر فاروقی نے اپنے ساتھی ڈاکٹروں سے کہا تو وارڈ بوائے کے ساتھ دو ڈاکٹر خود بھی اسٹریچر تیزی سے دھکیلتے ہوئے آپریشن تھیٹر کی طرف لے گئے۔

"یہ میرا بہت اہم ساتھی ہے ڈاکٹر فاروقی۔ اس کا زندہ رہنا بے حد ضروری ہے"۔ ——— عمران نے کہا۔

"آپ گھبرائیں نہیں عمران صاحب۔ میں انہیں بچانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ اگر اللہ کو اس کی زندگی مقصود ہوئی تو وہ ضرور بچ جائے گا"۔ ——— ڈاکٹر فاروقی نے عمران کو تسلی دینے والے انداز میں کہا لیکن ان کے لہجے میں کھوکھلا پن محسوس کر کے عمران نے بے اختیار

ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ شاید ڈاکٹر فاروقی بھی ٹائیگر کی مخدوش حالت دیکھ کر مطمئن نہیں تھے۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر۔ ہوگا تو وہی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ مگر آپ اپنی کوشش کریں۔ گو پلیز گو"۔ ——— عمران نے کہا تو ڈاکٹر فاروقی سر ہلا کر تیزی سے اس طرف دوڑتے چلے گئے جہاں ٹائیگر کو لے جایا گیا تھا۔

"دادا رستم اگر ٹائیگر کو کچھ ہو گیا تو یاد رکھنا۔ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ ——— ڈاکٹر فاروقی کے جانے کے بعد عمران کے حلق سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔ غصے اور پریشانی سے اس کا رنگ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ وہ چند لمحے وہاں رکا رہا پھر بڑے غصیلے انداز میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہسپتال سے باہر جانے والے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا جیسے وہ ہر قیمت پر دادا رستم کو ٹریس کر کے اس کے ٹکڑے کر دے گا۔

دادا رستم بے حد پریشان تھا۔ ابوحسام نے اس کے سامنے
جس خود اعتمادی اور دلیری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی جان دے دی تھی
لیکن اسے بی ایل ڈی فارمولے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے بارے
میں کچھ نہیں بتایا تھا اس سے دادا رستم کی پریشانی بڑھ گئی تھی اور پھر
جب اسے معلوم ہوا کہ اس کا تعاقب کرنے والے آدمی نے اس کے
دس آدمیوں کو ہلاک کر دیا تھا تو وہ واقعی غصے سے کھول اٹھا تھا۔ اس
نے فوری طو پر اس آدمی کو گولیاں مار دی تھیں۔

اس آدمی نے دادا رستم کو صاف لفظوں میں بتا دیا تھا کہ وہ واقعی
عمران کا ساتھی ہے اور عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی وقت وہاں پہنچ
سکتے ہیں۔ یہ سن کر دادا رستم نے اپنے اس ٹھکانے کو بھی خالی کرنے کا
فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ اب فلیرے اور ایک مسلح آدمی تھا۔ دادا
رستم نے کال کر کے اپنے دوسرے ٹھکانے سے مزید پانچ آدمیوں کو

وہاں بلا لیا۔ اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی وہاں آتے دادا رستم نے
اپنے ہلاک ہونے والے ساتھیوں کے چہروں پر تیزاب ڈلوا دیا تا کہ
عمران اور اس کے ساتھی وہاں آئیں تو وہ ان افراد کو پہچان نہ سکیں۔
پھر دادا رستم نے وہاں اپنے تمام نشانات مٹائے اور پھر وہ اپنے
ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ نئے ٹھکانے پر پہنچ کر اس
نے ایک بار پھر اپنے ساتھیوں کو جدید آلات دے کر انہیں جی اے
ایٹ کے بقیہ ممبران کی تلاش میں لگا دیا۔ دادا رستم ایکریمیا سے اپنے
دس خاص ساتھیوں کو لایا تھا جبکہ باقی افراد اس نے فلیرے کی مدد سے
پاکیشیا سے ہی ہائر کئے تھے جن کا تعلق جرائم پیشہ افراد سے تھا۔

ان افراد کے ساتھ فلیرے بذات خود جی اے ایٹ کی تلاش میں
نکلا ہوا تھا اور اس نے جدید کمپیوٹرائزڈ آلات کی مدد سے اگلے چار
دنوں میں تین اور فلسطینی ایجنٹس کو تلاش کر لیا تھا۔ دادا رستم نے ان
ایجنٹس تک پہنچ کر ان سے بھی ان کے بقیہ ساتھیوں اور بی ایل ڈی
فارمولے کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کی مگر وہ ایجنٹس بھی
ابوحسام کی طرح بے حد سخت جان، باہمت اور انتہائی خود اعتماد ثابت
ہوئے تھے۔ دادا رستم نے ان کی زبان کھلوانے کے لئے ہر حربہ استعمال
کیا تھا۔ جن میں سے دو تو دادا رستم کی خوفناک اذیتوں کی تاب نہ لا کر
ہلاک ہو گئے تھے اور ایک فلسطینی ایجنٹ نے دانتوں میں چھپے ہوئے
زہریلے کیپسول کو چبا کر اپنی زندگی ختم کر لی تھی۔ اس طرح چار فلسطینی
ایجنٹ دادا رستم کے ہاتھوں سے چکنی مچھلیوں کی طرح پھسل گئے تھے اور

مشین سے ریکلک دھات کو آسانی سے چیک کیا جاسکتا تھا۔ اس دھات کو چیک کرنے کے لئے کلیومس گیس کی ضرورت پڑتی تھی۔ اگر ریکلک دھات کسی بھی جگہ ہلکی سی بھی مقدار موجود ہوتی اور وہ دھات اس گیس کی زد میں آجاتی تو اس کا کاشن لیپ ٹاپ کمپیوٹر نما مشین پر آسانی سے مل جاتا تھا اور اس نقشے کی مدد سے اس جگہ تک پہنچنے کے لئے دادا رستم کو کوئی وقت نہیں ہوتی تھی۔

کلیومس گیس کے لئے فلیرے کے پاس بے شمار کیپسول تھے۔ جنہیں وہ مختلف علاقوں میں گن سے فائر کرتا تھا اور ان علاقوں میں وہ کمپیوٹرائزڈ مشین لئے گھومتا رہتا تھا۔ کلیومس گیس کا اثر چار سے چھ گھنٹوں تک رہتا تھا اور اس گیس کا ایک کیپسول تقریباً پانچ سو میٹر تک کے علاقے کو چیک کرنے کے لئے کافی ہوتا تھا۔ یہ گیس چونکہ بے رنگ اور بے بو ہوتی تھی اس لئے کسی کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ فلیرے اپنا کام نہایت اطمینان اور خوش اسلوبی سے کر رہا تھا۔ دو روز مزید گزر گئے تھے لیکن ان فلسطینی ایجنٹس کے بارے میں فلیرے نے تا حال کوئی رپورٹ نہیں دی تھی ۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت دادا رستم نہ صرف پریشان تھا بلکہ اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر باقی چار ایجنٹس کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ ان کا فلیرے کو ابھی تک پتہ کیوں نہیں چل رہا۔ ان چار چھ روز میں تو فلیرے کو دارالحکومت کے ایک ایک حصے کو کلیومس گیس کی زد میں لے کر چیک کر لینا چاہیے تھا۔

اس وقت دادا رستم اپنے نئے ٹھکانے کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ میز پر کافی کا مگ پڑا ہوا تھا۔ دادا رستم گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا جس سے کافی میز پر وہیں پڑے پڑے سرد ہو گئی تھی۔ مگر دادا رستم نے اس مگ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

میز پر سیل فون جیسا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا جس پر فلیرے اسے کال کر کے رپورٹ دیتا تھا۔ دادا رستم کی نظریں اسی ٹرانسمیٹر پر جمی ہوئی تھیں جو آن ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ شام ہو رہی تھی اور صبح سے فلیرے نے ابھی تک اسے ایک کال بھی نہیں کی تھی۔

''ہونہہ۔ آخر یہ فلیرے کیا کرتا پھر رہا ہے۔ اس سے فلسطینی ایجنٹس ٹریس کیوں نہیں ہو رہے۔ کیا ان ایجنٹوں کو زمین نے نگل لیا ہے یا آسمان نے اٹھا لیا ہے''۔ ـــــ دادا رستم نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے سوچا کہ اسے خود ہی فلیرے کو کال کر لینی چاہیے۔ آخر اس نے صبح سے اب تک اسے کال کیوں نہیں کی۔ اگر اسے فلسطینی ایجنٹوں کا ابھی تک پتہ نہیں چلا تھا تو کم از کم اسے ایک کال کر کے اسے اپنی پروگریس سے ہی آگاہ کر دینا چاہیے تھا۔ یہ سوچ کر دادا رستم نے فلیرے کو کال کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر آن ہو گیا اور اس میں سے مترنم موسیقی کی آواز آنے لگی۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے دیکھ کر دادا رستم نے جھپٹ کر اسے اٹھا لیا۔ ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے کان سے لگا لیا۔

"یس۔داوا رستم اسٹنڈنگ یو۔اوور"۔ ـــــ داوا رستم نے ٹرانسمیٹر کو سیل فون کی طرح کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ یہ جدید ساخت کا سپیشل ٹرانسمیٹر تھا جس کی نہ کہیں کال سنی جاسکتی تھی اور نہ ہی اس کال کو کہیں ٹریس کیا جاسکتا تھا اسی لئے داوا رستم نے اپنا اصلی نام لیتے ہوئے بات کی تھی۔

"فلیرے بول رہا ہوں باس۔اوور"۔ ـــــ دوسری طرف سے فلیرے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔فلیرے کہاں ہو تم۔ میں صبح سے تمہاری کال کا منتظر ہوں اور تم اب کال کر رہے ہو۔اوور"۔ ـــــ داوا رستم نے بے حد غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری باس۔ میں جی اے کی تلاش میں کافی دور نکل گیا تھا۔ وہاں سے میں نے کئی بار آپ کو کال کرنے کی کوشش کی تھی مگر فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے مجھے سگنل ہی نہیں مل رہے تھے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا۔

"دور نکل گئے تھے تم۔کیا مطلب۔اور اب کہاں ہو۔ اوور"۔ داوا رستم نے کہا۔

"میں دارالحکومت کے مغربی کنارے لاساما کے جنگلوں کی طرف چلا گیا تھا باس۔ دارالحکومت کا میں نے چپہ چپہ چھان مارا تھا مگر جی اے کا کہیں کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا اس لئے میں نے گردونواح میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اب میں وہیں سے واپس آ رہا ہوں۔ اوور"۔

فلیرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ٹھیک ہے ۔ پھر کیا کوئی کامیابی ملی ہے تمہیں۔ اوور"۔ داوا رستم نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے آپ کو یہی خوشخبری دینے کے لئے کال کی ہے۔ مجھے ان چاروں کا پتہ چل گیا ہے۔اوور"۔ ـــــ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا تو داوا رستم بے اختیار اچھل پڑا۔اس کا چہرہ فلیرے کی بات سن کر چمک اٹھا تھا۔

"گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو فلیرے۔کیا معلوم ہوا ہے ان کے بارے میں۔ اور کہاں ہیں وہ ۔ اوور"۔ ـــــ داوا رستم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ چاروں لاساما جنگل میں ہیں باس۔ اوور"۔ ـــــ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا۔

"لاساما جنگل میں۔کیا مطلب۔ وہ جنگل میں کیا کر رہے ہیں۔ اوور"۔ ـــــ داوا رستم نے حیران ہو کر کہا۔

"معلوم نہیں باس۔ لیکن کمپیوٹرائزڈ مشین نے انہیں لاساما جنگل میں مارک کیا ہے ۔ وہ جنگل کے وسط میں کہیں موجود ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا تو داوا رستم واقعی حیران رہ گیا۔ وہ جن چار فلسطینی ایجنٹوں کو شہروں میں ڈھونڈ رہے تھے وہ دارالحکومت کے شمال میں موجود لاساما نامی جنگل میں موجود تھے جو واقعی داوا رستم کے لئے حیران کن بات تھی۔

"کیا مطلب۔ کیا وہ چاروں ایک ساتھ جنگل میں موجود ہیں
اوور"۔ ــــــ دادا رستم نے کہا۔

"یس باس۔ وہ چاروں ایک ساتھ مارک ہوئے ہیں۔ شاید
انہیں اپنے باقی چار ساتھیوں کی ہلاکتوں کا علم ہو گیا ہوگا اسی لئے وہ
ہمارے خوف سے اس جنگل میں جا چھپے ہیں۔اوور"۔ ــــــ فلیرے
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی ایسا ہوسکتا ہے۔ وہ شاید ہر وقت ایک دوسرے کے
ساتھ رابطے میں رہتے ہوں گے۔ اور پچھلے چھ دنوں سے جب ان کا
باقی چار ساتھیوں سے رابطہ نہیں ہوا ہوگا تو وہ جنگل کی طرف چلے گئے
ہوں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں میرے بارے میں بھی انفارمیشن مل
گئی ہو اور وہ میرے خوف سے وہاں جا چھپے ہوں۔اوور"۔ ــــــ دادا
رستم نے کہا۔

"یس باس۔ مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے۔ اوور"۔ ــــــ دوسری
طرف سے فلیرے نے کہا۔

"کیا وہ لاساما جنگل میں کلیوس گیس سسٹم سے ٹریس ہوئے
ہیں۔اوور"۔ ــــــ دادا رستم نے پوچھا۔

"یس باس۔اوور"۔ ــــــ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا۔

"اس جنگل میں ایسی جگہ ہے جہاں وہ ہم سے بچنے کے لئے
کہیں چھپ سکیں۔اوور"۔ ــــــ دادا رستم نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے اس جنگل کے بارے میں معلومات حاصل

کی ہیں۔ اس جنگل کے وسط میں ایک پرانا کھنڈر ہے جو اوپر سے تو
ٹوٹ پھوٹ چکا ہے لیکن اس کھنڈر میں کچھ ایسے تہہ خانے موجود ہیں
جن میں وہ لوگ آسانی سے چھپ کر چند روز زندگیاں گزار سکتے ہیں۔
اوور"۔ ــــــ فلیرے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ جہاں مرضی چھپ جائیں مگر وہ ہماری نظروں
سے کبھی نہیں چھپ سکتے۔اوور"۔ ــــــ دادا رستم نے کہا۔

"یس باس۔اوور"۔ ــــــ فلیرے نے کہا۔

"تم نے کیا بتایا تھا۔تم کہاں ہو اس وقت۔اوور"۔ ــــــ دادا
رستم نے کہا۔

"میں لاساما جنگل سے دو سو کلومیٹر دور ایک نواحی علاقے میں
ہوں باس۔ اس علاقے کا نام نوربستی ہے۔ اوور"۔ ــــــ دوسری
طرف سے فلیرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھ کتنے افراد ہیں۔اوور"۔ ــــــ دادا رستم نے
پوچھا۔

"میرے ساتھ اس وقت چار افراد ہیں باس۔ لیکن میں نے
یہاں کے سب سے بڑے غنڈے شادے کو کال کر دی ہے۔ وہ اپنے
ساتھ دس مسلح افراد کا گروپ لے کر یہاں آرہا ہے۔اوور"۔ فلیرے
نے کہا۔

"گڈ۔ یہ تم نے اچھا کیا ہے جو شادے کو بلا لیا ہے۔ ہم نے
ان چاروں کو نہایت خاموشی سے گھیرنا ہے۔ ہماری کوشش یہی ہونی

چاہیے کہ ان میں سے کوئی خود کو نقصان نہ پہنچائے۔ اس بار میں ان چاروں کو زندہ رکھ کر اپنے ساتھ اسرائیل لے جانا چاہتا ہوں''۔ دادا رستم نے کہا اور اس نے فلیرے کو اپنی ساری پلاننگ سے آگاہ کر دیا۔

''لیس باس۔یہ واقعی زیادہ مناسب رہے گا۔ برین سکیننگ مشینوں سے ہمارے لئے ان کے دماغوں کو کھنگالنا آسان ہو گا۔ اوور''۔ ــــــ دادا رستم کی پلاننگ سن کر دوسری طرف سے فلیرے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔تم وہیں رکو۔ میں خود بھی وہاں آ رہا ہوں۔اوور''۔ دادا رستم نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں آپ کا انتظار کروں گا۔ اوور''۔فلیرے نے کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''۔ ــــــ دادا رستم نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر اب مسرت آبشار کی طرح بہہ رہی تھی۔ یہ بہتر ہوا تھا کہ وہ چاروں فلسطینی ایجنٹ ان کے خوف سے اکٹھے جنگل میں جا چھپے تھے۔ ان کا ایک ساتھ ہونا دادا رستم کے مفاد میں بہتر ہوگیا تھا۔ اب انہیں ان کو الگ الگ تلاش کرنے میں وقت ضائع نہیں کرنا پڑے گا۔ ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ ان چاروں کو تلاش کرنے کے لئے فلیرے اور اس کے ساتھیوں کو پورے پاکیشیا کو ہی کھنگالنا پڑ جاتا جس میں یقینی طور پر بے پناہ وقت لگ سکتا تھا اور دادا رستم جلد سے جلد اس معاملے کو سمیٹ لینا چاہتا تھا۔

دادا رستم فلیرے کے پاس نور بستی میں جانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے موسیقی کی آواز دوبارہ ابھرنے لگی تو دادا رستم نے چونک کر ٹرانسمیٹر کو دیکھا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

''لیس۔دادا رستم۔اوور''۔ ــــــ دادا رستم نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''فلیرے بول رہا ہوں باس۔اوور''۔ ــــــ دوسری طرف سے فلیرے کی آواز سنائی دی۔

''کیا بات ہے فلیرے۔ ابھی تو تم سے بات ہوئی تھی۔ پھر دوبارہ کال کیوں کی ہے۔اوور''۔ ــــــ دادا رستم نے حیران ہو کر کہا۔

''سوری باس۔میں آپ کو ایک اہم بات بتانا بھول گیا تھا۔اوور''۔ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا۔

''کون سی بات۔اوور''۔ ــــــ دادا رستم نے کہا۔

''آپ کے حکم پر میں نے آرگوس پر نظر رکھنے کے لئے کلاونٹ کی ڈیوٹی لگائی تھی جو اس عمارت سے دور ایک دوسری رہائش گاہ میں مشینی سسٹم سے ان کی نگرانی کر رہا تھا۔اوور''۔ ــــــ فلیرے نے کہا۔

''پھر۔اوور''۔ ــــــ دادا رستم نے کہا۔

''باس ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے کلاونٹ نے اطلاع دی ہے کہ اس عمارت میں آرگوس اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوور''۔ ــــــ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا تو دادا رستم بے اختیار

چونک پڑا۔

''اوہ۔ کیسے ہوا یہ سب۔ کس نے ہلاک کیا ہے ان سب کو۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

''کلاونٹ نے بتایا ہے کہ اس نے چند گھنٹے قبل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو دیکھا تھا جنہوں نے اس رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ مگر پھر اچانک ان پر ریڈ فائر پھینکے گئے جس سے وہ سب بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس کے بعد آرگوس کے آدمی آ کر ان سب کو اٹھا کر اندر لے گئے تھے۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد اس نے ان سب کو رہائش گاہ سے باہر آتے دیکھا۔ ان کے ساتھ وہ تین مغوی بھی تھے جنہیں آرگوس نے اغوا کیا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد اسی رہائش گاہ سے ایک اور شخص نکلا جو آرگوس کا قریبی ساتھی تھا۔ کلاونٹ نے آر بی ایس کیمرے سے چیک کیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ آدمی آرگوس کے ساتھی کے میک اپ میں تھا اور علی عمران تھا۔ ان کے جانے کے ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہاں انٹیلی جنس پہنچ گئی اور پھر اس عمارت سے لاشیں نکالی جانے لگیں۔ بعد میں کلاونٹ خود اس جگہ گیا اور اس نے ان لاشوں کے چہرے دیکھے تو اسے معلوم ہوگیا کہ ہلاک شدگان آرگوس اور اس کے ساتھی تھے۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے فلیرے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے یہ ساری کارروائی عمران اور اس کے ساتھیوں نے کی ہے۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

''یس باس۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ فلیرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آرگوس کے ساتھ یہی ہونا تھا۔ اس نے عمران کے ماں باپ اور بہن کو اغوا کر کے جو حماقت کی تھی اس کا خمیازہ اسے بھگتنا ہی پڑنا تھا۔ وہ عمران کو نہیں جانتا۔ عمران اس جیسے مجرم کی بو سونگھتا ہوا آسانی سے اس تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ میں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ اگر عمران سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے ماں باپ اور بہن کو یرغمال بنانے کے بجائے پاکیشیا کے کسی سائنس دان پر ہاتھ ڈالے اور اس کا کوئی اہم فارمولا حاصل کرے۔ اس اہم فارمولے کے بعد اگر وہ عمران کو مجبور کرے تو عمران اس کا ہر کام کر سکتا تھا۔ مگر خیر جو ہونا تھا ہو گیا۔ میں نے بھی آرگوس پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی تاکہ عمران اور اس کے ساتھی اس سے الجھے رہیں اور یہاں ہم اپنا کام آسانی سے کرتے رہیں۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

''یس باس۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ فلیرے نے کہا۔

''بہرحال تم ان کی فکر چھوڑو اور اپنا کام کرو۔ میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

''یس باس۔ او کے باس۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ فلیرے نے کہا۔

''اوور اینڈ آل''۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور آرگوس کے بارے میں سوچنے لگا۔ کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد اس نے سر جھٹکا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ فلیرے کے پاس جانے کے لئے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"آج پانچ روز ہو گئے ہیں مگر نہ دادا رستم کا کچھ پتہ چلا ہے اور نہ ہی اس کے کسی ساتھی کا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران دارالحکومت میں پھیل کر ہر جگہ انہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں مگر ان میں سے ابھی تک کسی کو کوئی کامیابی نہیں ملی"۔ ــــــ بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو سامنے کرسی پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا۔

آرگوس اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے عمران نے دانش منزل میں آ کر سوپر فیاض کو فون کر دیا تھا کہ وہ آرگوس کے اڈے پر جا کر آرگوس اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا بندوبست کر سکے۔ اس رہائش گاہ میں آرگوس کا اچھا خاصا جدید اسلحہ اور دوسرا سامان موجود تھا جو سوپر فیاض کے سینے پر ایک اور میڈل چمکانے کے لئے کافی تھا۔

دانش منزل میں آ کر عمران نے بلیک زیرو کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو کال کر کے انہیں دادا رستم

کے بارے میں بریف کرتے ہوئے انہیں سارے شہر میں پھیلا دیا تھا۔ مگر واقعی ابھی تک ان میں سے کسی نے دادا رستم کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں دی تھی۔

وہ ابھی تک مکمل اندھیرے میں تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر دادا رستم کا پاکیشیا میں آنے کا کیا مقصد تھا۔ ان پانچ دنوں میں شہر کے حالات بھی پرسکون تھے اور کسی طرف سے کسی بھی ناخوشگوار واقعے کی خبر نہیں آئی تھی نہ ہی کسی اہم شخصیت کو کوئی دھمکی آمیز فون ملا تھا اور نہ ہی ان میں سے کسی کو نقصان پہنچانے کی کوئی کوشش کی گئی تھی۔ اور یہی بات عمران کے لئے پریشانی کا باعث بنی ہوئی تھی۔ دادا رستم کے بارے میں وہ جو کچھ جانتا تھا اسے معلوم تھا کہ دادا رستم اپنے کسی بھی مقصد یعنی ٹارگٹ کلنگ کے لئے نکلتا تھا تو وہ اپنے کام کو جلد سے جلد منطقی انجام تک پہنچا دیتا تھا اور کبھی اس قدر وقت ضائع نہیں کرتا تھا۔ لیکن اب دادا رستم بھی خاموش تھا۔ اس کی طرف سے کوئی بھی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی تھی اور نہ ہی اس کا کہیں کچھ پتہ چل رہا تھا۔

جس رہائش گاہ سے عمران کو ٹائیگر جس حالت میں ملا تھا۔ اس کمرے میں ایک کرسی پر اسے سیاہ ملغوبہ بھی ملا تھا جس کا کچھ حصہ لے کر عمران نے اسے لیبارٹری ٹیسٹ کے لئے بھجوا دیا تھا۔ اس ٹیسٹ کی رپورٹ اسے موصول ہو گئی تھی۔ رپورٹ کے مطابق وہ کسی انسان کا ملغوبہ تھا جسے افریقہ کے ایک خاص نسل کے ایک خطرناک بچھو جسے

عرف عام میں سائیکام کہا جاتا تھا کے زہر سے ہلاک کیا گیا تھا اور زہر ایک انجکشن کے ذریعے اس کے جسم میں انجیکٹ کیا گیا تھا۔ جس کی سرنج عمران کو وہاں سے ملی تھی۔ سائیکام بچھو کے زہر میں واقعی اتنی طاقت موجود تھی کہ وہ ہاتھی جیسے گرانڈیل جانور کو بھی اگر کاٹ لے اور اس کے جسم میں اپنا زہر منتقل کر دے تو وہ ہاتھی چند ہی گھنٹوں میں موم کی طرح پگھل کر ملغوبے جیسی شکل اختیار کر لیتا تھا۔

عمران کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ انسان کون تھا جسے دادا رستم نے سائیکام بچھو کا زہریلا انجکشن لگایا تھا۔ اس زہریلے انجکشن کا اس انسان کو لگانے کا ایک ہی مطلب عمران کو سمجھ آ رہا تھا کہ دادا رستم اس انسان کو اپنے سامنے تڑپ تڑپ کر اور انتہائی اذیت ناک موت مرتے دیکھنا چاہتا تھا۔لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ آخر وہ ایسا کون سا انسان تھا جسے ہلاک کرنے کے لئے دادا رستم اسے بری طرح اذیت دی تھی۔ عمران نے اس ملغوبے کا ڈی این اے ٹیسٹ تک کرا لیا تھا۔لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ اس ڈی این اے ٹیسٹ کو کس سے میچ کیا جائے تا کہ اس انسان کی شناخت ممکن ہو سکے لیکن عمران کے پاس اس کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ وہ انسان کون تھا اسے دادا رستم نے کیوں ہلاک کیا تھا اس کے بارے میں یا تو خود مرنے والا انسان جانتا تھا یا پھر دادا رستم۔ یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ اس انسان کو ٹائیگر نے بھی دیکھا ہو اور وہ اس انسان کو جانتا ہو۔ اسی لئے دادا رستم اسے گولیاں مار کر وہاں پھینک گیا تھا۔لیکن ان پانچ روز میں ٹائیگر کو بھی ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ ڈاکٹر

فاروقی نے انتھک کوششوں اور محنت سے ٹائیگر کے جسم سے گولیاں نکال دی تھیں اور اس کا آپریشن کر کے اس کی زندگی بچالی تھی مگر ٹائیگر بدستور بے ہوش تھا اور ڈاکٹر فاروقی نے عمران کو بتایا تھا کہ ٹائیگر کی یہ بے ہوشی طویل بھی ہو سکتی ہے۔ اسے اگر ہوش آئے تو ایک دو دنوں میں بھی آ سکتا ہے ورنہ اسے ہوش میں آنے میں کئی ہفتے بھی لگ سکتے تھے۔ اس کی وجہ ڈاکٹر فاروقی نے ٹائیگر کے دماغ میں لگنے والی چوٹ کے بارے میں بتایا تھا جو گولیاں لگنے کے بعد اچانک فرش پر اس کا سر ٹکرانے کی وجہ سے آئی تھی۔ اس چوٹ نے ٹائیگر کے دماغ کی ایک خاص رگ کو ڈیمج کر دیا تھا جو اس کی بے ہوشی کا سبب تھی۔ جہاں عمران دادا رستم کے لئے پریشان تھا وہاں وہ ٹائیگر کے لئے بھی بے حد پریشان تھا۔

"تم نے مجھ سے کچھ کہا ہے شاید"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں آپ سے ہی بات کر رہا ہوں۔ ان مشینوں اور دیواروں سے نہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کو پریشان اور سنجیدہ دیکھتے ہوئے مزاحیہ انداز اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر عمران کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہ آیا۔

"دوبارہ بتاؤ۔ کیا کہا تھا تم نے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اسے سنجیدہ دیکھ کر اپنی بات دوہرا دی۔

"دادا رستم جیسا شیطان بہت چالاک ہے حقیقتاً وہ لمحے لمحے میں

میک اپ بدل لینے کا ماہر ہے۔سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس کی تلا
آسان نہیں ہے۔ وہ سامنے رہ کر بھی سینکڑوں پردوں کے پیچھے
رہتا ہے۔ مجھے تو اس بات پر حیرانی ہے کہ وہ پاکیشیا میں اصل
وصورت میں کیوں آیا تھا اور اصلی شکل میں ہی وہ آرگوس سے ملنے
گیا تھا“۔ ــــــ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ واقعی یہ سوچنے کی بات ہے“۔ ــــــ بلیک زیرو نے
اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”میں سب سے زیادہ اس ہلاک ہونے والے آدمی کی وجہ سے
پریشان ہوں۔ نہ جانے وہ کون تھا۔دادا رستم نے اسے اس قدر اذیت
ناک موت کیوں مارا ہے“۔ ــــــ عمران نے کہا۔

”اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس انسان کو بے پناہ ڈرانا
چاہتا تھا۔ ہوسکتا ہے دادا رستم اس انسان سے کوئی معلومات حاصل کرنا
چاہتا ہو اور اس نے اسے ایس ایس انجکشن لگا دیا ہو تا کہ اذیت ناک
موت مرنے سے پہلے اسے معلومات دے دے“۔ ــــــ بلیک زیرو
نے کہا۔

”ہاں۔ میں بھی اسی پوائنٹ پر غور کر رہا ہوں۔ اگر دادا رستم کو
صرف اس آدمی کو ہلاک کرنا ہی مقصود ہوتا تو وہ اسے کسی بھی طریقے
سے ہلاک کر سکتا تھا اسے خاص طور پر ایس ایس انجکشن لگانے کی کیا
ضرورت تھی“۔ ــــــ عمران نے کہا۔

”اور ہوسکتا ہے اس آدمی نے دادا رستم کو وہ معلومات دے بھی

دی ہوں جس کے لئے دادا رستم نے اسے ایس ایس انجکشن لگایا تھا۔
ہوسکتا ہے اس کا مقصد بھی پورا ہو گیا ہو اور وہ اپنا کام کر کے یہاں
سے نکل گیا ہو۔ اسی لئے آپ کو اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو کوئی کلیو
نہیں مل رہا“۔ ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہونے کو تو بہت کچھ ہوسکتا ہے۔لیکن میرا دل مطمئن نہیں ہے۔
مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے دادا رستم ابھی یہیں ہے“۔ ــــــ عمران
نے کہا۔

”کیوں۔ آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے“۔ ــــــ بلیک زیرو
نے حیران ہو کر کہا۔

”میری چھٹی حس مجھے کسی بہت بڑے خطرے سے آگاہ کر رہی
ہے اور میرا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ دادا رستم یہاں صرف ایک
آدمی کو ہلاک کرنے کے لئے نہیں آیا“۔ ــــــ عمران نے کہا۔

”آپ کے یہ سوچنے کی کوئی وجہ بھی تو ہوگی“۔ ــــــ بلیک زیرو
نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ وجہ ہی تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی“۔ ــــــ عمران نے
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید بات
ہوتی اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں بے اختیار چونک
پڑے۔

”ایکسٹو“۔ ــــــ بلیک زیرو نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے
ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"۔ ـــــ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے ٹیلی فون کے لاؤڈ ز کا بٹن پریس کر دیا تاکہ عمران بھی جولیا کی آواز سن سکے۔

"یس جولیا۔ رپورٹ"۔ ـــــ ایکسٹو نے کہا۔

"چیف۔ دادا رستم اور اس کے کسی ساتھی کے بارے میں ابھی تک کوئی کلیو نہیں ملا ہے لیکن ہم نے شہر کے مختلف حصوں کی فضا میں کلیومس گیس کی آمیزش محسوس کی ہے"۔ ـــــ دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف بلیک زیرو بلکہ عمران بھی چونک پڑا۔

"کلیومس گیس"۔ ـــــ ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف۔ یہ پراسرار گیس شہر کے ہر حصے میں محسوس کی جارہی ہے۔ یہ گیس کیپسولز فائر کر کے پھیلائی جارہی ہے اور یہ سلسلہ پچھلے تین روز سے جاری ہے"۔ ـــــ جولیا نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا ہے تمہیں اس گیس کے بارے میں۔ کلیومس گیس تو بے ضرر ہونے کے ساتھ ساتھ بے رنگ اور بے بو ہوتی ہے اور تم یہ کیسے کہہ رہی ہو کہ کلیومس گیس کیپسولز سے فائر کی جارہی ہے"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"کلیومس گیس واقعی بے رنگ اور بے بو ہوتی ہے اور اس گیس کا کسی جاندار پر اثر بھی نہیں ہوتا۔ اسی لئے میں نے اس گیس کو پراسرار کہا ہے۔ لیکن اس گیس کا اثر سرخ رنگ پر نمایاں ہوتا ہے۔ جہاں اس

گیس کے اثرات موجود ہوتے ہیں وہاں سرخ رنگ کی ہر چیز میں غیر معمولی چمک آجاتی ہے اور سرخ رنگ اور زیادہ گہرا سرخ ہوجاتا ہے۔ ہم پچھلے تین دنوں سے یہ حیرت انگیز بات نوٹ کر رہے تھے۔ سڑکوں پر موجود سرخ رنگ کی کاروں کی چمک بے پناہ بڑھ گئی تھی۔ اس کے علاوہ ہم نے سرخ رنگ کے پھولوں اور دوسری سرخ اشیاء میں بھی ایسی ہی چمک محسوس کی تھی۔ لیکن ہم نے پہلے اس پر خاص توجہ نہیں دی تھی۔ لیکن آج ہم ٹیرس روڈ سے گزر رہے تھے کہ تو ہم نے اچانک سڑکوں پر موجود چند سرخ کاروں کے رنگوں میں تیز چمک پیدا ہوتے دیکھی۔ پھر وہ چمک قدرے کم ہوگئی مگر اس چمک کو واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا تھا۔ میرے ساتھ صفدر تھا۔ اس نے جو اچانک سرخ رنگ میں تیز چمک دیکھی تو چونک پڑا۔ اس نے سرخ رنگ کو چیک کیا تو اس نے ایک سرخ رنگ کی کار کے رنگ میں چمک کے ساتھ بے حد چھوٹے چھوٹے سیاہ دھبے دیکھے۔ ان دھبوں کو دیکھ کر اس نے مجھے بتایا کہ سرخ رنگ میں چمک اور سیاہ دھبے کلیومس گیس کے اثرات سے پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ حیران تھا کہ یہاں کلیومس گیس کا کیا کام۔ کلیومس گیس کو خاص طور پر ریکلک دھات کی تلاش کے لئے کام میں لایا جاتا ہے۔ کلیومس گیس رنگ بدل دیتی ہے جس سے کمپیوٹرائزڈ مشینوں سے ریکلک دھات کا نشان آسانی سے مل جاتا ہے۔ صفدر نے یہ بھی بتایا ہے کہ کلیومس گیس بے حد قیمتی ہوتی ہے جس کا استعمال بے حد کم کیا جاتا ہے اور اس گیس کا استعمال عام طور پر ایکریمیا اور یورپی ممالک میں ہی کیا

جاتا رہا ہے"۔ ــــــ دوسری طرف سے جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ ساری معلومات صفدر کو کہاں سے ملی ہیں۔ وہ کلیومس گیس کے بارے میں یہ سب کیسے جانتا ہے"۔ ــــــ ایکسٹو نے کہا۔

"اس نے کلیومس گیس اور ریلک دھات کے بارے میں ایک سائنسی رسالے میں پڑھا تھا چیف۔ کلیومس گیس کے بارے میں علم ہونے کے بعد ہم نے معلومات حاصل کیں تو ہمیں پتہ چلا کہ شہر کے تقریباً ہر علاقے میں اس گیس کے اثرات پائے گئے تھے اور دو افراد نے تین مختلف کاروں سے اس گیس کے کیپسول بھی فائر ہوتے دیکھے تھے"۔ ــــــ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس باس۔ ہمارے لئے یہ چونکہ نئی اور اہم بات تھی اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اس کے بارے میں اطلاع دے دوں"۔ جولیا نے کہا۔

"تم نے یہ اطلاع دے کر اچھا کیا ہے"۔ ــــــ ایکسٹو نے کہا اور پھر اس نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"حیرت ہے شہر میں کلیومس گیس پھیلانے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے۔ ریلک نامی دھات شہری حدود میں تو نہیں پائی جاتی"۔ بلیک زیرو نے رسیور رکھ کر حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

کلیومس گیس۔ ریلک دھات۔ عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر وہ یکلخت بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کا رنگ یکلخت متغیر ہوگیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر جیب سے اپنا سیل فون نکالا۔ سکرین پر ڈاکٹر فاروقی کا نام اور ان کا مخصوص نمبر فلیش ہو رہا تھا۔

"ڈاکٹر فاروقی"۔ ــــــ عمران بڑبڑایا اور اس نے سیل فون کا بٹن پریس کر کے کان سے لگا لیا۔

"یس ڈاکٹر فاروقی۔ عمران بول رہا ہوں"۔ ــــــ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کے لیے خوشخبری ہے"۔ ــــــ دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا ٹائیگر کو ہوش آ گیا ہے"۔ ــــــ عمران نے کہا۔

"یس عمران صاحب۔ نہ صرف اسے ہوش آ گیا ہے بلکہ وہ پوری طرح سے نارمل ہے"۔ ــــــ دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"یہ سب اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور آپ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے ڈاکٹر فاروقی کہ ٹائیگر کی نہ صرف جان بچ گئی ہے بلکہ اسے ہوش بھی آ گیا ہے۔ ورنہ میں اسے جس کنڈیشن میں آپ کے پاس لایا تھا مجھے اس کے بچنے کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی"۔ ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر کے ہوش میں آنے کا سن کر اس کے

چہرے پر سکون اور مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ سب اللہ کا کرم ہے عمران صاحب۔ جس کا وقت پورا ہو چکا ہے وہ ہماری لاکھ کوششوں کے باوجود نہیں بچتا اور جس کی زندگی اللہ تعالیٰ کو مقصود ہوتی ہے وہ موت کے منہ سے بھی نکل آتا ہے"۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"بے شک۔ آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں۔ یہ واقعی ٹائیگر پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہو گیا ہے"۔ ــــــ عمران نے کہا۔

"لیجئے ٹائیگر آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"۔ ــــــ دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں"۔ ــــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی نحیف سی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بولتے نہیں دھاڑتے ہیں۔ اور تم جیسا ٹائیگر جو دھاڑتا ہی نہیں چیرنا پھاڑنا بھی جانتا ہے اس طرح ہسپتال میں پہنچ جائے یہ میرے لئے واقعی افسوس ناک بات ہے"۔ ــــــ عمران نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

"سوری باس۔ میں نادانستگی میں مار کھا گیا تھا۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور پھر وہ عمران کو ساری تفصیل بتاتا چلا گیا کہ اس نے دادا رستم کو کہاں دیکھا تھا اور اس کا تعاقب کرنے کے بعد اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

"اوہ۔ کیا تم مجھے اس ہلاک ہونے والے آدمی کا حلیہ بتا سکتے

ہو"۔ ــــــ ساری بات سن کر عمران نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ٹائیگر نے اس بندھے ہوئے ادھیڑ عمر کا حلیہ بتا دیا جسے اس نے کی ہول سے کرسی سے جکڑے ہوئے اور بری طرح سے اذیت برداشت کرتے دیکھا تھا۔ اس کا حلیہ سن کر عمران کے ہونٹ اور زیادہ بھینچ گئے۔

"ٹھیک ہے۔ تم آرام کرو۔ میں وقت نکال کر تمہاری عیادت کے لئے ضرور آؤں گا"۔ ــــــ عمران نے کہا اور اس نے فون آف کر دیا۔

"آخر وہی ہوا ہے جس کا مجھے خطرہ تھا"۔ ــــــ عمران نے پریشانی کے لہجے میں کہا۔

"کیا معاملہ ہے عمران صاحب۔ کیا بتایا ہے ٹائیگر نے اور اس کی باتیں سن کر آپ اس قدر پریشان کیوں ہو گئے ہیں"۔ ــــــ بلیک زیرو جو خاموشی سے عمران کو دیکھ رہا تھا اسے پریشان دیکھ کر رہ نہ سکا تو اس سے پوچھ بیٹھا۔

"ریگک دھات کے بارے میں جولیا کی بات سن کر میں چونکا تھا۔ یہ درست ہے کہ کلیومس گیس خاص طور پر ریگک کی تلاش کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور یہ دھات عام شہروں میں نہیں بلکہ برفانی پہاڑی علاقوں میں ملتی ہے۔ لیکن اس دھات کو ایک اور مقصد کے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس دھات کو پلاسٹائی سام میک اپ بنانے کے لئے آمیزے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی دھات سے بنائے

گئے میک اپ کے آمیزے کو ایک بار چہرے پر لگا لیا جائے تو بار بار میک اپ بدلنے کی نوبت نہیں آتی۔ وہ آمیزہ مستقل بنیادوں پر بھی کام کرتا ہے۔ صرف چند لوشن لگا کر اور چہرے کو تھپتھپا کر چہرے کو نئی شکل دی جاسکتی ہے۔ اور یہاں ایسے چند آدمی موجود ہیں جنہوں نے پلاسٹمائی سام میک اپ کر رکھا ہے"۔ ــــ عمران نے کہا۔ بلیک زیرو حیرانی سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر یک لخت وہ بھی اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کہیں جی اے ایٹ کے بارے میں تو بات نہیں کر رہے"۔ ــــ بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کلیوس گیس شہر میں اسی مقصد کے لئے پھیلائی جا رہی ہے کہ تا کہ اس گیس کی مدد سے ان افراد کو ٹریس کیا جاسکے جنہوں نے پلاسٹمائی میک اپ کر رکھا ہے اور وہ میک اپ جی اے ایٹ کا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"مگر ان کو کون ٹریس کر رہا ہے اور کیوں"۔ ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اب بھی نہیں سمجھے۔ ٹائیگر نے مجھے ہلاک ہونے والے جس آدمی کو حلیہ بتایا ہے وہ کسی اور کا نہیں ابوحسام کا ہے جی اے سکس"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس بری طرح سے اچھلا جیسے یکلخت اس کے پاؤں پر کسی زہریلے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ دادا رستم کے ٹارگٹ اور کوئی نہیں بلکہ

وہ گریٹ ایجنٹس ہیں جو دو ماہ قبل اسرائیل اور ایکریمیا سے فرار ہو کر یہاں آگئے تھے"۔ ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اور دادا رستم ان سے بی ایل ڈی فارمولے کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ ان ایجنٹس کو زہریلے انجکشن لگا رہا ہے۔ مگر افسوس وہ یہ نہیں جانتا کہ گریٹ ایجنٹس واقعی نام کے نہیں بلکہ حقیقت میں گریٹ ایجنٹس ہیں۔ وہ تکلیفیں اور اذیتیں تو برداشت کر سکتے ہیں مگر کسی بھی حالت میں ان کی زبانیں نہیں کھل سکتیں۔ دادا رستم یقیناً ابوحسام سے بی ایل ڈی فارمولے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوگا مگر ابوحسام جیسے گریٹ ایجنٹ نے ٹارگٹ کلر کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے ہوں گے۔ یہاں میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ان تمام گریٹ ایجنٹس نے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپا رکھے ہیں۔ اگر ابوحسام چاہتا تو زہریلا کیپسول چبا کر اپنی زندگی کا فوری طور پر خاتمہ کر سکتا تھا اور سائیکام زہر کی اذیت ناک موت سے بچ سکتا تھا لیکن ٹائیگر نے اسے باقاعدہ تڑپتے چیختے اور اس کے جسم کو پگھلتے دیکھا تھا جس کا مطلب ہے کہ ابوحسام نے مرتے دم تک اس زہریلے کیپسول کو نہیں چبایا تھا اور اس نے دادا رستم کے سامنے اس کی دی ہوئی خوفناک موت کو گلے لگا لیا تھا۔ اس جیسا انسان واقعی گریٹ نہیں تو اور کیا ہے"۔ ــــ عمران جذباتی لہجے میں کہتا چلا گیا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ ابوحسام واقعی ایسا

گریٹ ایجنٹ تھا جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہوگی''۔
زیرو نے کہا۔

''اب مجھے باقی سات ایجنٹوں کی فکر ہے۔ دادا رستم کلیومس
کی مدد سے واقعی ان سب کو ٹریس کرسکتا ہے۔ تم مجھے فون دو۔ میں
ایجنٹس سے بات کرتا ہوں اور انہیں کسی محفوظ مقام پر منتقل ہو
کہتا ہوں ورنہ وہ سب بھی دادا رستم کا شکار بن جائیں گے''۔ ع
نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر فون عمران کو دے دیا۔

عمران نے مختلف نمبر ملائے اور ایک جی اے سے بات کی۔
کے بعد دوسرے پھر تیسرے اور پھر چوتھے سے اس کی بات ہو
چند ہی لمحوں میں اسے معلوم ہوگیا کہ آٹھ میں سے چار ایجنٹس
بچے تھے اور باقی چار کا پچھلے دو چار روز سے کچھ پتہ نہیں تھا اور ا
آپس میں کسی طرح سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ
چار ایجنٹس تک یقیناً دادا رستم نے رسائی حاصل کر لی ہوگی اور دادا
کے ہاتھ آنے کے بعد ان ایجنٹس کا زندہ بچ جانا ناممکن تھا۔

دادا رستم اپنے پندرہ مسلح افراد کے ساتھ لاساما جنگل کی
رف بڑھا جا رہا تھا۔ فلیرے کے ہاتھوں میں ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر
ا جس کی سکرین روشن تھی اور سکرین پر آڑھی ترچھی لکیریں سی بنی
ئی تھیں جن میں ایک جگہ چار سرخ رنگ کے نقطے سے فلیش کر
ہے تھے۔

دادا رستم نے اپنی کار اور ساتھیوں کی کاریں اور جیپیں جنگل سے
باہر ہی روک لی تھیں اور وہ سب پیدل ہی جنگل میں بڑھے جا رہے
تھے۔

''ابھی وہ ہم سے کتنے دور ہیں''۔۔۔۔۔ دادا رستم نے فلیرے
سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کھنڈر اس جنگل کے وسط میں ہے باس اور ہم ابھی کھنڈر سے
افی فاصلے پر ہیں''۔۔۔۔۔ فلیرے نے کہا۔

"تمہارے اندازے کے مطابق ہم کتنی دیر میں اس کھنڈر تک
جائیں گے"۔ ——— دادا رستم نے کہا۔

"ہم جن ٹیڑھے میڑھے راستوں سے آگے بڑھ رہے ہیں
راستوں سے گزرتے ہوئے ہمیں کھنڈر تک پہنچنے میں دو سے تین
لگ سکتے ہیں باس"۔ ——— فلیرے نے کہا اور تین گھنٹوں کا سن
دادا رستم کا منہ بن گیا۔ جنگل خاصا گھنا تھا اور ہر طرف جھاڑیاں
جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہاں ایسے راستے نہیں تھے جن پر کاریں
جیپیں چل سکتیں۔ اس لئے انہیں مجبوراً اس جنگل میں پیدل ہی آگے
بڑھنا پڑ رہا تھا۔

مسلسل اور کافی دیر تک چلتے رہنے کے بعد ان سب پر تھکاوٹ
کے اثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ دادا رستم بھی مسلسل چل چل کر تھک
تھا۔ مگر وہ رکا نہیں مسلسل آگے بڑھتا رہا اس لئے اس کے ساتھیوں
بھی مجبوراً اس کے ساتھ چلنا پڑ رہا تھا۔ انہیں مسلسل چلتے ہوئے تقریباً
تین گھنٹے ہو چکے تھے مگر وہ مسلسل چلے جا رہے تھے۔ اچانک چلتے
دادا رستم بے اختیار ٹھٹھک گیا۔

"کیا ہوا باس۔ آپ رک کیوں گئے"۔ ——— دادا رستم کو
طرح ٹھٹھکتے دیکھ کر فلیرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دادا رستم
اشارے سے انہیں وہیں رکنے کو کہا اور خود آگے بڑھ گیا۔ وہ ادھر
اور سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ کسی خاص چیز کو تلاش
رہا ہو۔ پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا واپس ان کے پاس آ گیا۔

"یہاں خطرہ ہے۔ تم سب ادھر ادھر پھیل جاؤ اور احتیاط سے
آگے بڑھو"۔ ——— دادا رستم نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"خطرہ۔ مگر باس"۔ ——— فلیرے نے کہنا چاہا۔

"مجھے شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ ہم یہاں اکیلے نہیں
ہیں۔ یہاں اور افراد بھی موجود ہیں اور میری چھٹی حس مجھے بتا رہی ہے
کہ ہمیں یہاں ٹریپ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے"۔ ——— دادا
رستم نے کہا۔

"ٹریپ۔ اوہ مگر یہاں ہمیں کون ٹریپ کر سکتا ہے"۔ فلیرے
نے کہا۔

"یہ کام عمران اور اس کے ساتھی ہی کر سکتے ہیں۔ اب میری سمجھ
میں آ رہا ہے۔ ان چاروں فلسطینی ایجنٹوں کا ایک ساتھ اور اس جنگل
میں ہونے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ یہ سب عمران جیسے شاطر انسان کی
چال ہے۔ وہی ان چاروں فلسطینی ایجنٹوں کو یہاں لایا ہوگا تا کہ ان کا
چارہ بنا کر وہ ہمیں ٹریپ کر سکے۔ عمران کو یقیناً ہلاک ہونے والے چار
ایجنٹوں کا پتہ چل گیا ہوگا"۔ ——— دادا رستم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ تو آپ کا کیا خیال ہے ہمیں پیچھے ہٹ جانا چاہیے"۔
فلیرے نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ دادا رستم کے بڑھتے ہوئے قدم نہ کبھی رکے ہیں
اور نہ کبھی پیچھے ہٹے ہیں۔ تم سب پھیل جاؤ۔ اب میں اکیلا آگے

بڑھوں گا۔ میں جب تک ان چاروں ایجنٹوں تک نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ سمجھے تم"۔ ــــــ دادا رستم نے غرا کر کہا۔

"لل۔ لیکن باس"۔ ــــــ فلیرے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا۔

"جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ ہری اپ۔ جنگل میں ایک معمولی خرگوش بھی دکھائی دے تو اسے اڑا دینا"۔ ــــــ دادا رستم نے کہا تو مسلح افراد تیزی سے ادھر ادھر بھاگتے چلے گئے۔ لیکن فلیرے بدستور وہاں موجود تھا۔

"تم بھی جاؤ۔ تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو"۔ ــــــ دادا رستم نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ ــــــ فلیرے نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ایک طرف جانے لگا۔

"رکو"۔ ــــــ اچانک دادا رستم نے کہا تو فلیرے رک گیا اور پلٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"یس باس"۔ ــــــ فلیرے نے کہا۔

"وہ کھنڈر کس طرف ہے اور میں اس سے کتنے فاصلے پر ہوں"۔ دادا رستم نے کہا تو فلیرے سکرین پر دیکھنے لگا۔

"سامنے درختوں کا جھنڈ ہے باس۔ کھنڈر اس جھنڈ کی دوسری طرف ہے اور آپ سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر ہے"۔ فلیرے نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ جاؤ تم"۔ ــــــ دادا رستم نے کہا۔ اس نے سامنے درختوں کے جھنڈ کی طرف دیکھا اور جیب سے ایک ریوالور نما گن نکال لی۔ یہ گن ریوالور سے کہیں زیادہ پھولی ہوئی تھی اور اس کی نال عام ریوالور کی نال سے کہیں بڑی اور موٹی تھی۔ دادا رستم درختوں کی آڑ لیتا ہوا درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی اس نے چند قدم ہی آگے بڑھائے ہوں گے اچانک جنگل مشین گنوں کی تیز فائرنگ اور انسانوں کی دلخراش چیخوں سے گونج اٹھا۔ دادا رستم فائرنگ کی آواز سن کر فوراً ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا۔ دھماکوں کی آوازیں دائیں بائیں دونوں جانب سے آ رہی تھیں۔ جدھر اس کے مسلح ساتھی گئے تھے۔

"ہوں۔ تو میرا اندازہ ٹھیک تھا۔ یہاں ہمارے لئے باقاعدہ جال لگایا گیا ہے"۔ ــــــ دادا رستم نے غراتے ہوئے کہا۔ اچانک اسے کچھ فاصلے پر ایک درخت کے پیچھے آہٹ سی سنائی دی۔ دادا رستم نے چونک کر اس درخت کی طرف دیکھا اور گن کا رخ اس درخت کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ شک کی آواز کے ساتھ گن کی نال سے ایک لمبی سی گولی نکلی اور درخت کے تنے سے جا ٹکرائی۔ دوسرے لمحے ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور اس درخت کے پرخچے اڑتے نظر آئے لیکن کوئی چیخ سنائی نہ دی۔ دادا رستم درخت کی آڑ سے نکلا اور جھکے جھکے انداز میں بھاگتا ہوا اس تباہ شدہ درخت کی طرف بڑھنے لگا۔

اسی لمحے اسے ایک اور درخت کے پیچھے سے ٹھک کی آواز سنائی تو دادا رستم نے فوراً ایک درخت کی آڑ لیتے ہوئے اس دوسرے درخت کی طرف بھی فائر جھونک مارا۔ زبردست دھماکہ ہوا اور اس درخت کے بھی ٹکڑے بکھرتے چلے گئے۔ لیکن اس بار بھی کوئی چیخ سنائی نہ دی تھی۔ تیسری مرتبہ دادا رستم نے دائیں طرف ٹھک کی آواز سنی تو وہ زہریلے سانپ کی طرح پلٹ کر اس درخت کی طرف دیکھنے لگا۔

"کون ہے وہاں۔ سامنے آؤ۔ ورنہ"۔۔۔۔۔۔ دادا رستم نے اونچی آواز میں گرجدار لہجے میں کہا لیکن جواب میں اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ جنگل میں کچھ دور مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دادا رستم چند لمحے درخت کی آڑ میں چھپا اس درخت کو غور سے دیکھتا رہا جہاں اسے اس نے ٹھک کی آواز سنی تھی مگر اب اس طرف سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ دادا رستم جھکے جھکے انداز میں درخت کی آڑ سے نکلا اور اس درخت کی طرف دبے قدموں بڑھنے لگا۔ ابھی وہ درخت کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ اچانک اس کے گن والے ہاتھ پر پتھر گولی کی طرح آ کر ٹکرایا اور گن دادا رستم کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔ دادا رستم زخمی ناگ کی طرح پلٹا اور اس طرف دیکھنے لگا جس طرف سے پتھر مار کر اس کے ہاتھ سے گن گرائی گئی تھی۔ اسی لمحے اچانک ایک درخت کی آڑ سے ایک نوجوان نکل آیا۔ اس نوجوان کو دیکھ کر دادا رستم بے اختیار اچھل پڑا اور اس کا چہرہ نفرت اور غصے سے بگڑتا چلا گیا۔

عمران اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ لاساما جنگل کے وسط میں موجود تھا جہاں ایک پرانا کھنڈر تھا۔ عمران کو دادا رستم کے عزائم کا علم ہو چکا تھا جس نے چار گریٹ ایجنٹس کو ہلاک کر دیا تھا اور اب وہ شہر میں جگہ جگہ کلیوس گیس پھیلا کر باقی چار گریٹ ایجنٹس کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ عمران نے فوری طور پر ان باقی چار ایجنٹس کو لاماسا جنگل میں پہنچنے کی ہدایات دی تھیں اور اور خود بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔

گریٹ ایجنٹس جنگل میں پہنچ چکے تھے۔ عمران ان چاروں کو فوری طور پر اس کھنڈر میں لے آیا تھا اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کر کے کھنڈر کے ایک خفیہ تہہ خانے میں پہنچا دیا تھا۔ اس نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی لاساما جنگل میں آنے کے لئے کہا تھا۔ تقریباً چھ گھنٹوں بعد سیکرٹ سروس کے تمام ممبران جوزف اور جوانا سمیت وہاں پہنچ گئے۔ عمران نے ان سب کو مسلح ہو کر آنے کے لئے کہا

تھا اور وہ اسلحہ ساتھ لے آئے تھے۔ اب عمران ان سب کو بریف کر رہا
تھا تاکہ وہ صورتحال سے نپٹنے کے لئے تیار رہیں۔

"لیکن دادا رستم ان گریٹ ایجنٹس کو کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے
اور یہ گریٹ ایجنٹس ہیں کون"۔۔۔۔۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے
کہا۔

"یہ فلسطینی ایجنٹس ہیں جولیا۔ ان ایجنٹس نے کچھ عرصہ قبل
اسرائیل کی ایک بہت بڑی اور اہم دفاعی لیبارٹری کو اڑا دیا تھا۔
لیبارٹری کو اڑانے سے پہلے انہوں نے اسرائیل کا ایک اہم دفاعی
فارمولا بھی حاصل کر لیا تھا۔ وہ اس فارمولے کو لے کر جو کہ آٹھ
صفحات پر مشتمل تھا۔ اسرائیل کے گردونواح میں غائب ہوگئے اور پھر
وہ ایک خاص قسم کا میک اپ کر کے ایک ایک کرکے وہاں سے نکل
گئے۔ انہوں نے جو خاص میک اپ کیا تھا اسے پلاسٹمائی کہتے ہیں۔ یہ
خاص میک اپ انہوں نے میک اپ چیک کرنے والے کیمروں سے
بچنے کے لیے کیا تھا جو اسرائیل میں جگہ جگہ اور اہم مقامات پر لگے
ہوئے تھے۔ وہ چاہتے تو اس فارمولے کو لے کر فلسطین بھی جا سکتے تھے
اور فارمولے کو ضائع بھی کر سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اگر وہ
فارمولا فلسطین لے جاتے تو اس فارمولے کے حصول کے لئے اسرائیل
اپنی پوری طاقت سے فلسطین پر حملہ کر دیتا۔ ان ایجنٹوں کو معلوم تھا کہ
جلد یا بدیر اسرائیل کو اس بات کا علم ہوجائے گا کہ لیبارٹری کو تباہ کرنے
اور فارمولے کو چرانے والوں کا تعلق فلسطین سے ہے تو وہ پوری دنیا

میں ان کی تلاش میں اپنی ایجنسیوں کو متحرک کر دیں گے۔ اس لئے وہ
ایجنٹ اردگرد کے ممالک اور پھر مختلف ذرائع سے سفر کرتے ہوئے
ایکریمیا پہنچ گئے۔ ایکریمیا میں بھی انہوں نے مختلف ذرائع استعمال
کئے اور پاکیشیا پہنچ گئے۔ وہ بی ایل ڈی دفاعی فارمولا پاکیشیا کو دینا
چاہتے تھے کیونکہ مسلم ممالک میں پاکیشیا وہ واحد ملک ہے جس کے پاس
جدید سے جدید سائنس ٹیکنالوجی موجود ہے اور پاکیشیا اس فارمولے پر
کام کر کے ایک ایسا دفاعی سسٹم تیار کر سکتا تھا جس سے پاکیشیا سپر پاور
کے ایٹمی اسلحے سے پوری طرح سے محفوظ ہوسکتا تھا۔ فلسطینی ایجنٹس
جنہیں فلسطینی رہنماؤں نے گریٹ ایجنٹس کا نام دیا تھا ان کی خواہش
تھی کہ اس فارمولے پر جب بھی کام کیا جائے تو ایک دفاعی سسٹم
فلسطین کی حفاظت کے لئے بھی بنایا جائے۔ اس دفاعی سسٹم کو فلسطین
پہنچانا ان کی ذمہ داری تھی۔ پاکیشیا کو ایک بہت بڑے اور اہم دفاعی
سسٹم کا فارمولا مل گیا تھا اس لئے پاکیشیا نے فوری طور پر اس
فارمولے پر کام کرنے کا منصوبہ بنالیا اور فلسطینی گریٹ ایجنٹس سے بھی
اس بات کا وعدہ کر لیا گیا کہ ایک دفاعی سسٹم بنا کر وہ انہیں بھی دیں
گے تاکہ وہ اسے فلسطین لے جا کر اسرائیل کی شرانگیزیوں سے فلسطین
کو محفوظ رکھ سکیں۔ گریٹ ایجنٹس اس دفاعی سسٹم کو لے کر ہی واپس
فلسطین جانا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس سسٹم کی تیاری تک
پاکیشیا میں رکنے کا فیصلہ کر لیا۔

اسرائیلی اور ایکریمی ایجنسیاں جو ان کے پیچھے آسکتی تھیں ان

سے بچنے کے لئے وہ دارالحکومت کے مختلف علاقوں میں چلے گئے اور
انہوں نے یہاں عارضی کام کاج کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن وہ ایک
دوسرے کی خیر و عافیت جاننے کے لئے دن میں ایک بار ایک دوسرے
سے رابطے ضرور کرتے تھے۔ اسی طرح نہ صرف انہیں ایک دوسرے کی
خیر و عافیت کا پتہ چل جاتا بلکہ وہ فلسطین کی مکمل آزادی کے لئے بھی
صلاح و مشورہ کرتے رہتے تھے۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس
نے دادا رستم کا ٹائیگر سے تعاقب کرنے، دادا رستم کے ہاتھوں ٹائیگر
کے مار کھانے سے لے کر وہ تمام باتیں بھی بتا دیں کہ دادا رستم نے ان
گریٹ ایجنٹس تک پہنچنے کے لئے کون سے طریقے اختیار کئے تھے۔
پھر آخر میں وہ کہنے لگا۔

"دادا رستم جیسا خطرناک ٹارگٹ کلر کسی بھی وقت ان باقی چار
ایجنٹس تک پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے انہیں دادا رستم سے بچانے
کا پروگرام بنالیا لیکن ادھر دادا رستم کسی بھی طرح سے ٹریس نہیں ہو رہا
تھا اور نہ ہی ہمیں اس کا کوئی کلیو مل رہا تھا۔ اس لئے میں نے اسے
سامنے لانے کا پروگرام بنا لیا۔ دادا رستم ایک صورت میں ہی ہمارے
سامنے آ سکتا تھا کہ کسی طرح اسے ان چار ایجنٹس کا پتہ چل جائے۔
پلاسٹمائی میک اپ میں ریکٹ دھات کی موجودگی کا کلیوس گیس سے
پتہ چل سکتا تھا اور جس طرح دادا رستم یا اس کے ساتھی شہر کے مختلف
علاقوں میں کلیوس گیس پھیلا رہے تھے اس لئے میں ان چاروں گریٹ
ایجنٹس کو یہاں لے آیا۔ کلیوس گیس کی وجہ سے دادا رستم کو جلد ہی اس

بات کا علم ہو جائے گا کہ اس کے چار ٹارگٹ یہاں موجود ہیں اس لئے
وہ ان کو ہلاک کرنے یہاں ضرور آئے گا۔ میں جنگل میں دادا رستم کے
لئے ایک جال بچھانا چاہتا ہوں تاکہ دادا رستم کسی بھی طرح ان گریٹ
ایجنٹس تک نہ پہنچ سکے اور شکاری الٹا شکار ہو جائے"۔۔۔۔ عمران
نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"۔۔۔۔ صفدر نے بات سمجھ کر کہا۔

"ہاں۔ میں نے اسی لئے تم سب کو یہاں بلایا ہے۔ تم سب
جنگل میں پھیل جاؤ۔ دادا رستم جیسے ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس
جنگل میں آئے تم اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑنا۔ کوشش کرنا کہ تم میں
سے کسی کے ہاتھوں دادا رستم ہلاک نہ ہونے پائے"۔۔۔۔ عمران
نے کہا۔

"کیوں۔ تم دادا رستم کو کیوں بچانا چاہتے ہو"۔۔۔۔ تنویر نے
اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے ساتھ پنگ پانگ کھیلنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب بے اختیار ہنس
پڑے۔

"پلیز عمران صاحب۔ واقعی آپ دادا رستم کو کیوں زندہ رکھنا
چاہتے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"بتایا تو ہے۔ مجھے اس کے ساتھ پنگ پانگ کھیلنی ہے۔ اس
نے ٹائیگر کے ساتھ پنگ پانگ کھیلنے کی کوشش کی تھی لیکن دادا رستم نے

کچھ ایسے نئے شارٹس کھیلے تھے جنہیں ٹائیگر نہیں سمجھ سکا تھا اور اس سے نادانستگی میں مار کھا گیا تھا۔ میں دادا رستم کے وہ شارٹس خود بھی دیکھنا چاہتا ہوں"۔ ـــــ عمران نے کہا۔

"میں سمجھ گیا۔ عمران صاحب دادا رستم سے ٹائیگر کی شکست کا بدلہ لینا چاہتے ہیں"۔ ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹائیگر نے شکست نہیں کھائی تھی۔ وہ نادانستگی میں اس سے مار کھا گیا تھا۔ اب اگر وہ ہسپتال میں نہ ہوتا تو میں اسے ایک بار پھر دادا رستم کے سامنے لاتا پھر تم خود ہی دیکھ لیتے کہ ٹائیگر دادا رستم کا کیسا حشر کرتا ہے"۔ ـــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ اب ٹائیگر کے لئے اتنا بھی سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے جیسے موڈ میں رہو۔ اچھے لگتے ہو"۔ ـــــ جولیا نے کہا۔

"شکر ہے کسی بات پر تو میں تمہیں اچھا لگا۔ اب انشاء اللہ سب اچھا ہی ہوگا۔ کیوں تنویر"۔ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"مجھے کیا پتہ"۔ ـــــ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"حیرت ہے دنیا کا ہر بھائی بہنوں کے لئے اچھا ہی اچھا سوچتا ہے اور تم"۔ ـــــ عمران نے اس انداز میں کہا کہ ان سب کے بے اختیار قہقہے نکل گئے جبکہ تنویر اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

"دل تو چاہتا ہے کہ تمہیں ابھی اور اسی وقت گولی مار دوں۔

مگر"۔ ـــــ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"مگر۔ بہن کا۔ مم۔ میرا مطلب ہے کسی کی بہن کا سہاگ اجاڑنا تم اچھا نہیں سمجھتے۔ ہے نا"۔ ـــــ عمران نے اس انداز میں کہا کہ وہ سب ایک بار پھر ہنس دیئے تھے۔ کسی کا سہاگ کہنے پر تنویر بھی اس بار ہنس پڑا تھا۔

"اچھا۔ اب اپنے دانتوں کے چمکنے کا اشتہار بند کرو اور جنگل میں پھیل جاؤ۔ دادا رستم اپنے ساتھیوں کو لے کر کسی بھی وقت یہاں آ سکتا ہے"۔ ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا ہم سب جائیں"۔ ـــــ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"نہیں۔ خاور اور نعمانی کھنڈر کے پاس رہیں گے۔ صدیقی جنگل کے جنوبی کنارے کی طرف جائے گا۔ دادا رستم جب بھی آئے گا اس طرف سے آئے گا کیونکہ جنگل میں داخل ہونے کا آسان راستہ اسی طرف ہے۔ جیسے ہی دادا رستم آئے گا صدیقی ہمیں اطلاع دے دے گا۔ پھر تم سب اپنی پوزیشنیں سنبھال لینا"۔ ـــــ عمران نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ ان میں سے دادا رستم کون ہے۔ تم نے ہی تو کہا تھا کہ وہ میک اپ ماسٹر ہے نہ جانے وہ کس میک اپ میں ہو"۔ ـــــ جولیا نے کہا۔

"اس کی تم فکر مت کرو۔ وہ ذہین اور چالاک انسان ہے۔ وہ آسانی سے تم میں سے کسی کے قابو نہیں آئے گا۔ وہ ہر حال میں تمہاری

گولیوں کی بوچھاڑوں سے بچ کر ان ایجنٹس تک پہنچنے کی کوشش کرے گا اور اس طرف آتے ہی میں اسے سنبھال لوں گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"تم دادا رستم کو ضرورت سے زیادہ ہی اہمیت دے رہے ہو۔ اگر وہ اتنا ہی خطرناک فائٹر ہے تو مجھے اجازت دو اس کا مقابلہ میں کروں گا۔ چند لمحوں میں اسے چاروں شانے چت نہ کر دیا تو میرا نام تنویر نہیں"۔ تنویر نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ اگر تم اس کے مقابلے پر آ جاؤ تو وہ تمہارے سامنے زیادہ دیر اپنے قدموں پر نہیں ٹھہر سکے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھ پر طنز کر رہے ہو"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ حقیقت بتا رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا تو تنویر کے اعصاب نرم پڑ گئے۔ ورنہ وہ یہی سمجھا تھا کہ عمران نے یہ بات طنز کے طور پر اس سے کہی تھی۔

"باس آپ نے تو کہا تھا کہ دادا رستم کا شکار میں اور جوانا کریں گے"۔۔۔۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"ماسٹر۔ آپ دادا رستم کو مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں اس کا ایسا حشر کروں گا کہ اس کی گندی روح مرنے کے بعد صدیوں تک میرے نام سے تھرتھراتی رہے گی۔ آپ جانتے ہیں میری طاقت کے بارے میں۔

میں اگر کسی انسان کی کھوپڑی میں انگلی بھی مار دوں تو اس کھوپڑی میں سوراخ کر دیتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ تم دونوں کو آگے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دادا رستم نے میرے شاگرد ٹائیگر کو موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کی تھی۔ اس شاگرد کا بدلہ دادا رستم سے استاد لے گا۔ ہاں اگر میں اس کے مقابلے میں مارا گیا تو تم کو میری طرف سے کھلی اجازت ہوگی"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن ماسٹر"۔۔۔۔۔۔ جوانا نے کہنا چاہا۔

"نو آرگومنٹس۔ جو کہہ دیا سو کہہ دیا۔ اب جاؤ سب"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا خاموش ہو گیا اور پھر خاور اور نعمانی وہیں رک گئے اور باقی سب جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے خاور اور نعمانی کو کھنڈر کے اردگرد رہنے کی ہدایات دیں اور خود بھی جنگل کی طرف بڑھ گیا۔ درختوں کے جھنڈ کی دوسری طرف آ کر وہ ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس درخت کی ایک سیدھی ڈال پر یوں پیر پھیلا کر لیٹ گیا جیسے وہ یہاں آرام کرنے کے لئے آیا ہو۔ کافی دیر بعد اچانک اسے کلائی پر جھٹکے لگے تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے فوراً واچ ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا۔ ٹرانسمیٹر پر صدیقی کی کال آ رہی تھی۔

"یس۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن کھینچ کر اسے منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ جنگل کی طرف دو جیپیں اور دو کاریں آ رہی

ہیں ۔اوور''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''کتنے افراد ہیں۔اوور''۔۔۔۔۔عمران نے پوچھا۔

''لگ بھگ بیس افراد ہیں اور وہ مشین گنوں اور دوسرے اسلحے سے مسلح ہیں۔اوور''۔۔۔۔۔صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کہاں ہو۔اوور''۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

''میں جنوبی کنارے کے ایک اونچے درخت پر موجود ہوں۔ یہاں سے مجھے کاریں اور جیپیں صاف دکھائی دے رہی ہیں اور ان میں موجود مسلح افراد بھی نظر آرہے ہیں۔اوور''۔۔۔۔۔صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔تم فوراً وہاں سے ہٹ کر پیچھے آجاؤ۔ دادا رستم کو وہاں تمہاری موجودگی کا احساس نہیں ہونا چاہیے۔اوور''۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

'' میں جس درخت پر موجود ہوں دادا رستم اور اس کے ساتھی مجھے نہیں دیکھ سکتے۔اوور''۔۔۔۔۔صدیقی نے کہا۔

''دادا رستم کے سونگھنے کی حس بے حد تیز ہے صدیقی۔ وہ خطرے کی بو دور سے سونگھ لیتا ہے۔تم فوراً واپس اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ۔اوور''۔۔۔۔۔عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ جیسا آپ کا حکم۔اوور''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے صدیقی نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ پھر اس نے جولیا کو کال کر کے دادا رستم اور اس کے ساتھیوں کے آنے

کے بارے میں بتادیا۔

''دادا رستم اور اس کے ساتھی پیدل آگے آئیں گے اور یہاں تک پہنچتے پہنچتے انہیں تین گھنٹے لگ جائیں گے۔تب تک مجھے آرام کر لینا چاہیے''۔عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سچ مچ آنکھیں موند لیں۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد اچانک جنگل مشین گنوں کی فائرنگ سے گونج اٹھا تو عمران نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ریسٹ واچ پر وقت دیکھا اور پھر درخت سے چھلانگ لگا کر نیچے آ گیا۔فائرنگ کی آوازیں جنوب کی طرف سے آرہی تھیں۔عمران تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا۔کافی آگے جا کر اچانک اسے سامنے سے ایک لمبا تڑنگا آدمی آتا دکھائی دیا۔ اسے دیکھ کر عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا۔اس نے آنے والے کے ہاتھ میں ایک لمبی نال والی گن دیکھی تھی۔اس آدمی کی جسامت دیکھ کر عمران فوراً سمجھ گیا کہ آنے والا اور کوئی نہیں بلکہ دادا رستم ہی ہے۔ عمران نے درخت کے تنے کے پیچھے جھک کر سر باہر نکال کر دیکھا تو دادا رستم بڑے محتاط انداز میں اسے اس طرف آتا دکھائی دیا۔دادا رستم کے ہاتھ میں جو گن تھی اس کی ساخت دیکھ کر عمران کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ منی راکٹ گن ہے۔اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر نیچے ایک پتھر دیکھ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور پتھر اٹھالیا۔دوسرے لمحے اس نے وہ پتھر پوری قوت سے دادا رستم کے بائیں طرف ایک درخت کی جانب اچھال دیا۔پتھر درخت کے پیچھے گرا اور عمران نے دادا رستم کو چونک کر

بجلی کی سی تیزی سے ایک درخت کے پیچھے جاتے دیکھا۔ دوسرے لمحے درخت کی آڑ سے دادا رستم کا گن والا ہاتھ نکلا اور پھر عمران نے گن کی نال سے ایک شعلہ سا نکل کر اس درخت کی طرف لپکتے دیکھا جس کے عقب میں اس نے پتھر اچھالا تھا۔شعلہ درخت کے تنے پر پڑا اور جنگل ایک خوفناک اور زبردست دھماکے سے گونج اٹھا۔ درخت تنے سمیت غائب ہو گیا تھا اور اس کے ٹکڑے دور دور تک بکھر گئے تھے۔ چند لمحوں میں عمران نے دادا رستم کو درخت کی آڑ سے نکل کر تباہ شدہ درخت کی طرف جاتے دیکھا تو اس نے قریب پڑا ایک اور پتھر اٹھایا اور دادا رستم کے مخالف سمت پھینک دیا۔دادا رستم آواز سن کر زخمی ناگ کی طرح پلٹا اور اس نے ایک اور راکٹ فائر کر دیا۔ زبردست دھماکے سے دوسرے درخت کے بھی پرخچے اڑ گئے تھے۔عمران نے چند لمحے توقف کے بعد وہاں پڑا ہوا ایک اور پتھر اٹھایا اور کافی فاصلے پر پھینک دیا۔دادا رستم ایک درخت کی آڑ میں تھا۔ اس بار اس نے درخت پر راکٹ فائر نہیں کیا تھا۔عمران نے ایک اور بڑا پتھر اٹھا کر ہاتھ میں لے لیا۔

''کون ہے وہاں ۔ سامنے آؤ۔ ورنہ''۔ ـــــ اچانک عمران نے دادا رستم کی گرجتی ہوئی آواز سنی تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ جنگل میں سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ شاید دادا رستم کے ساتھیوں اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے درمیان ٹھن گئی تھی اور وہ ایک دوسرے پر زبردست فائرنگ کر رہے تھے۔

عمران کی نظریں اس درخت پر جمی ہوئی تھیں جس کے پیچھے دادا رستم موجود تھا۔ پھر اس نے دادا رستم کو جھکے جھکے اور محتاط انداز میں درخت کے پیچھے سے نکل کر اس طرف بڑھتے دیکھا جس طرف عمران نے تیسرا پتھر پھینکا تھا۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھا عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے پتھر نکل کر برق رفتاری سے دادا رستم کے گن والے ہاتھ سے جا ٹکرایا۔ دادا رستم کے ہاتھ سے گن نکل کر دور جا گری اور دادا رستم ایک بار پھر زخمی ناگ کی طرح پلٹا اور اس طرح دیکھنے لگا جہاں سے اس پر پتھر مارا گیا تھا۔عمران فوراً درخت کی آڑ سے نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔دادا رستم کی نظریں جیسے ہی عمران پر پڑیں اس کا چہرہ غصے اور نفرت سے بگڑتا چلا گیا۔شاید اس نے بھی عمران کو پہچان لیا تھا۔

''ہیلو۔ بزرگ محترم۔ کیا حال چال ہیں آپ کے''۔عمران نے اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''تم۔ ہونہہ۔ میں جانتا تھا یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے''۔ دادا رستم نے بھی اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں عمران کو دیکھ کر سرخی آ گئی تھی۔ چند ہی لمحوں میں وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ کر رک گئے۔

''ارے نہیں۔ بزرگ محترم۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ میں تو یہاں آپ کی عزت افزائی کے لئے آیا ہوں''۔ ـــــ عمران نے کہا۔

"عزت افزائی۔ ہونہہ۔ میں تمہارے بارے میں سب جانتا ہوں عمران۔ اور تم یہ مجھے بزرگ محترم کیوں کہہ رہے ہو۔ میں رستم ہوں۔ دادا رستم"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے غراتے ہوئے کہا۔

"آج کل کے بزرگوں کو اگر دادا جی کہا جائے تو وہ غصے سے گھورنے لگتے ہیں اور اگر انہیں بزرگ محترم کہہ کر پکارا جائے تو وہ مطمئن ہوجاتے ہیں۔ لیکن یہ کیا۔ آپ کیسے بزرگ ہیں۔ آپ کو بزرگ کہا ہے تو آپ نے اپنی آنکھیں سرخ کرلی ہیں۔ نا۔نا۔ یہ غلط بات ہے۔ قطعی غلط بات"۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم نے میرے راستے میں آکر بہت بڑی غلطی کی ہے عمران۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے ہوگا کہ میرے راستے سے ہٹ جاؤ"۔ دادا رستم نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ میں راستے میں کہاں ہوں۔ میں تو آپ کے سامنے ایک جنگل میں ہوں۔ راستے تو شاید سڑکوں اور گلیوں کو کہا جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہاری یہ قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبان ابھی خاموش ہوجائے گی۔ تم دادا رستم کی طاقت سے واقف نہیں ہو۔ مجھے جب غصہ آتا ہے تو میرے ذہن پر چھپکلی سوار ہوجاتی ہے اور جب میرے ذہن پر چھپکلی سوار ہوجائے تو قیامت آجاتی ہے"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"پھر تو وہ چھپکلی تمہارے دماغ میں انڈے بھی دیتی ہوگی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ابھی معلوم ہوجائے گا کہ چھپکلی انڈے دیتی ہے یا بچے۔۔ یہ بتاؤ وہ چار ایجنٹس کہاں ہیں جنہیں تم مجھ سے بچانے کے لئے یہاں لے آئے ہو"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے غراتے ہوئے کہا۔

"کون سے ایجنٹس۔ میں نے تو یہاں تمہارے یعنی اسرائیلی ایجنٹ کے سوا کسی اور ایجنٹ کو نہیں دیکھا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر دادا رستم بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ چند مخصوص افراد کے سوا اس کی دوہری شخصیت سے اور کوئی واقف نہیں ہے کہ دادا رستم ایکریمیا کے سینڈیکیٹ کا باس ہونے کے ساتھ ساتھ اسرائیلی ایجنٹ بھی ہے۔

"اوہ۔ لگتا ہے۔ میرے بارے میں تم بہت کچھ جانتے ہو"۔ دادا رستم نے غرا کر کہا۔

"بہت کچھ۔ ارے نہیں۔ میں یہ نہیں جانتا کہ تمہارے ذہن میں سوار چھپکلی نے تمہارے جسم کے کس کس حصے پر انڈے اور بچے دے رکھے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دادا رستم غرا کر رہ گیا۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ بتاؤ کہاں ہیں وہ ایجنٹس"۔ دادا رستم نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر تم یہاں کیا کر رہے ہو"۔۔۔۔۔ دادا رستم نے اسے گھور

کر کہا۔

"تم سے پنگ پانگ کھیلنے آیا ہوں"۔ ـــــ عمران نے بڑے
مطمئن ۔لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے الو سمجھتے ہو"۔ ـــــ دادا رستم
بری طرح سے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے دوسروں کے بارے میں کچھ سمجھنے کی۔ یہ
بات تم اپنے متعلق خود بہتر سمجھ سکتے ہو"۔ ـــــ عمران ۔نے کہا تو دادا
رستم کا غصہ جیسے اس کی برداشت سے باہر ہو گیا۔دوسرے ہی لمحے جیسے
بجلی سی چمکی ہو۔دادا رستم اچانک اس طرح حرکت میں آیا کہ عمران کی
پسلیوں میں زور دار ضرب لگا کر اس کے بائیں طرف جا کھڑا ہوا۔
عمران اس خوفناک ضرب سے اچھل کر دائیں طرف جا گرا۔اور پھر اس
سے پہلے کہ وہ اٹھتا دادا رستم نے اس کے سر پر ایک اور ضرب لگا دی۔
دادا رستم میں جیسے واقعی بجلیاں سی بھری ہوئی تھیں۔عمران کو واقعی اندازہ
نہ تھا کہ دادا رستم اس قدر چستی اور مہارت کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔

سر پر لگنے والی ضرب نے عمران کے ذہن میں جیسے چنگاریاں سی
بھر دی تھیں اور اچانک دادا رستم نے ایک بار پھر اچھل کر اس کے سینے
پر دونوں پیر مار دیئے اور عمران کا جیسے سانس رک گیا۔ وہ بری طرح
سے سر مارنے لگا۔دادا رستم نے کسی چھلاوے کی طرح اس پر حملے کئے
تھے اور وہ واقعی جیسے عمران پر چھا سا گیا تھا۔عمران نے سانس بحال کر
کے فوراً اپنے نچلے جسم کو اٹھا کر اوپر اچھالا۔اس طرح سینے پر دباؤ پڑنے

سے اس رکا ہوا سانس بحال ہو گیا۔اسی لمحے دادا رستم نے ایک بار پھر
اس کی پسلیوں پر بھرپور ضرب لگائی اور عمران رول ہوتا ہوا دور جا گرا۔
دادا رستم پر تو جیسے جنون اور وحشت سی سوار ہو گئی تھی ۔ اس نے عمران کو
زمین پر آتے دیکھ کر پھر چھلانگ لگائی اور فضا میں آتے ہی اس نے
اپنے گھٹنے موڑ لئے جیسے وہ عمران کی کمر پر گر کر گھٹنوں سے اس کی
ریڑھ کی ہڈی توڑ دینا چاہتا ہو۔لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے الٹی
قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا اور دادا رستم گھٹنوں کے بل ٹھیک اس جگہ
آ گرا جہاں ایک لمحہ قبل عمران موجود تھا۔

"بس اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ دادا رستم۔ میں تمہاری تکنیک
سمجھنے کے لئے تمہیں موقع دے رہا تھا۔تم نے اپنا پورا زور لگا لیا ہے"۔
عمران نے کہا ۔ اس کے لہجے میں غراہٹ تھی اور پھر جیسے ہی دادا رستم
اچھل کر کھڑا ہوا عمران نے اچھل کر یکلخت قلابازی کھائی۔ دادا رستم
اسے قلابازی کھاتے دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا تاکہ اسے ہوا
میں اچھلتے ہوئے زور دار انداز میں ٹانگیں مار کر دور اچھال دے لیکن
عمران کا قلابازی کھاتا ہوا جسم ایک لمحے کے لئے رکا اور وہ ہوا میں
تیزی سے کسی لٹو کی طرح گھوم گیا اور پھر دادا رستم کے حلق سے ایک
زور دار چیخ نکلی اور وہ اڑتا ہوا ایک درخت کے قریب جا گرا۔اسی لمحے
عمران نے سیدھا ہو کر ایک بار پھر اس کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اس
کی ٹانگیں پھیلیں جیسے وہ دادا رستم کو فلائنگ کک مارنا چاہتا ہو لیکن دادا
رستم نے اچانک کروٹ بدل لی اور ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو موڑ کر

دونوں ٹانگیں اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے اوپر آنے والے عمران کے پیٹ
میں ماردیں۔عمران کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ کسی گیند کی طرح
پلٹ کر نیچے جاگرا۔لیکن گرتے ہی وہ ایک بار پھر قلابازی کھا کر سیدھا
ہوا تو دادا رستم اس وقت تک اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اب وہ دونوں
ایک ساتھ ایک دوسرے پر جھپٹے۔عمران کا مکا دادا رستم کے پیٹ میں پڑا
ہی تھا کہ دادا رستم نے بھی ایک زوردار پنچ اس کی گردن پر ماردیا۔
دونوں جھٹکا کھا کر ایک لمحے کے لئے پیچھے ہٹے ۔ اسی لمحے دادا رستم
اچھلا اور اس نے اپنے جسم کو پلٹاتے ہوئے ایک نئے انداز میں اپنے
دونوں ہاتھ پھیلائے اور پھر اس کا ایک بھرپور مکا عمران کی عین ناک
پر پڑا۔ اس دوران عمران کا ہاتھ بھی حرکت میں آچکا تھا۔ اس کا ہاتھ
بھی پوری طرح گھوم کر ہتھوڑے کی طرح دادا رستم کے منہ پر پڑا۔
دونوں لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گئے ۔ دونوں کی ضربیں اس قدر زوردار تھیں
کہ دونوں کو بیک وقت یوں محسوس ہوا جیسے ان کے ناکوں کی ہڈیاں
ٹوٹ گئی ہوں۔ان دونوں کی ناکوں سے خون بہہ نکلا تھا۔

اسی لمحے دادا رستم ایک بار پھر اچھلا اور عمران تیزی سے دائیں
طرف ہو گیا لیکن دادا رستم نے فوراً اپنا جسم ہوا میں موڑا اور اس کی
لیفٹ کک عمران کے سینے پر پڑی اور عمران اچھل کر پشت کے بل
زمین پر آگرا۔دادا رستم عمران کو ضرب لگا کر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا
ہی تھا کہ عمران نے اچھل کر بالکل اسی کے انداز میں اس کے سینے پر
فلائنگ کک ماردی اور دادا رستم اچھل کر زمین پر گرا اور گرتے ہی تیزی

سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔عمران نے اچھل کر پھر اس پر حملہ کیا۔ لیکن دادا
رستم کے جسم میں تو جیسے بجلی بھری ہوئی تھی۔ اس نے عمران کے حملے کی
پوزیشن دیکھ کر اپنے جسم کو کمان کی طرح جھکایا اور اس نے سر کی ٹکر
عمران کے پہلو میں مارنے کی کوشش کی مگر عمران تیزی سے گھوم
گیا۔دادا رستم کا جسم بھی گھوم گیا تھا اور جیسے ہی اس کی کمر عمران کی
طرف ہوئی عمران نے اچھل کر اس کی کمر پر ٹانگ ماردی اور دادا رستم
منہ کے بل نیچے جاگرا۔عمران آگے بڑھا ہی تھا کہ دادا رستم نے الٹی
قلابازی کھائی اور اڑتا ہوا عمران کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے عقب
میں آگیا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس کی طرف مڑتا دادا رستم نے اس
کی کمر پر ہاتھ مار کر اسے آگے دھکیل دیا۔پھر دادا رستم نے عمران کی
ٹانگوں پر ٹانگ ماری دوسرے لمحے اس نے اپنے جسم کو اس انداز میں
گھمایا کہ عمران کی دونوں ٹانگیں اس کی ٹانگوں میں پھنس گئیں۔دادا رستم
نے اپنے جسم کو آگے جھکاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر عمران کے کاندھے
پکڑ لئے۔ پھر وہ حرکت میں آیا اور اس کے کاندھے عمران کے سر کے
پیچھے زمین سے لگ گئے اور اس کا جسم کمان کی طرح مڑ گیا اس طرح
عمران کا سارا جسم دوہرا ہو گیا تھا کیونکہ اس کی دونوں ٹانگیں دادا رستم
کی ٹانگوں میں پھنسی ہوئی تھیں ۔ اب دادا رستم کو صرف ایک زوردار
جھٹکا دینے کی دیر تھی اور عمران کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی اور وہ ہمیشہ
کے لئے معذور ہو جاتا ۔ پھر دادا رستم نے یک لخت اپنے جسم کو نیچے
جھکا کر اپنا داؤ مکمل کرنے کی کوشش کی مگر اچانک عمران جس کے دونوں

ہاتھ کھلے ہوئے تھے بجلی کی سی تیزی سے سمٹے اور کمان کی طرح مڑے ہوئے دادا رستم کے سینے کی دونوں سائیڈوں پر کراٹے کی دو خوفناک ضربیں لگیں تو دادا رستم کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور اس کا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔عمران جیسے یہی چاہتا تھا اس نے پوری قوت سے اپنے مڑے ہوئے جسم کو اوپر اچھال دیا اور دادا رستم اس کی ٹانگوں کے اوپر اٹھتا چلا گیا اور پھر منہ کے بل زمین پر جا گرا۔لیکن نیچے گرتے ہی دادا رستم نے ایک بار پھر قلابازی کھائی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس کے چہرے پر ہلکی سی تکلیف کے آثار ضرور نمایاں ہو گئے تھے۔لیکن وہ بہرحال ابھی تک پر اعتماد نظر آ رہا تھا۔

"بس۔اتنی سی ہمت تھی۔یہ ہے تمہارا لڑنے کا نرالا انداز"۔

عمران نے دادا رستم کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔ان دونوں کی ناکوں سے خون نکل کر ان کے چہروں پر آ رہا تھا اور دادا رستم بار بار ہاتھ سے خون صاف کر رہا تھا۔

"میں نے ابھی تم پر داؤ پیچ آزمائے ہی کہاں ہیں عمران۔اب دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں"۔ ــــــ دادا رستم نے غرا کر کہا اور پھر فقرہ ختم ہوتے ہی اس کا جسم حرکت میں آ گیا۔وہ دوڑتا ہوا عمران کی طرف بڑھا عمران فوراً ایک طرف ہو گیا۔دادا رستم اس کے دائیں پہلو سے گزر کر آگے نکل گیا۔عمران تیزی سے اس کی طرف مڑا اور شاید دادا رستم یہی چاہتا تھا۔جیسے ہی عمران اس کی طرف مڑا دادا رستم یکلخت جھکا اس نے اچھل کر دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور اس کی دونوں

ٹانگیں گھومتی ہوئی عمران کی گردن میں قینچی کی طرح فٹ ہو گئیں۔عمران نے اس کی ٹانگوں کی قینچی کھولنے کے لئے اس کی پنڈلیوں پر ہاتھ مارے مگر دادا رستم نے قینچی نہ کھولی۔دوسرے لمحے اس کا جسم اوپر اٹھا اور پھر اس کا جسم زور سے لہرایا اور وہ عمران کو لئے ہوئے پوری قوت سے نیچے آ گرا۔عمران نے ایک بار پھر اس کی پنڈلیوں پر زوردار ضرب لگائی۔ایک لمحے کے لئے دادا رستم کی گرفت اس کی گردن پر کم ہوئی تو عمران نے پلٹ کر دونوں ہاتھ زمین پر ٹکائے اور پھر اس کا جسم اوپر اٹھ کر دادا رستم کی طرف مڑتا چلا گیا۔جس سے دادا رستم کی ٹانگیں بری طرح سے مڑ گئی تھیں۔دادا رستم نے ہاتھ بڑھا کر عمران کو پکڑنے کی کوشش کی مگر عمران نے اپنے جسم کو اور زیادہ موڑ لیا جس سے دادا رستم کی ٹانگیں اور زیادہ مڑ گئیں اور اس کے حلق سے زوردار چیخیں نکل گئیں۔عمران نے جھٹکا مار کر اس کی ٹانگوں سے اپنی گردن چھڑائی اور پھر اچانک وہ ہوا میں اٹھ کر کسی لٹو کی طرح گھوما اور اس نے دائیں ہاتھ سے بازو پکڑ کر موڑا اور دوسرے لمحے اس کی کہنی جیسے دادا رستم کی گردن میں اترتی چلی گئی۔دادا رستم یکبارگی زور سے تڑپا۔اس نے ہاتھ مار کر عمران کو دوسری طرف گرانا چاہا مگر عمران نے اپنے جسم کو لہرا کر موڑا اور قلابازی کھانے والے انداز میں دادا رستم کے سر کی دوسری طرف آ گیا۔اس سے پہلے کہ دادا رستم اس کی طرف پلٹتا عمران کا بھرپور مکا اس کی گردن پر پڑا۔دادا رستم کا سر اوپر اٹھا ہی تھا کہ عمران نے جھپٹ کر اس کا سر پکڑ لیا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے

حرکت میں آئے اور دادا رستم کا سر اس زور سے زمین سے ٹکرایا کہ وہ اپنے حلق سے نکلنے والی چیخوں کو کسی طرح نہ روک سکا۔ عمران تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھپٹ کر دادا رستم کو گردن سے پکڑا اور اسے ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

پھر اچانک دادا رستم نے اس کے سینے پر مکے مارنے چاہے مگر اسی لمحے عمران اچھلا۔ اپنے جسم کو اچھالتے ہی اس نے خود کو گھما کر دادا رستم کا سر پکڑ لیا اور پوری قوت سے نیچے جھٹکا دیا تو دادا رستم کا سر اس کے دونوں ہاتھوں میں گھوم گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھا اور پھر اس نے دادا رستم کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر رکھ کر ایڑی گھما دی۔ دادا رستم کا جسم زور سے پھڑکا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔

"ہونہہ۔ بڑا فائٹر بنا پھرتا تھا"۔ ——عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے دادا رستم کو دیکھتا رہا پھر وہ جھکا اور دادا رستم کو چیک کرنے لگا کہ آیا وہ واقعی بے ہوش ہوا ہے یا مکر کر رہا ہے۔ پھر وہی ہوا جس کا عمران کو خدشہ تھا۔ جیسے ہی وہ دادا رستم پر جھکا اچانک دادا رستم کا ایک زوردار مکا عمران کے منہ پر پڑا اور عمران اچھل کر پیچھے جا گرا۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی ۔ دادا رستم کے فولادی مکے نے جیسے اس کے ناک کی ہڈی توڑ دی تھی اور عمران کو اپنی ناک سے خون بھل بھل کر نکلتا محسوس ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا اچانک دادا رستم اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں غصے سے انگاروں کی

طرح دہک رہی تھیں۔ اس نے فوراً جیب سے ایک چھوٹا اور عجیب سا پسٹل نکالا۔ یہ پسٹل محض اس کی ہتھیلی کے برابر تھا۔ اس پر ٹریگر کے بجائے بٹن سے لگے ہوئے تھے۔ دادا رستم نے پسٹل کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے اس کا ایک بٹن پریس کیا تو پسٹل کی باریک نال سے لیزر جیسی سرخ روشنی سی نکل کر عمران کے سینے سے ٹکرائی۔ دوسرے لمحے عمران کے حلق سے ایک دلدوز چیخ نکلی اور وہ یوں پھڑکنے لگا جیسے ذبح خانے میں کٹا ہوا بکرا تڑپتا ہے۔ عمران کا رنگ یکلخت سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ وہ چند لمحے بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتا رہا اور پھر یکلخت ساکت ہو گیا۔ اس کے ذہن کے تمام دریچے بند ہو گئے تھے اور ان بند دریچوں کے پیچھے اندھیرا تھا۔ انتہائی خوفناک اندھیرا۔

فلیرے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سیکرٹ سروس کے ممبران کا پوری فورس کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے پاس انتہائی جدید اسلحہ تھا۔ جنگل مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ اور بموں کے خوفناک اور زوردار دھماکوں سے لرز رہا تھا۔

فلیرے کے پاس مشین گن تھی اور وہ ایک درخت کی آڑ سے سامنے درختوں کی طرف مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔ ان درختوں کے پیچھے سے اسے یکے بعد دیگرے گولیاں چمک چمک کر نکلتی دکھائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس درخت کی آڑ میں صرف ایک آدمی ہی موجود ہو جو تیزی سے جگہ بدل بدل کر فائرنگ کر رہا ہو۔ فلیرے نے کچھ سوچ کر جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اس کا سیفٹی پن دانتوں سے کھینچ کر اس نے سامنے پھینکا اور تیزی سے درخت کی آڑ میں ہو گیا۔ اسی لمحے سامنے ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا مگر اس

دھماکے میں کوئی چیخ سنائی نہ دی۔ فلیرے کچھ سوچ کر زمین پر لیٹ گیا اور آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگا۔ پیچھے جھاڑیاں تھیں وہ کرالنگ کرتا ہوا ان جھاڑیوں میں آ گیا تھا۔ اس کی نظریں بدستور اس طرف جمی ہوئی تھیں جس طرف اس نے ہینڈ گرنیڈ پھینکا تھا۔ مگر اس طرف سے اب نہ فائرنگ ہو رہی تھی اور نہ ہی کوئی حرکت محسوس ہو رہی تھی۔ اب دو ہی باتیں ہو سکتی تھیں یا تو فائرنگ کرنے والا پیچھے ہٹ گیا تھا یا بم سے اس کے ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ فلیرے چند لمحے انتظار کرتا رہا پھر وہ دائیں طرف مڑا اور جھاڑیوں میں رینگنے لگا۔

وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر اس طرف جا رہا تھا جہاں اس نے ہینڈ گرنیڈ پھینکا تھا۔ ابھی وہ کچھ ہی آگے گیا ہوگا کہ اچانک اسے سامنے سے جھاڑیاں ہلتی نظر آئیں۔ فلیرے فوراً اپنی جگہ دبک گیا۔ اس نے جھاڑیوں کی آڑ سے سر اٹھایا تو اسے ایک آدمی جھکے جھکے انداز میں اٹھ کر جھاڑیوں سے نکلتا دکھائی دیا۔ یہ دیکھ کر فلیرے کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے فوراً مشین گن آگے کی اور اس آدمی کا نشانہ لے کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مگر مشین گن سے ٹرچ ٹرچ کی آواز سن کر وہ بوکھلا گیا۔ مشین گن سے شاید میگزین ختم ہو گیا تھا۔ فلیرے نے بوکھلا کر اپنے عقب میں ہاتھ مارا مگر اس کی بیلٹ میں اور کوئی میگزین نہیں تھا۔ فلیرے نے فوراً کروٹ بدلی اور جھاڑیوں میں رینگ گیا۔ سامنے سے آنے والا نوجوان مشین گن اٹھائے اسی طرف آ رہا تھا۔ فلیرے نے خود کو پیچھے ہٹاتے ہوئے اپنی جیکٹ میں ہاتھ ڈالا

اس میں بھی ایک ہی بم باقی تھا اس نے فوراً بم نکالا اور بم پر نظر پڑتے
ہی اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ وہ ہینڈ گرنیڈ نہیں بلکہ ایک
فلیش بم تھا۔ فلیرے نے اپنی باقی جیبیں چیک کیں مگر اس کے پاس
اور کوئی اسلحہ نہیں تھا۔ اس کا ایمونیشن والا تھیلا اس درخت کے قریب
رکھا تھا جہاں اس نے سامنے ہینڈ گرنیڈ پھینکا تھا۔ مگر اب وہ اس
درخت کی طرف نہیں جا سکتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ درخت کی طرف جاتا تو
وہ آسانی سے آنے والے کی نظروں میں آ جاتا۔

فلیرے فلیش بم ابھی استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ رینگتا ہوا
مزید گھنی جھاڑیوں میں ہو گیا۔ سامنے اوپن جگہ سے اسے وہ نوجوان
صاف دکھائی دے رہا تھا جو اس درخت کے قریب پہنچ چکا تھا جہاں اس
کا بیگ پڑا تھا۔ پھر نوجوان نے اس کا بیگ اٹھا لیا۔ جنگل میں فائرنگ
اور دھماکوں کی آوازیں بالکل ختم ہو چکی تھیں۔ اس نوجوان کے زندہ
رہنے کا مطلب تھا کہ اس کے سارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس
لئے فلیرے نے سوچا کہ اسے اس نوجوان پر فلیش بم استعمال کر لینا
چاہیے کیونکہ اس کے پاس اس کا ایمونیشن بیگ تھا۔ اس سے پہلے کہ
کوئی اور اس طرف آ جاتا وہ اس نوجوان سے اپنا بیگ واپس لینا چاہتا
تھا۔ چنانچہ فلیرے آواز پیدا کئے بغیر دائیں طرف ایک گڑھے کی طرف
بڑھا۔ گڑھا بھی جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ وقتی طور پر یہ گڑھا اس کے
لئے محفوظ پناہ گاہ ثابت ہو سکتا تھا۔

فلیرے نے سوچا کہ وہ اس فلیش بم کو گڑھے میں جا کر باہر

پھینکے گا کیونکہ فلیش بم کے پھٹنے سے ہر طرف تیز اور چکا چوند روشنی
پھیل جاتی تھی جس کی زد میں آنے والا ہر جاندار ایک لمحے میں بے
حس و حرکت ہو جاتا تھا۔ اس بم سے بے ہوشی تو طاری نہیں ہوتی تھی
مگر جیسے ہی فلیش بم بلاسٹ ہوگا اس کی زد میں آنے والا انسانی جسم
مکمل طور پر مفلوج ہو جاتا تھا اور فلیرے خود کو اس فلیش سے بچانا چاہتا
تھا۔

گڑھے میں آتے ہی فلیرے نے اپنے جسم کو جھاڑیوں میں
چھپایا اور بم کا بٹن پریس کرنے ہی لگا تھا کہ اسے ہر طرف سے
دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو فلیرے کا ہاتھ جہاں تھا وہیں
رک گیا۔ دوڑتے قدموں کی آوازوں کے ساتھ مختلف جانوروں کی
آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں جو مصنوعی تھیں۔ ان آوازوں کو سنتے
ہی فلیرے سمجھ گیا کہ یہ آوازیں سیکرٹ سروس کے ممبران نکال رہے
ہیں۔

”اوہ۔ چوہان۔ تم یہاں ہو۔“ ——— فلیرے نے اچانک ایک
لڑکی کی آواز سنی۔

”جی ہاں مس جولیا۔ میں ان درختوں کے پیچھے تھا۔ کیا تمام مجرم
ہلاک ہو گئے۔“ ——— چوہان نامی نوجوان کی آواز سنائی۔

”ہاں۔ ہم نے سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تم بتاؤ۔ میں نے اس
طرف سے بھی فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنی تھیں۔“ ——— جولیا
کی آواز آئی۔

"جی ہاں۔ اس طرف دو تین مسلح افراد تھے۔ ان میں سے دو کو تو میں نے ہلاک کر دیا تھا۔ مگر ان میں سے ایک مسلسل میرے مقابلے پر ڈٹا ہوا تھا۔ پھر اس نے اچانک میری طرف ایک ہینڈ گرنیڈ پھینک دیا تھا۔ میں نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ کر ایک بڑے درخت کے پیچھے پناہ لے لی تھی جس سے میں اس بم کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا۔" چوہان کی آواز آئی۔

"اوہ۔ پھر تم نے اس تیسرے کا کیا کیا۔" ——— جولیا نے کہا۔

"میں کافی دیر سے دیکھ رہا تھا۔ مگر اس طرف سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی تب میں اٹھ کر یہاں آ گیا۔ وہ شاید بم پھینک کر دوسری طرف بھاگ گیا تھا۔" ——— چوہان نے کہا تو فلیرے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اچھی طرح سے دیکھنا تھا۔ وہ یہیں کہیں ہوسکتا ہے۔" ——— ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ میں اسی لئے ان جھاڑیوں کی طرف جا رہا تھا کہ آپ سب آ گئے۔" ——— چوہان کی آواز سنائی دی۔

"آؤ۔ ان جھاڑیوں میں دیکھتے ہیں۔ اگر وہ یہاں ہوا تو ہمارے ہاتھوں سے نہیں بچ سکے گا۔ ان جھاڑیوں میں اسے تلاش کرنا ہمارے لئے مشکل نہیں ہوگا۔" ——— ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"احتیاط سے اس کے پاس اسلحہ ہے۔ وہ ہم پر حملہ بھی کر سکتا ہے۔" ——— ایک اور لڑکی کی آواز سنائی دی۔ فلیرے نے اپنا سر نیچے

کر رکھا تھا۔ اسے وہ آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ ان کا اطمینان بتا رہا تھا جیسے نہ صرف وہ سب زندہ ہوں بلکہ ان میں کوئی زخمی بھی نہ ہوا ہو۔ کیونکہ ان میں سے کسی کی آواز میں تکلیف یا کراہنے کا عنصر شامل نہیں تھا۔ فلیرے کے پاس اب فلیش بم استعمال کرنے کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ ان کی تعداد بھی نہیں جانتا تھا۔ یہ تو طے تھا کہ وہ سب مسلح تھے اگر وہ آگے آ جاتے تو فلیرے کا واقعی ان کی نظروں سے چھپا رہنا ناممکن ہو جاتا۔ چنانچہ فلیرے نے فلیش بم کا ایک بٹن پریس کیا۔ فوراً بم پر سرخ رنگ کا ایک بلب جل اٹھا۔ فلیرے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بم کا دوسرا بٹن پریس کیا اور پھر اس نے بم پوری قوت سے اس طرف اچھال دیا جس طرف سے اسے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"اوہ۔ بم۔ لیٹ جاؤ۔ فوراً لیٹ جاؤ۔" ——— اچانک فلیرے نے جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنی۔ اسی لمحے کڑکڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی جیسے بجلی کڑکتی ہے اور پھر ہر طرف تیز روشنی سی پھیل گئی۔ فلیرے نے فوراً کانوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کرتے ہوئے اپنا سر اور زیادہ نیچے کرتے ہوئے زمین سے لگا دیا تھا۔ چند لمحے وہ اسی طرح پڑا رہا۔ پھر اس نے کانوں سے ہاتھ ہٹائے۔ باہر ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ فلیرے چند لمحے سن گن لیتا رہا۔ مگر وہاں کوئی آہٹ نہیں تھی۔ فلیرے نے دھڑکتے دل سے سر اٹھایا اور گڑھے سے سر باہر نکال لیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے وہاں کوئی دکھائی نہیں دیا۔

"لگتا ہے۔ وہ سب فلیش بم کا شکار ہو گئے ہیں۔" ——— فلیرے نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اسے اپنے قریب ایک پتھر پڑا دکھائی دیا۔ پتھر زیادہ بڑا نہیں تھا مگر فلیرے کے استعمال کے لئے کافی تھا۔ اس نے پتھر اٹھایا اور اسے پوری قوت سے اس طرف پھینک دیا جس طرف اس نے فلیش بم پھینکا تھا۔ ٹھک کی آواز سُنائی دی۔ پتھر شاید کسی درخت کے تنے سے ٹکرایا تھا۔ اس آواز کے باوجود وہاں کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو فلیرے نے مزید سر اٹھا کر دیکھا۔ سامنے جھاڑیوں کے پاس اسے ایک نوجوان گرا دکھائی دیا۔ فلیرے دھیرے سے اٹھا اور پھر اس نے وہاں دس بارہ افراد کو گرے دیکھا۔ جن میں تین لڑکیاں اور باقی مرد تھے۔ یہ دیکھ کر فلیرے کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک آ گئی۔ وہ گڑھے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک مرد کے قریب آ گیا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں مگر اس کے جسم میں معمولی سی حرکت بھی نہ تھی۔ فلیرے نے لپک کر اس کی گری ہوئی مشین گن اٹھالی۔

"تو یہ سب کے سب فلیش بم کی زد میں آ گئے ہیں۔ گڈ۔ ویری گڈ۔" ——— فلیرے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ فلیرے جانتا تھا کہ فلیش بم کی مار تقریباً تین سو فٹ کے لگ بھگ تھی۔ تین سو فٹ کے دائرے میں موجود جاندار اس بم کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔ اگر فلیرے کی بھی آنکھیں اور کان کھلے رہتے تو وہ بھی اس بم کا شکار بن سکتا تھا مگر اس نے بر وقت کانوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں موند

لی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس فلیش بم کے اثرات سے قطعی طور پر محفوظ رہ گیا تھا اور اب سیکرٹ سروس کے ممبران اس کے سامنے بے حس و حرکت پڑے تھے۔

"انہوں نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے اور یہ میرے اور باس کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے مجھے اسی حال میں سب کو یہیں ہلاک کر دینا چاہیے۔" ——— فلیرے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین گن کا برسٹ مارنے کے لئے اس کا رخ ان کی طرف کیا ہی تھا کہ اچانک اسے ایک نوجوان کے بیگ سے آدھا باہر نکلا ہوا ایک بڑا سا پیکٹ دکھائی دیا۔ اس پیکٹ کو دیکھ کر فلیرے تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ ڈبہ ایک ٹائم بم تھا۔ جو نہ جانے وہ کس مقصد کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے۔ فلیرے نے فوراً ٹائم بم نکالا اور اسے چیک کرنے لگا۔ پھر اس نے ٹائم بم ایک جگہ رکھا اور ایک نوجوان کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے نوجوان کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹتا ہوا دوسرے نوجوان کے پاس لا کر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ ایک سیاہ فام حبشی کی طرف بڑھ گیا۔

اس کی ٹانگ پکڑ کر وہ اسے گھسیٹنے لگا وہ خاصا بھاری تھا مگر فلیرے اسے بھی جیسے تیسے گھسیٹتا ہوا ان دو کے پاس لے آیا۔ اسی طرح باری باری وہ ان سب کو کھینچ کر ایک جگہ جمع کرتا چلا گیا۔ اس کام میں اسے بمشکل دس بارہ منٹ ہی لگے تھے۔ سب کو ایک جگہ اکٹھا کر کے اس نے ٹائم بم اٹھایا اور اسے آن کر کے اس پر ٹائم فکس کرنے لگا۔

اس نے بم پر دس منٹ کا ٹائم سیٹ کیا اور اسے آن کر کے اس نے
بم اس بھاری بھرکم حبشی کے قریب رکھ دیا۔

''صرف دس منٹ۔ دس منٹوں کے بعد ان سب کے چیتھڑے
اڑ جائیں گے۔ میں نے تم پر جس فلیش بم کا اٹیک کیا تھا اس بم کے
فلیش کا اثر دو گھنٹوں تک رہتا ہے۔ دو گھنٹوں سے پہلے تم میں سے کسی
کا جسم حرکت نہیں کر سکے گا اور دو گھنٹے ہونے میں ابھی بہت دیر ہے۔
میں نے ٹائم بم آن کر دیا ہے۔ صرف دس منٹ ہیں تمہاری زندگیوں
کے اور ان دس منٹوں میں تم کچھ بھی نہیں کرسکو گے۔ یہ ڈی ایس ٹائم
بم ہے جو ایک بار آن ہوجائے تو اسے کسی بھی طرح آف نہیں کیا
جاسکتا۔ تمہارا لایا ہوا بم تمہاری موت کا سبب بننے والا ہے جس سے تم
بچ نہیں سکو گے۔'' ـــــ فلیرے نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ
سب اس کی باتیں بخوبی سن رہے تھے مگر ان کے جسموں میں معمولی سی
بھی حرکت نہیں تھی۔ فلیرے نے ایک زور دار اور فاتحانہ قہقہہ لگایا پھر
اس نے وہاں سے اپنا بیگ اٹھایا اور ایک طرف چل پڑا۔

ابھی وہ تھوڑی دور ہی گیا ہو گا کہ اچانک اس کی جیب سے ٹوں
ٹوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ فلیرے نے فوراً جیب سے ایک مخصوص
ساخت کا جدید ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا تو
دوسری طرف سے اسے تیز آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ فلیرے۔ کہاں ہو تم۔ اوور۔'' ـــــ آواز سن کر
فلیرے کی آنکھوں میں اور زیادہ چمک آ گئی۔ کیونکہ یہ آواز اس کے

باس دادا رستم کی تھی۔

''یس باس۔ فلیرے اٹنڈنگ یو۔ اوور۔'' ـــــ فلیرے نے
ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے اسے منہ کے قریب لا کر کہا۔

''فلیرے کہاں ہو تم۔ اوور۔'' ـــــ دوسری طرف سے دادا رستم
نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں جنگل کے جنوب کی طرف ہوں باس۔ حکم۔ اوور۔''
فلیرے نے کہا۔

''میں ان کھنڈروں تک پہنچ گیا ہوں۔ کھنڈر میں کوئی نہیں ہے۔
شاید وہ لوگ کھنڈر کے کسی تہہ خانے میں چھپے ہوئے ہیں۔ تم فوراً سیکٹی
پرام ویژن مشین لے کر یہاں آ جاؤ۔ مجھے ان چاروں کو ہر صورت میں
تہہ خانے سے نکالنا ہے۔ اوور۔'' ـــــ دوسری طرف سے دادا رستم
نے کہا۔

''اوہ یس باس۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور۔'' ـــــ فلیرے نے
جلدی سے کہا۔

''او کے۔ جلدی آؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ اوور۔'' دوسری
طرف سے دادا رستم نے کہا۔

''او کے باس۔ اوور۔'' ـــــ فلیرے نے کہا۔

''او کے۔ اوور اینڈ آل۔'' ـــــ دوسری طرف سے دادا رستم
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ فلیرے نے بھی اپنا
ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے کھنڈرات کی طرف چل پڑا

لیکن ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ اچانک جنگل میں ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور فلیرے کو اپنے پیروں کے نیچے سے زمین ہلتی محسوس ہوئی۔

"اوہ یہ تو اسی ٹائم بم کا دھماکہ ہے جسے میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس سیٹ کیا تھا۔ اس بم کے ساتھ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم ہو گئی۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ ہا۔ ہاہا"۔۔۔۔ فلیرے نے کہا اور پھر وہ فرط مسرت سے قہقہے لگانے لگا۔ دھماکے کی بازگشت دور دور تک سنائی دی تھی۔ درختوں پر بیٹھے پرندے شور مچاتے ہوئے اڑ گئے تھے اور جنگل کے جانور بھی اس خوفناک دھماکے کی آواز سن کر خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گئے تھے۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس طرح دھماکے سے اڑانے کے خیال سے فلیرے کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں فتح و کامرانی سے جگمگا رہی تھیں۔

عمران نے ایک زوردار جھرجھری لی اور یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس کے منہ سے بے اختیار سسکاریاں سی نکلنے لگیں۔ اسے اپنے سارے جسم میں تیز مرچیں سی بھری ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ اس نے سر اٹھایا اور اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ اس کا ہاتھ سیاہی مائل ہو رہا تھا۔

عمران کو اپنے سارے جسم میں سوئیوں کی چبھن محسوس ہو رہی تھی اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے جسم کا رواں رواں چیر رہا ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے روشنی تو تھی مگر اس کے شعور میں ابھی بھی جیسے دھند بھری ہوئی تھی۔ اس نے زور زور سے سر جھٹکا تو اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند ختم ہو گئی۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا۔ اس کا لاشعور، شعور میں آ گیا تھا۔ اس نے دیکھا وہ جنگل میں اسی جگہ پڑا ہوا تھا جہاں اس کا دادا رستم سے مقابلہ ہوا تھا اور پھر اسے

گزرے ہوئے واقعات یاد آئے کہ دادا رستم گر کر یوں ساکت ہو گیا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو گیا ہو۔ عمران اسے چیک کرنے کے لئے جیسے ہی اس پر جھکا دادا رستم نے زور دار مکا اس کی ناک پر دے مارا تھا جس سے عمران الٹ کر گر پڑا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کو ایک تیز چمک سی محسوس ہوئی تھی اور اسے یوں لگا تھا جیسے اس کے سارے جسم میں بجلیاں سی بھر گئی ہوں۔ جنہوں نے نہ صرف اس کے جسم کو ایک لمحے میں جلا دیا تھا بلکہ اس کے ذہن سے بھی زندگی کے تمام احساسات فنا کر دیئے تھے۔ مگر اس کے باوجود وہ اب ہوش میں تھا۔ اس کے جسم کی ساری جلد سیاہ ہو رہی تھی مگر اسے اپنے جسم کا کوئی حصہ جلا ہوا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عمران نے جو سرخ چمک دیکھی تھی وہ ایک ریز لائٹ کی دھار تھی جو اس نے اپنے سینے کی طرف آتے دیکھی تھی۔ عمران کا ہاتھ بے اختیار سینے کی طرف اٹھ گیا تھا۔ عمران نے اپنی کلائی سامنے کی تو اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اس کی قمیض کے کف میں موجود سٹڈ کا رنگ براؤن تھا۔ اس نے دوسری کلائی دیکھی تو دوسرے سٹڈ کا رنگ سفید تھا۔ یہ دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ دادا رستم نے مجھ پر ریڈ فائر ریز پھینکی تھی۔"۔۔۔۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر دادا رستم اسے کہیں دکھائی نہ دیا۔ وہ شاید اس پر ریڈ فائر ریز پھینک کر وہاں سے نکل گیا تھا۔ عمران وہیں سجدے میں گر گیا۔

"اے میرے پروردگار۔ میں تیرا شکر گزار ہوں۔ بے شک تیری رحمت بہت وسیع ہے۔ آج تو نے مجھے حقیقتاً ایک خوفناک اور یقینی موت سے بچا لیا ہے۔ بے شک زندگی اور موت تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو واقعی رحیم و کریم ہے۔ دادا رستم نے مجھ پر جو ریڈ فائر ریز پھینکی تھی اگر وہ میرے جسم کے کسی بھی حصے پر پڑ جاتی تو میں ایک لمحے میں جل کر کوئلہ بن جاتا۔ مگر اے رحیم کریم۔ تیرے کرم اور تیری رحمت سے میں بچ گیا۔ میرا ہاتھ بے اختیار سینے کی طرف اٹھ گیا تھا۔

دادا رستم کی ریڈ ریز میری قمیض کے کف میں موجود سٹڈ سے ٹکرائی تھی۔ جس سے میرے جسم میں زبردست شاکس تو لگے تھے اور مجھے اپنے جسم میں آگ سی بھڑکتی ہوئی بھی محسوس ہوئی تھی مگر اس کا ڈائریکٹ اثر مجھ پر نہ ہوا تھا۔ اے رحم و کریم ذات باری تعالیٰ۔ اگر میرا ہاتھ سینے کی طرف نہ آتا تو میں یقیناً ایک خوفناک موت کا شکار ہو گیا ہوتا۔ میں تیری عظیم ذات پاک کا جتنا بھی شکر ادا کروں وہ کم ہے۔ بے حد کم۔" عمران سجدے میں گرا خشوع و خضوع سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ دادا رستم نے اس پر جو ریز فائر کی تھی وہ اس کے سٹڈ سے ٹکرائی تھی۔ اگر وہ ریز ڈائریکٹ عمران کو چھو جاتی تو وہ ایک لمحے میں جل کر خاکستر ہو جاتا۔ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کا اس پر خاص کرم ہوا تھا ورنہ ریڈ فائر ریز سے عمران کی ہولناک موت یقینی تھی۔ عمران چند لمحے اسی طرح پڑا خشوع و خضوع سے اللہ کا شکر ادا کرتا رہا پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ یہ آنسو

شکرانے کے آنسو تھے۔ اس نئی زندگی کے شکرانے کے آنسو جو اسے
اللہ کے کرم سے دوبارہ ملی تھی۔ شکرانے کے طور پر آنکھوں سے نکلنے
والے یہ آنسو، آنسو نہیں بلکہ وہ نایاب موتی تھے جو ساری کائنات کو
جگمگا دیتے ہیں اور اللہ عزوجل کے نزدیک یہ آنسو ایسا نور پیدا کرتے
ہیں جن سے انسان کے کبیرہ اور صغیرہ تمام گناہ بھی دھل کر صاف ہو
جاتے ہیں۔

عمران کو واقعی یوں لگ رہا تھا جیسے اسے نئی زندگی مل گئی ہو اور
شکرانے کے آنسوؤں سے اس کی روح میں زندگی کی نئی تازگی بھر گئی
ہو اور وہ نیا انسان بن کر پھر سے اٹھ کھڑا ہوا ہو۔ اسی لمحے دور جنگل
میں ایک ہولناک دھماکہ ہوا جس کی بازگشت سے سارا جنگل لرز اٹھا
تھا۔ جنگل کے جانور چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور
درختوں پر بیٹھے پرندے شور مچاتے ہوئے ادھر ادھر اڑ گئے تھے۔

”یہ دھماکہ۔ اوہ یہ دھماکہ تو کلارٹ ٹائم بم کا ہے۔ جنگل میں
اس دھماکے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔“ ـــــ عمران کے منہ سے بے
اختیار نکلا۔ وہ تیزی سے اس طرف چل پڑا جس طرف سے اسے
دھماکے کی آواز سنائی دی تھی۔ مگر پھر وہ یکلخت ٹھٹھک گیا۔

”اوہ۔ اس دھماکے کو تو بعد میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ مجھے پہلے
ان کھنڈروں کی طرف جانا چاہیے جہاں میں نے گریٹ ایجنٹس کو چھپا
رکھا ہے۔ دادا رستم اگر ان تک پہنچ گیا تو سارا مسئلہ گڑبڑ ہو جائے گا۔
ویسے تو عمران نے ان ایجنٹس کو جس کھنڈر کے تہہ خانے میں رکھا ہوا

تھا۔ وہاں اس نے جدید مشینی سائنسی حفاظتی نظام سیٹ کر رکھا تھا۔ تہہ
خانے میں جانے کا ایک ہی راستہ تھا اور وہ راستہ صرف اندر سے ہی
کھولا جا سکتا تھا۔ عمران نے ان ایجنٹس سے کہا تھا کہ جب تک وہ خود
اس سے بات نہ کرے اور وہ انہیں اپنا مخصوص پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ
نہ بتائے وہ کسی بھی صورت میں تہہ خانے کا راستہ نہ کھولیں۔

دادا رستم اگر کھنڈروں تک پہنچ بھی جاتا تو وہ اس تہہ خانے میں
نہیں جا سکتا تھا جہاں فلسطینی ایجنٹس تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عمران ان کو
وہاں پہنچا کر اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر جنگل کے وسط میں آ گیا تھا
تاکہ دادا رستم اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں تو وہ ان کا راستہ روک
سکیں۔

ان کھنڈروں کے اردگرد عمران نے ایسی ریز پھیلا رکھی تھیں کہ
ان کھنڈروں میں کسی قسم کا کوئی دھماکہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اگر بفرض
محال دادا رستم وہاں پہنچ بھی جاتا اور اسے تہہ خانے کا علم بھی ہو جاتا تو
وہ کسی بھی دھماکہ خیز مواد سے وہاں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ گو
عمران نے ان کھنڈروں میں فلسطینی ایجنٹوں کی حفاظت کا فول پروف
بندوبست کر رکھا تھا لیکن اس کے باوجود عمران دادا رستم کو کوئی موقع نہیں
دینا چاہتا تھا۔ دادا رستم نے آخری لمحات میں اس پر جس ریڈ فائر گن
سے فائر کیا تھا اس کے خیال سے ہی عمران کی روح کانپ رہی تھی
کیونکہ عمران نے وہاں جو ریز پھیلا رکھی تھیں وہ اس ریڈ فائر کا راستہ
نہیں روک سکتی تھیں۔ اور کچھ نہیں تو دادا رستم اس ریز گن سے کھنڈر کو

منہدم ضرور کر سکتا تھا۔ اگر وہ مسلسل ان کھنڈروں میں ریڈ فائر ریز کرنا شروع کر دیتا تو کھنڈر کی دیواریں اور چھتیں ٹوٹ کر گر سکتی تھیں۔ جن سے ان ایجنٹوں کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ اس لئے عمران جلد سے جلد ان کھنڈروں میں جا کر دادا رستم کو اس کے خطرناک ارادوں سے باز رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ رکے بغیر نہایت تیزی رفتاری سے بھاگا جا رہا تھا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک اس کے واچ ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ عمران کی کلائی پر ضربیں سی لگ رہی تھیں۔ اس نے بھاگتے بھاگتے ریسٹ واچ دیکھی اور پھر وہ فوراً رک گیا۔ ریسٹ واچ کی دو سوئیاں چمک رہی تھیں۔

"اوہ۔ جی اے ون۔ یہ تو جی اے ون کی کال ہے۔" عمران نے رکتے ہوئے کہا۔ اس نے اس جیسی ایک ریسٹ واچ فلسطینی ایجنٹوں کے سربراہ ڈاکٹر احسن واسطی کو دے رکھی تھی جو صرف اس سے ہی رابطہ کر سکتا تھا۔ عمران نے فوراً گھڑی کی پن کھینچی۔ اسے گھما کر اس نے دونوں چمکتی ہوئی سوئیوں کو حرکت دے کر ایک ساتھ ملایا۔ فوراً ہی سوئیوں کی چمک ختم ہوئی اور گھڑی کے تمام حصے یکلخت روشن ہو گئے۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس۔ کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔ اوور۔" دوسری طرف سے جی اے ون ڈاکٹر واسطی کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈاکٹر واسطی۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ خیریت۔ کیوں کال کی ہے آپ نے۔ اوور۔" ——— عمران نے

انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ۔ پرنس۔ ہم نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنی تھی۔ وہ کیسا دھماکہ تھا۔ کیا ہو رہا ہے یہاں اور آپ کہاں ہیں۔ اوور۔" ——— دوسری طرف سے ڈاکٹر واسطی کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے ڈاکٹر۔ چند مجرموں نے یہاں حملہ کیا تھا۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے ان پر قابو پا لیا ہے۔ چند ایک بچ گئے ہیں جن پر ہم قابو پانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ اطمینان سے رہیں اور جب تک میں آپ کو خود کال نہ کروں آپ تہہ خانے کا راستہ نہیں کھولیں گے۔ ایک بار میں پھر کہہ رہا ہوں۔ جب تک پرنس آف ڈھمپ کے کوڈ کے ساتھ آپ کو کال نہ کروں آپ کسی بھی صورت میں تہہ خانے کا راستہ اوپن نہیں کریں گے۔ آپ سمجھ گئے اوور۔" ——— عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ لیکن کب تک۔ کب تک ہمیں یہاں رہنا پڑے گا اور آپ نے ہمیں ابھی تک یہ بھی نہیں بتایا کہ آپ ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں۔ ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں اور وہ دشمن کون ہیں جو اس طرح خوفناک دھماکے کر رہے ہیں۔ اوور۔" ——— دوسری طرف سے ڈاکٹر واسطی نے بھی تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"تھوڑا سا انتظار کریں ڈاکٹر۔ میں بہت جلد آپ کے پاس آؤں گا۔ پھر میں آپ کو ساری تفصیل بتا دوں گا۔ اس وقت میں بہت

جلدی میں ہوں۔ گڈ بائے اینڈ اوور اینڈ آل۔"۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر آف کرنے کے لئے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک اس نے ٹرانسمیٹر سے ڈاکٹر واسطی کی چیختی ہوئی آواز سنی۔

"اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"ڈاکٹر واسطی کیا ہوا ہے۔ ہیلو۔ ڈاکٹر واسطی۔ اوور۔" عمران نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے ڈاکٹر واسطی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"ڈاکٹر واسطی۔ آپ جواب کیوں نہیں دے رہے۔ آپ خیریت سے تو ہیں۔ اوور۔"۔۔۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا مگر جواب ندارد۔ اب تو عمران کا دماغ جیسے سلگ اٹھا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر برق رفتاری سے کھنڈرات کی طرف دوڑنے لگا۔ اس کے دل و دماغ میں آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ ڈاکٹر واسطی کا چیخنا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور پھر ان کا جواب نہ دینا عمران کو ہلا دینے کے لیے کافی تھا۔ اس قدر سخت اور فول پروف حفاظتی انتظامات کے باوجود دادا رستم اگر ان تک پہنچ گیا تھا یا اس نے ان سب کو ہلاک کرنے کے لئے کوئی اقدام کرنا شروع کر دیئے تھے تو یہ عمران کے لئے ایک بہت بڑی شکست تھی۔ ایسی شکست جسے وہ کسی بھی صورت میں قبول نہیں کر سکتا تھا۔

اس کے پیروں کو جیسے پر لگ گئے تھے۔ وہ انتہائی تیز رفتاری

سے درختوں کے بیچوں بیچ گزرتا ہوا اور جھاڑیوں پر سے چھلانگیں مارتا ہوا اڑا جا رہا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک بہت بڑے حویلی نما کھنڈر میں پہنچ گیا۔

حویلی خاصی پرانی تھی۔ اس کی دیواریں جگہ جگہ سے گر چکی تھیں۔ کچھ کمرے منہدم ہو چکے تھے اور کچھ کی چھتیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ ہر طرف گرد و غبار کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ عمارت کے ٹوٹے ہوئے حصے بکھرے ہوئے تھے۔ عمران ان ٹوٹے پھوٹے راستوں سے گزرتا ہوا اندر کی طرف جا رہا تھا۔

"دادا رستم کہاں ہو تم۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔" اچانک عمران نے اونچی آواز میں دادا رستم کو پکارتے ہوئے کہا مگر جواب میں دادا رستم کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ عمران اسے کھنڈر کے ہر حصے میں تلاش کر رہا تھا مگر دادا رستم اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ایک کمرے میں داخل ہو کر وہ اس دیوار کی طرف بڑھا جس کے پیچھے تہہ خانے میں جانے والا راستہ تھا۔ مگر دیوار اپنی جگہ سلامت تھی۔ اس دیوار کو اندر سے ہی کسی میکنزم کے ذریعے کھولا جا سکتا تھا۔ اسے باہر سے کھولنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ عمران اس کمرے سے نکلا اور ایک بار پھر دادا رستم کو آوازیں دینے لگا۔ اس نے سارا کھنڈر چھان مارا۔ مگر دادا رستم تو یوں غائب تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

"ہونہہ۔ تہہ خانے کا داخلی راستہ بند ہے۔ آخر دادا رستم تہہ خانے میں کیسے جا سکتا ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں

بڑبڑا کر کہا۔ اس کا یہ خدشہ بے بنیاد ہی ثابت ہوا تھا کہ دادا رستم نے کہیں طیش میں آ کر ریڈ فائر ریز سے اس عمارت کو ہی نقصان نہ پہنچا دیا ہو۔

دادا رستم اگر وہاں نہیں تھا تو کہاں تھا اور ٹرانسمیٹر پر ڈاکٹر واسطی نے یہ کیوں کہا تھا کہ "یہ کیا ہو رہا ہے۔" اور پھر اس نے عمران کی بات کا کوئی جواب بھی نہیں دیا تھا۔

عمران کی فراخ پیشانی پر لکیروں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ وہ ایک بار پھر کھنڈر سے نکلا اور کھنڈر کے اطراف کا جائزہ لینے لگا۔ مگر دادا رستم کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر اچانک جنگل کی طرف سے عمران کو کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ شاید دادا رستم آ رہا ہے۔" ——— عمران نے سوچا۔ اس نے چھلانگ لگائی اور تیزی سے اس طرف نکلتا چلا گیا جس طرف سے قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس آ گیا اور پھر وہ کچھ سوچ کر درخت بدلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے ایک شخص دکھائی دیا جو کھنڈرات کی طرف آ رہا تھا۔

"یہ تو دادا رستم نہیں ہے۔" ——— عمران کے منہ سے نکلا۔ نوجوان کا حلیہ اور اس کا قد کاٹھ دادا رستم کے برعکس تھا۔

"اگر یہ دادا رستم نہیں ہے تو دادا رستم کہاں ہے۔" ——— عمران نے پریشانی کے عالم میں خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے کھنڈر کا ایک ایک حصہ چھان مارا تھا مگر دادا رستم اسے کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔

عمران سوچنے لگا کہ کہیں دادا رستم تہہ خانے میں تو نہیں چلا گیا لیکن یہ کیسے ممکن تھا۔ دادا رستم اس تہہ خانے میں کیسے جا سکتا تھا۔ اس راستے کو کسی صورت بھی کھولا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ آنے والا شخص اب قریب آتا جا رہا تھا۔

عمران نے سوچا کہ یہ یقیناً دادا رستم کا ساتھی ہوگا اور جس طرح یہ کھنڈروں کی طرف جا رہا تھا اس کا مطلب یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اسے وہاں دادا رستم نے ہی بلایا ہو۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ درخت کی آڑ سے نکلا اور پھر وہ نہایت تیز رفتاری سے چلتا ہوا آنے والے شخص کے سامنے آ گیا۔

دادا رستم تہہ خانے میں موجود تھا۔ وہ عمران کو ریڈ فائر ریز سے ہلاک کر کے بھاگتا ہوا ان کھنڈروں کی طرف آ گیا تھا۔ اس نے کھنڈروں میں ایک ایک حصے کو چیک کیا تھا مگر اسے وہاں کوئی فلسطینی ایجنٹ دکھائی نہیں دیا تھا۔ پھر اس نے لباس کی اندرونی جیب سے ایک سپیشل گلاسز والا چشمہ نکالا۔ چشمے کے سروں پر لگے ہوئے چند بٹن اس نے پریس کئے تو گلاسز کا اندرونی حصہ سبزی مائل ہو گیا۔ اب دادا رستم ان گلاسز کی مدد سے دیواروں کے آر پار بھی دیکھ سکتا تھا۔

وہ ان سپیشل گلاسز کے چشمے سے کھنڈروں کی دیواروں اور زمین کے نیچے جھانکنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اسے ایک تہہ خانہ دکھائی دے گیا جس میں اسے چار متحرک سائے سے دکھائی دے رہے تھے۔ ان سایوں کو دیکھ کر دادا رستم سمجھ گیا کہ یہ وہی افراد ہیں جن کی تلاش میں وہ یہاں آیا ہے۔ تہہ خانہ اور تہہ خانے میں موجود فلسطینی ایجنٹس تو

اسے نظر آ گئے تھے مگر اسے تہہ خانے میں داخل ہونے کا کوئی بھی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایک طرف نیچے سیڑھیاں ضرور جا رہی تھیں مگر اوپر ایک دیوار تھی جس پر بڑے بڑے فولادی کڑے لگے ہوئے تھے جیسے دیوار سے دو حصوں کو خاص طور پر بند کیا گیا ہو۔ اس راستے کو دیکھ کر دادا رستم سمجھ گیا کہ اس تہہ خانے میں جانے کا ایک ہی راستہ ہے جسے اندر سے بند کر دیا گیا ہے اور جب تک اندر سے ان کڑوں کو نہ کھولا جائے تہہ خانے کا راستہ نہیں کھل سکتا تھا۔ پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اسے ایک دیوار میں ایک سوراخ سا دکھائی دیا۔ یہ سوراخ اوپر سے سیدھا تہہ خانے میں جا رہا تھا۔ دادا رستم نے غور کیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک بڑی سی چمنی کا سوراخ تھا جو چھت اور ایک دیوار میں سے گزرتا ہوا سیدھا تہہ خانے میں جا رہا تھا۔

اس چمنی کے سوراخ کو دیکھ کر دادا رستم کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ وہ بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور پھر ایک ٹوٹے پھوٹے راستے اور سیڑھیوں سے ہوتا ہوا کھنڈر کی چھت پر آ گیا۔ چھت کا زیادہ تر حصہ ٹوٹ چکا تھا۔ صرف اس کے چند کنارے باقی تھے اور جنوبی کونے میں ایک بڑی سی چمنی تھی جس کی کئی اینٹیں نکلی ہوئی تھیں۔ چمنی کے سوراخ پر ایک تکونی چھت تھی۔

دادا رستم چھت کے کناروں پر چلتا ہوا اس چمنی کی طرف بڑھنے لگا۔ چمنی چھت سے زیادہ بلندی پر نہیں تھی۔ دادا رستم نے چمنی کے پاس آ کر ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا۔ پھر اس نے لباس کی خفیہ جیب سے

ایک چھوٹا سا گیس بم نکالا۔ اس نے اس بم کی سیفٹی پن دانتوں سے کھینچی اور بم کو چمنی کے سوراخ میں پھینک دیا۔ گیس بم چمنی کی دیواروں سے ٹکراتا ہوا نیچے گر گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔"—— اچانک دادا رستم کو چمنی سے کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سن کر دادا رستم بے اختیار مسکرا دیا تھا۔ وہ چند لمحے وہیں کھڑا رہا۔ اسے دوسری کوئی آواز سنائی نہ دی تو وہ چمنی کی دیوار پر اوپر چڑھا اور پھر وہ چمنی کے سوراخ میں آ گیا۔ اس نے جیب سے ماسک نکال کر منہ پر چڑھایا۔ اور پھر وہ ہاتھوں اور پیروں سے چمنی کی اندرونی دیواروں پر پھسلتا اور گھسٹتا ہوا نیچے آ گیا تھا۔ نیچے ایک بہت بڑا کمرہ تھا جہاں دو بڑی بڑی مشینیں ورک کر رہی تھیں۔ سامنے لوہے کی میز کرسیاں پڑی تھیں جن کے قریب چار آدمی گرے پڑے تھے۔ دادا رستم نے آگے بڑھ کر پہلے ان مشینوں کو چیک کیا۔ وہ سائنسی حفاظتی بنیادوں پر کام کرنے والی مشینیں تھیں۔ ان مشینوں سے نہ صرف جنگل اور اس کے اردگرد کے علاقے کو چیک کیا جاسکتا تھا بلکہ ان مشینوں سے کھنڈر کے گرد ایسی ریز بھی پھیلائی جا چکی تھی۔ جن کی موجودگی میں وہاں کوئی دھماکہ خیز مواد استعمال نہیں کیا جاسکتا تھا۔ دادا رستم نے جو بم چمنی کے راستے یہاں پھینکا تھا وہ ایک زود اثر گیس بم تھا جس نے تہہ خانے میں پھٹ کر اندر موجود افراد کو ایک لمحے میں بے ہوشی کی وادیوں میں پہنچا دیا تھا۔

مشینوں کے ساتھ ایک فولادی الماری موجود تھی جس کے پٹ

کھلے ہوئے تھے۔ الماری میں خشک میووں کے ڈبے اور بہت سی دوسری اشیاء موجود تھیں۔ دادا رستم نے الماری میں رسی کا ایک گچھا دیکھا تو وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے رسی کا گچھا نکالا اور پھر وہ ان کرسیوں کی طرف بڑھا جن کے پاس چار آدمی گرے ہوئے تھے۔ دادا رستم نے ان سب کو اٹھا اٹھا کر کرسیوں پر بٹھایا اور پھر وہ رسیوں سے انہیں کرسیوں سے باندھنے لگا۔ ان سب کو رسیوں سے باندھ کر دادا رستم نے سب سے پہلے ان کے منہ کھول کر ان کے دانت چیک کیے۔ مگر ان کے دانتوں میں زہریلے کیپسول نہیں تھے۔

"حیرت ہے۔ ان گریٹ ایجنٹوں میں سے کسی کے دانتوں میں زہریلے کیپسول نہیں ہیں۔ کیا انہیں مرنے سے ڈر لگتا ہے۔" دادا رستم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے سر جھٹک کر جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھولنے لگا۔ پھر اس نے کچھ سوچ کر شیشی کا ڈھکن بند کیا اور دوسری جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر فلیرے سے بات کی اور اسے فوری طور پر کھنڈر کے پاس آنے کا حکم دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ان چاروں کو میں یہاں سے زندہ نکال لے کر جاؤں گا۔ یہ چاروں اسرائیل کے مجرم ہیں اور انہیں سزا دینے کا حق بھی اسرائیلیوں کو ہی ہے۔ انہوں نے اسرائیلیوں کا جو نقصان کیا ہے اس کا بدلہ وہ خود

ان سے لیں گے۔ میں آٹھ ایجنٹوں کو تو نہیں پکڑ سکا مگر اب چار ایجنٹ میرے قبضے میں ہیں۔ یہ تو مجھے مل گئے ہیں مگر ابھی مجھے ان سے وہ فارمولا بھی حاصل کرنا ہے جسے انہوں نے اسرائیلی لیبارٹری سے حاصل کیا تھا۔ یہ جانتے ہوں گے کہ وہ فارمولا کہاں ہے اور اس لئے انہیں یہاں سے لے جانے سے پہلے مجھے ان سے فارمولا بھی حاصل کرنا ہے۔ ورنہ میرا مشن مکمل نہیں ہوگا۔''——— دادا رستم نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے دوبارہ شیشی کا ڈھکن کھولا اور پھر اس نے شیشی کا منہ ایک آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ پھر جیسے ہی اس نے اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار دیکھے تو اس نے شیشی ہٹا دی اور دوسرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باری باری شیشی کا منہ ان چاروں کی ناک سے لگایا اور پھر اس نے شیشی کا ڈھکن بند کیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ چند ہی لمحوں میں ان چاروں کو ہوش آ گیا اور وہ پریشان نظروں سے اسے اور خود کو بندھا ہوا دیکھنے لگے۔

''کون ہو تم اور تم نے ہمیں اس طرح سے کیوں باندھا ہوا ہے۔''——— ایک ادھیڑ عمر نے دادا رستم کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ان چاروں کی آنکھوں میں حیرت اور پریشانی کے تاثرات تھے مگر وہ خوفزدہ اور گھبرائے ہوئے نہیں لگ رہے تھے۔

''تم ہاشم بن خیام ہو۔ تمہارا نام ابوقاسم ہے۔ تم ابن عبید ہو اور تم ہو ڈاکٹر واسطی۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔''——— دادا رستم نے باری باری ان سب کو ان کے نام بتاتے ہوئے کہا۔

''کون ڈاکٹر واسطی۔ کون ابن عبید۔ یہ تم کن کے نام لے رہے ہو۔''——— ایک آدمی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا جس کا دادا رستم نے ڈاکٹر واسطی نام لیا تھا۔

''تمہارا چہرہ صاف چغلی کھا رہا ہے کہ میں نے تم سب کو جو نام بتائے ہیں۔ وہ درست ہیں اور میں تمہاری آنکھوں میں تیرتے ہوئے پریشانی کے سائے بھی دیکھ رہا ہوں۔ جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ تم سب مجھے بھی بخوبی جانتے ہو۔''——— دادا رستم نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''یہ غلط ہے۔ ہم تمہیں نہیں جانتے اور تمہیں ہمارے بارے میں بہت بڑی غلط فہمی ہو رہی ہے۔ ہم وہ نہیں ہیں جن کی تلاش میں تم یہاں آئے ہو۔''——— ڈاکٹر واسطی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اگر تم وہ نہیں ہو تو کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو۔'' دادا رستم نے کہا اس کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

''ہم یہاں اپنی مرضی سے نہیں آئے ہیں۔''——— ڈاکٹر واسطی کے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان نے منہ بنا کر کہا۔

''بہت خوب۔ تو تم کہنا چاہتے ہو کہ تم چاروں کو عمران یہاں لایا ہے۔''——— دادا رستم نے اسی لہجے میں کہا۔

''کون عمران۔ ہم کسی عمران کو نہیں جانتے۔''——— تیسرے نوجوان نے کہا۔

''بہرحال۔ ایک بات تو ماننا پڑے گی کہ تم سب واقعی بڑے دل

گردے کے مالک ہو۔ تم چاروں اور تمہارے وہ چار ساتھی جو میرے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تھے۔ سب میں ایک بات کامن ہے اور وہ یہ کہ تم مجھے جانتے بھی ہو کہ میں دادا رستم ہوں۔ اس کے باوجود بھی تم میں سے کسی کے چہرے پر میں نے اپنے لئے خوف اور دہشت کی کوئی علامت نہیں دیکھی حالانکہ ایکریمیا اور اسرائیل کے بڑے بڑے جرائم پیشہ افراد اور بڑے بڑے ایجنٹ میرا نام سن کر خوف سے کانپ جاتے ہیں۔"۔۔۔۔ دادا رستم نے کہا۔

"کیوں۔ کیا تم خود کو توپ سمجھتے ہو۔"۔۔۔۔ چوتھے آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"توپ۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں توپ سے بھی بڑی چیز ہوں۔ بہرحال میں تمہارے ساتھ اپنا مزید وقت برباد نہیں کروں گا۔ یہ بتاؤ۔ پی ایل ڈی فارمولا کہاں ہے۔ میں جانتا ہوں۔ تم اس سے بھی انکار کرو گے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم مرنے سے بھی نہیں ڈرتے اور تم سب اذیتیں اور خوفناک تکلیفیں برداشت کرنے کا بھی فن جانتے ہو۔ مگر میں تم فلسطینی ایجنٹوں کے ساتھ فارمولا بھی اسرائیل لے جانا چاہتا ہوں اور اس کے لئے مجھے ظاہر ہے تم سب کی زبانیں کھلوانی پڑیں گی۔ پہلے میں نے تمہارے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے ہلاک کیا تھا۔ لیکن اب میں تم سب کو ایک دوسرے کے سامنے انتہائی اذیت ناک اور کربناک موت ماروں گا جسے دیکھ کر تم میں سے کسی ایک کی زبان تو کھلے گی۔"۔۔۔۔ دادا رستم رکے بغیر بولتا چلا گیا اور اس نے جیب

سے وہی پسٹل نکال لیا جس سے اس نے عمران پر ریڈ فائر ریز پھینکی تھی۔

"یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کک۔ کیا ہے یہ۔ تمہیں ہمارے بارے میں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ ہم وہ نہیں ہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔"۔۔۔۔ ایک نوجوان نے دادا رستم کے ہاتھ میں لیزر پسٹل دیکھ کر بڑے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ دوسرے افراد کے چہروں پر بھی یکلخت بلا کا خوف اور گھبراہٹ کے تاثرات دکھائی دینے لگے تھے۔ لیکن دادا رستم صاف محسوس کر رہا تھا کہ ان کا خوف اور ان کے گھبرانے کے تاثرات اصلی نہیں تھے۔ وہ سب اداکاری کر رہے تھے بلکہ دادا رستم ان کی آنکھوں میں اپنے لئے گہرا طنز اور غضب کی نفرت دیکھ رہا تھا۔

دادا رستم نے غراتے ہوئے پسٹل کا رخ ایک نوجوان کی طرف کر کے اس کا بٹن پریس کر دیا۔ پسٹل سے سرخ شعاع سی نکل کر نوجوان پر پڑی۔ نوجوان کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ یکلخت ساکت ہوگیا۔ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی تھی۔ دوسرے لمحے اچانک اس کا جسم سیاہ ہونے لگا اور پھر اچانک اس کے جسم سے دھواں اٹھنے لگا اور اس کے جسم سے تڑاخوں کی ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے خشک لکڑیاں جل جل کر تڑختی ہیں۔ اسی لمحے اس نوجوان کا سر اس کی گردن سے الگ ہو کر گرا۔ پھر اس کے دونوں بازو گرے اور پھر اس کی ٹانگیں گھٹنوں سے ٹوٹ کر نیچے گر گئیں۔ اس کے ساتھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے ساتھی کا یہ بھیانک اور خوفناک حشر دیکھ رہے تھے۔

"نن۔نہیں۔نہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔تم نے ہاشم بن خیام کو ہلاک کر کے اچھا نہیں کیا ہے دادا رستم۔تم۔تم۔ ہلاک ہونے والے نوجوان کے قریب موجود دوسرے نوجوان نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا مگر پھر وہ یکلخت خاموش ہوگیا۔ جیسے یہ بات اس کے منہ سے غیر ارادتاً نکل گئی ہو۔اسے اس طرح بولتے دیکھ کر باقی دو اس کی طرف تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گئے تھے۔

"بہت خوب۔ چلو ہاشم بن خیام کا بھیانک انجام دیکھ کر تمہیں اس کا اور میرا نام تو یاد آیا"۔۔۔۔ دادا رستم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں دادا رستم۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں فلسطینی ایجنٹ ہوں اور میرا نام ڈاکٹر واسطی ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر واسطی نے غراتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔اب آئے ہو نا لائن پر"۔۔۔۔ دادا رستم نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم جو چاہے کرلو دادا رستم۔ چاہے ہم سب کو ہلاک کر دو۔مگر ہم تمہیں فارمولے کے بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے"۔۔۔۔ ابن عبید نے کہا۔اس کے چہرے پر بے پناہ تناؤ اور خود اعتمادی دکھائی دے رہی تھی۔

"ابھی معلوم ہوجاتا ہے کہ تم سب کتنے پانی میں ہو"۔دادا رستم نے ان کی باتیں سن کر غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اس نے پسٹل کا رخ تیسرے نوجوان جو ابوقاسم تھا کی طرف کر کے پسٹل کا دوسرا

بٹن پریس کر کے ہاتھ جھٹکا تو پسٹل سے اس بار نیلے رنگ کی روشنی کی لکیر نکلی اور اس کی دونوں ٹانگوں سے گزر گئی۔ ابوقاسم کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ کرسی پر بندھا بری طرح سے تڑپنے لگا۔اس کی دونوں ٹانگیں گھٹنوں کے نیچے سے کٹ کر الگ ہوگئی تھیں اور اس کی کٹی ہوئی ٹانگوں سے خون فواروں کی طرح پھوٹ نکلا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دادا رستم نے تلوار مار کر ایک جھٹکے سے اس کی دونوں ٹانگیں کاٹ دی ہوں۔

"بولو۔کہاں ہے فارمولا۔کس پاس ہے۔ بولو"۔۔۔۔ دادا رستم نے اس کی چیخوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔

"نہیں بتاؤں گا۔ہرگز نہیں بتاؤں گا"۔۔۔۔ ابوقاسم نے تکلیف اور ناقابل برداشت اذیت کے باوجود بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ دادا رستم نے پھر بٹن پریس کر کے پسٹل لہرایا تو اس بار ابوقاسم کا ایک بازو اس کے کاندھے سے الگ ہو گیا۔ ابوقاسم کی دلخراش چیخوں سے تہہ خانے کی چھت اڑنے لگی۔

"بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔نہیں تو ایک ایک کر کے میں تمہارے تمام اعضاء کاٹ دوں گا"۔۔۔۔ دادا رستم نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"تت۔تم جو مرضی کرلو دادا رستم۔تم ہماری زبان نہیں کھلوا سکتے۔ کبھی نہیں"۔۔۔۔ ابوقاسم نے اسی لہجے میں کہا تو دادا رستم کا چہرہ غصے سے سیاہ ہوگیا۔اس نے لیزر سے اس کا دوسرا بازو بھی کاٹ دیا۔ پھر وہ انتہائی درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لیزر سے ابوقاسم کے جسم

کے ٹکڑے کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں کرسی پر اور کرسی کے نیچے ابوقاسم کے سینکڑوں ٹکڑے پڑے تھے جو ابھی تک پھڑک رہے تھے جیسے اس کے جسم کے ایک ایک ٹکڑے میں ابھی تک جان پھنسی ہوئی ہو۔

"اب تم بتاؤ۔" ـــــ دادا رستم نے ڈاکٹر واسطی کی جانب خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب بلا کی درندگی نفرت اور خوفناکی چھائی ہوئی تھی۔

"تم نے ہمارے پہلے بھی چار ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا دادا رستم۔ اب ہمارے سامنے تم نے ہمارے دو ساتھیوں کو جس درندگی اور بھیانک طریقے سے ہلاک کیا ہے۔ ان کی ہلاکت اور ان کا اٹل فیصلہ دیکھ کر میرا حوصلہ اور بھی بڑھ گیا ہے۔ میرا بھی وہی جواب ہے جو ان کا تھا۔ میں بھی تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔" ـــــ ڈاکٹر واسطی نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور تم۔ تمہارا کیا جواب ہے۔" ـــــ دادا رستم نے ابوعبید کی طرف دیکھ کر گرجتے ہوئے کہا۔

"وہی جو ڈاکٹر واسطی نے کہا ہے۔" ـــــ ابوعبید نے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی بے پناہ سکون تھا جیسے اپنے دو ساتھیوں کو اس قدر بھیانک اور اذیت ناک انداز میں ہلاک ہوتے دیکھ کر اس کا حوصلہ نہ ٹوٹا ہو۔ اس کا چٹانوں جیسا ٹھوس لہجہ دیکھ کر دادا رستم غصے سے جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔

"دل تو چاہتا ہے کہ تم دونوں کو ان سے بھی زیادہ اذیتناک اور

بھیانک انداز میں ہلاک کروں اور تم دونوں کا ایسا بھیانک حشر کروں کہ تمہاری روحیں بھی کانپ اٹھیں۔ لیکن میں نے اگر تمہیں ہلاک کر دیا تو مجھے پی ایل ڈی فارمولے کے بارے میں کون بتائے گا۔ ٹھیک ہے۔ میں تم دونوں کو زندہ چھوڑ رہا ہوں۔ میں تم دونوں کو اسرائیل لے جاؤں گا۔ وہاں لے جا کر میں تمہارے ذہنوں کو سکین کراؤں گا۔ تمہارے دماغ کے کسی بھی خفیہ گوشے میں پی ایل ڈی فارمولے کا راز کیوں نہ چھپا ہو۔ میں اس راز کو وہاں سے کھینچ نکالوں گا۔ فارمولا حاصل کرنے کے لئے مجھے دوبارہ طویل سفر تو کرنا ہی پڑے گا مگر میں اپنا مشن ضرور مکمل کروں گا۔ کیونکہ میرا نام رستم ہے دادا رستم۔ اور دادا رستم اپنا کوئی مشن ادھورا نہیں چھوڑتا۔" ـــــ دادا رستم غصے اور نفرت بھرے لہجے میں کہتا چلا گیا۔

"تمہارا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا دادا رستم۔ ہمارے ذہن لاکڈ ہیں اور دنیا میں ابھی ایسی کوئی سکیننگ مشین ایجاد نہیں ہوئی جو کسی کے لاکڈ مائنڈ کو کھول سکے۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہوگا کہ تم ہمیں یہیں ہلاک کر دو۔ اگر تم ہمیں زندہ لے گئے تو ہم ایک بار پھر اسرائیل پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑیں گے۔ اسرائیل پر ہم ایسی تباہی لائیں گے جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔" ـــــ ڈاکٹر واسطی نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دادا رستم کو سچ مچ غصہ دلا رہا ہو۔ اس کی بات سن کر ایک لمحے کے لئے دادا رستم کا رنگ سیاہ ہو گیا مگر پھر اس نے فوراً خود پر کنٹرول کر لیا۔

''تم واقعی بہت چالاک ہو۔ تم دونوں شاید مجھے اس لئے غصہ دلا رہے ہو کہ غصے میں آ کر میں تمہیں واقعی یہیں ہلاک کر دوں گا۔ مگر افسوس۔ مجھے غصہ ضرور آ تا ہے۔ مگر اتنا نہیں کہ میں اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھوں۔ میں اب تمہارے کسی جھانسے میں نہیں آؤں گا۔'' دادا رستم نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پسٹل کا رخ ابوعبید کی طرف کر کے پسٹل کا ایک بٹن دبایا تو اس بار پسٹل سے سبز روشنی نکلی اور سبز روشنی کی لکیر ابوعبید کے عین سر سے ٹکرائی۔ دوسرے لمحے ابوعبید کا سر ڈھلک گیا۔ اس سے پہلے کہ ڈاکٹر واسطی کچھ کہتا اس کے سر پر بھی سبز روشنی پڑی اور اس کے دماغ میں اندھیرے سے پھیلتے چلے گئے۔

''ہونہہ۔ واقعی یہ سب بڑے سخت جان اور حیرت انگیز طور پر بے پناہ قوت ارادی کے مالک ہیں۔ ان کی جگہ اگر میں نے ایسا خوفناک تشدد کسی اور پر کیا ہوتا تو وہ کب کا ٹوٹ چکا ہوتا۔ مگر یہ سب کے سب ڈھیٹ ہیں بے حد ڈھیٹ۔'' ــــــ دادا رستم نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے ڈاکٹر واسطی اور ابوعبید کو دیکھتا رہا پھر اس نے جیب سے وہی ٹرانسمیٹر نکالا جس سے اس نے فلیرے کو کال کی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس کا ایک بٹن پریس کر کے منہ کے قریب لے آیا۔

''ڈی آر۔ کالنگ یو۔ ایف۔ کہاں ہو تم۔ اوور۔'' دادا رستم نے اس بار جان بوجھ کر اپنا اور فلیرے کا نام لینے سے گریز کرتے ہوئے

کہا۔

''یس باس۔ میں وہاں پہنچ چکا ہوں۔ جہاں آپ نے مجھے آنے کا حکم دیا تھا۔ اوور۔'' ــــــ دوسری طرف سے فلیرے کی آواز سنائی دی۔

''کیا تمہارے پاس میک اپ باکس ہے۔ میں ان فلسطین ایجنٹوں کو یہاں سے کسی دوسرے میک اپ میں نکال کر لے جانا چاہتا ہوں۔ اوور۔'' ــــــ دادا رستم نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ سپیشل میک اپ باکس ہے پاس۔ اوور۔'' ــــــ فلیرے کی جواباً آواز سنائی دی۔

''گڈ۔ کیا تم اکیلے ہو۔ اوور۔'' ــــــ دادا رستم [illegible]

''یس باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور میرے [illegible] درمیان زبردست جنگ ہوئی تھی۔ انہوں نے میرے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھے بھی ہلاک کر دیتے میں نے عین وقت پر ان پر فلیش بم پھینک دیا تھا۔ فلیش بم کے اثر سے وہ فوراً مفلوج ہو گئے تھے۔ پھر میں نے ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ہلاک کر دیا۔ اوور۔'' ــــــ دوسری طرف سے فلیرے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ فلیرے گڈ شو۔ تم نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کر دیا ہے اور میں نے علی عمران کو۔ میں نے علی عمران کو ریڈ فائرز سے ہلاک کیا ہے۔ اوور۔'' ــــــ دادا رستم نے کہا۔

"ریڈ فائرریز سے ۔اوہ ۔ بہت خوب۔ یہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے باس جو عمران کو آپ نے ہلاک کر دیا ہے۔ سب سے زیادہ خطرناک انسان وہ ہی تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو وہ ہمارے لئے اور زیادہ مشکلات پیدا کرسکتا تھا۔ اوور ۔" ــــــ دوسری طرف سے فلیرے نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"مشکلات ۔ ہونہہ۔ دادا رستم کے سامنے وہ بھلا کیا مشکلات پیدا کرسکتا تھا۔ بہرحال۔ میں کھنڈر کے تہہ خانے کا راستہ کھول رہا ہوں۔ یہاں دو آدمی ہیں۔ ایک تو تم اٹھا کر لے جانا ایک کو میں اٹھالوں گا۔ اوور ۔" ــــــ دادا رستم نے کہا۔

"دو آدمی ۔لیکن باس۔ یہاں تو چار آدمی تھے۔ اوور ۔" دوسری طرف سے فلیرے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دو آدمی میرے ہاتھوں سے ضائع ہو گئے ہیں ۔ نانسنس۔ اوور۔" ــــــ دادا رستم نے کہا۔

"اوہ ۔ ٹھیک ہے باس۔ آپ راستہ اوپن کریں۔ میں آرہا ہوں۔ اوور ۔" ــــــ دوسری طرف سے فلیرے نے کہا تو دادا رستم نے اوکے اوور اینڈ آل کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھ لیا اور پھر وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں ایک مشین کی طرف بڑھ گیا جس سے تہہ خانے کا خفیہ راستہ کھولا جاسکتا تھا۔

عمران کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگی تھیں۔ اس کا یہ بدلتا ہوا روپ دیکھ کر سیکرٹ سروس کے ممبران چونک پڑے تھے۔ عمران کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا جسے اس نے ابھی ابھی آف کیا تھا۔

عمران نے آنے والے نوجوان کو جو دادا رستم کا ساتھی فلیرے تھا کو فوراً قابو میں کر لیا تھا۔ اس نے فلیرے کی کنپٹی پر مکا مار کر اسے وہیں بے ہوش کیا اور پھر اسے ایک درخت کے تنے سے باندھ دیا تھا۔ اتنی دیر میں سیکرٹ سروس کے ممبران بھی بھاگتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے۔

جولیا نے عمران کو بتایا تھا کہ اس آدمی نے ان سب کو ایک جگہ جمع دیکھ کر انہیں ایک فلیش بم سے مفلوج کر دیا تھا۔ پھر اس نے ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور اور ان کے قریب کلارٹ ٹائمر بم فکس کر دیا۔ ٹائم بم فکس کر کے وہ فوراً بھاگ گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی صفدر

فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ صفدر چونکہ فلیش بم کے بارے میں جانتا تھا۔ اس لئے جونہی فلیش بم پھٹا اس نے سانس روک لیا تھا۔ صفدر یہ جانتا تھا کہ فلیس بم کے اثر سے نکلنے کے لئے اگر سانس روک لیا جائے تو چند ہی لمحوں میں اس بم کا اثر ختم ہوجاتا ہے اور معطل اعضاء فوراً متحرک ہوجاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی ہوا تھا۔ صفدر کے ہاتھ پیر حرکت میں آ گئے تھے۔ حرکت میں آتے ہی اس نے لپک کر کلارٹ ٹائمر بم کو وہاں سے اٹھایا اور دور پھینک آیا تھا۔ پھر واپس آ کر وہ اپنے ساتھیوں کو نارمل کرنے لگا اور پھر آہستہ آہستہ سارے ممبران نارمل ہوتے چلے گئے۔ پھر کلارٹ بم کے بلاسٹ ہونے کے بعد وہ سب اس کھنڈر کی طرف دوڑ پڑے کیونکہ انہوں نے اس آدمی کو اسی طرف دوڑ کر جاتے دیکھا تھا۔ وہ چونکہ کھنڈر سے کافی دور تھے اس لئے انہیں یہاں تک پہنچنے میں دیر ہوگئی تھی۔

عمران نے انہیں کھنڈر کے چاروں طرف پھیلا دیا تھا تاکہ وہ دادا رستم کو تلاش کرتے رہیں۔ پھر اس نے نوجوان کو ہوش دلایا اور اس پر بے رحمانہ تشدد کیا جس سے فلیرے نے اس کے سامنے فوراً زبان کھول دی تھی۔ اس نے نہ صرف عمران کو اپنا نام بتادیا تھا بلکہ وہ یہاں کس طرح اور کیوں آیا تھا اس کے بارے میں بھی اس نے سب کچھ بتا دیا تھا۔ عمران نے اس سے ساری تفصیلات حاصل کیں اور پھر اس نے انتہائی بے رحمی سے اس کی گردن پر خنجر چلا کر اس کی شہ رگ کاٹ دی۔ فلیرے درخت کے تنے سے بندھا چند ہی لمحوں میں تڑپ تڑپ کر

ہلاک ہوگیا تھا۔

اسے فلیرے نے بتا دیا تھا کہ دادا رستم تہہ خانے میں پہنچ چکا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ دادا رستم آخر کس راستے سے تہہ خانے میں گیا ہوگا۔ پھر اچانک عمران کو اس چمنی کا خیال آیا جو تہہ خانے سے چھت پر نکلتی تھی۔ اسی لمحے وہاں صفدر دوڑتا ہوا آ گیا۔ اس نے عمران کو بتایا کہ اس نے چھت کی چمنی سے ایک انسان کی دلخراش چیخیں سنی ہیں۔ عمران دوڑتا ہوا کھنڈر میں آ گیا۔

عمران چمنی کے راستے اس تہہ خانے میں جانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھ میں موجود فلیرے کے ٹرانسمٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ سیکرٹ سروس کے ممبران وہیں تھے۔ عمران نے اشارے سے انہیں خاموش رہنے کو کہا اور ٹرانسمٹر آن کردیا۔ ٹرانسمٹر سے دادا رستم کی آواز سنائی دی۔ جس نے اپنا نام ڈی آر اور فلیرے کو ایف کے کوڈ سے مخاطب کیا تھا اور پھر عمران اس سے فلیرے کی آواز اور لب ولہجے میں باتیں کرنے لگا۔ دادا رستم نے جب عمران کو پوچھنے پر بتایا کہ اس نے دو آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے تو عمران کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور اس کی آنکھیں شرارے سے اگلنے لگی تھیں۔

"تم نے دو اور آدمیوں کو ہلاک کر کے اپنی موت اور زیادہ بھیانک کر لی ہے دادا رستم۔ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے"۔۔۔۔ عمران کے حلق سے

غراہٹ بھری آواز نکلی۔

''کیا فائدہ ہوا ہماری فول پروف پلاننگ کا۔ دادا رستم نہ صرف تہہ خانے میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا بلکہ اس نے دو اور ایجنٹوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔''۔۔۔۔۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ اپنی زبان بند رکھو۔ سمجھے۔ ورنہ دادا رستم کے ساتھ ساتھ میں تمہارے بھی ٹکڑے کر دوں گا۔''۔۔۔۔۔ عمران نے غرا کر کہا تو اس کا خوفناک لہجہ سن کر ایک لمحے کے لئے تنویر بھی سہم گیا۔

''عمران۔''۔۔۔۔۔ جولیا نے کچھ کہنا چاہا تو عمران نے پلٹ کر اس کی طرف بھی خونخوار نظروں سے گھورنا شروع کر دیا۔ جولیا بھی عمران کی سرخ سرخ آنکھیں دیکھ کر سہم گئی۔

''تم سب یہیں رکو۔ دادا رستم نے یہ سب کر کے مجھے للکارا ہے۔ میں اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔ خبردار۔ میرے اور دادا رستم کے درمیان کوئی نہ آئے ورنہ اس کے ساتھ ساتھ میں اسے بھی چیر کر رکھ دوں گا۔''۔۔۔۔۔ عمران نے اس قدر خوفناک لہجے میں کہا کہ وہ سب حیرت اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ عمران نے مشین گن ایک طرف پھینکی اور تیز تیز چلتا ہوا کھنڈر کے اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں سے تہہ خانے کا راستہ کھلتا تھا۔ وہ کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ اسے ایک دیوار سرر کی آواز کے ساتھ کھلتی ہوئی نظر آئی۔ عمران نے جمپ لگایا اور تقریباً اڑتا ہوا دیوار کے قریب چلا گیا۔ دیوار میں ایک دروازے جیسا خلاء نمودار ہو گیا تھا جہاں سے سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران فوراً اس خلاء کے پاس دیوار کے ساتھ لگ گیا تھا۔

''فلیرے۔ کیا تم اندر آ گئے ہو۔''۔۔۔۔۔ اچانک نیچے سے دادا رستم کی تیز آواز سنائی دی۔ مگر عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

''ہونہہ۔ یہ فلیرے آخر کہاں رہ گیا ہے۔ آیا کیوں نہیں اب تک۔''۔۔۔۔۔ نیچے سے دادا رستم کی تیز آواز سنائی دی اور پھر عمران نے قدموں کی آواز سنی جیسے کوئی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ رہا ہو۔

''فلیرے۔''۔۔۔۔۔ دادا رستم نے ایک بار پھر نیچے سے فلیرے کو پکارا۔ عمران نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ البتہ سیڑھیاں چڑھنے کی آواز سن کر اس کے اعصاب تن گئے تھے اور اس کے چہرے پر یکلخت چٹانوں جیسی سختی ابھر آئی تھی۔ پھر چند ہی لمحوں بعد اچانک دادا رستم اوپر آ گیا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔ شاید وہ باہر نکل کر فلیرے کو دیکھنے آیا تھا۔ آخری سیڑھی پر چڑھ کر جیسے ہی وہ کمرے میں آیا۔ کسی کی موجودگی کا احساس کر کے وہ بجلی کی سی تیزی سے اس طرف مڑا جہاں عمران کھڑا تھا مگر اس وقت تک عمران حرکت میں آ چکا تھا۔ دادا رستم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ بری طرح سے چیختا ہوا اچھلا اور دائیں طرف دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے ہاتھ میں وہی ریز پسٹل تھا جس سے اس نے عمران کو جلا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ عمران نے اس کے

پلٹتے ہی جمپ لگا کر اس پر حملہ کر دیا تھا۔ وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح دادا رستم سے ٹکرایا تھا جس کے نتیجے میں دادا رستم اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا تھا اور اس کے ہاتھ سے ریز پسٹل نکل گیا تھا۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ جیسے ہی نیچے گرا۔ اس نے خود کو سنبھال لیا اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے جسم میں سپرنگ لگے ہوں اور پھر اس کی نظریں جونہی عمران پر پڑیں اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تم۔تم زندہ ہو۔"۔۔۔۔ دادا رستم نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کے منہ سے بمشکل آواز نکلی ہو۔

"ہاں۔تم جیسے درندہ صفت انسان کو ہلاک کرنے کے لئے میں زندہ ہوں۔"۔۔۔۔ عمران نے حلق کے بل غرا کر کہا۔

"اوہ۔ لیکن یہ کیسے ہو گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے تو تم پر ریڈ ریز پھینکی تھی۔ اس ریز سے تو تناور درخت بھی ایک لمحے میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں۔ پھر تم۔ تم زندہ کیسے ہو سکتے ہو۔ کیسے۔" دادا رستم کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ واقعی عمران کو دیکھ کر یوں آنکھیں پھاڑ رہا تھا جیسے اسے عمران کے زندہ ہونے کا یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"تم جیسے درندوں کو درندگی کا اصل رنگ دکھانے کے لئے مجھے میرے اللہ نے زندہ رکھا ہے دادا رستم۔ تم نے جس طرح پہلے چار اور اب دو گریٹ ایجنٹس کو ہلاک کیا ہے۔ میں ان کا تم سے بھیانک انتقام لینے کے لیے زندہ ہوں۔ تم درندے ہو تو میں تم سے بھی بڑا درندہ ہوں

اور میں تمہیں جس درندگی سے ہلاک کروں گا اس کا تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اس کے لہجے میں واقعی خونخوار درندے کی سی گرج تھی۔

"ہونہہ۔ دادا رستم جیسے درندے کے تم پاسنگ بھی نہیں ہو عمران۔ اگر تم میری نادانستگی میں ریڈ ریز سے بچ گئے ہو تو مت [illegible] تمہیں ہلاک نہیں کر سکتا۔ دادا رستم کی طاقت کے سامنے [illegible] کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔"۔۔۔۔ دادا رستم نے [illegible] بجلی کی سی تیزی سے اس طرف جھپٹا جہاں اس کا ریز پسٹل پڑا [illegible] اس سے پہلے کہ وہ پسٹل اٹھاتا۔ عمران نے اپنے جسم کو کسی لٹو کی طرح گھمایا اور پھر اس کی گھومتی ہوئی لات پوری قوت سے دادا رستم کے منہ پر پڑی۔

دادا رستم کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی۔ اس کا جسم پلٹا اور وہ کمر کے بل نیچے گرا۔ عمران اس کی طرف بڑھا تو دادا رستم نے اچانک ماہر جمناسٹک کے انداز میں قلابازی کھائی اور عمران کے سینے پر دونوں ٹانگیں مارنی چاہیں۔ مگر اب عمران سنبھلا ہوا تھا۔ جیسے ہی دادا رستم نے قلابازی کھائی۔ عمران کی لات میکانکی انداز میں حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی نوک پوری قوت سے قلازی کھاتے ہوئے دادا رستم کے سینے پر پڑی اور دادا رستم چیخ مار کر پیٹ کے بل زور دار دھماکے سے زمین پر گرا۔

عمران اچھل کر فوراً سائیڈ میں آ گیا۔ دادا رستم نیچے گر کر

اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران یک لخت اچھل کر اور قلابازی کھاتا ہوا اس کی کمر پر گرا تو دادا رستم بری طرح سے پھڑکنے لگا۔ عمران اچھل کر اس کی کمر سے نیچے آیا ہی تھا کہ اچانک دادا رستم کا جسم کسی پھرکی کی طرح گھوما اور اس کی دونوں ٹانگیں سمٹ کر کسی فولادی لٹھ کی طرح عمران کی پنڈلی سے ٹکرائیں اور عمران بے اختیار پہلو کے بل زمین پر گر گیا۔ اس نے گرتے ہوئے زمین پر دونوں ہاتھ رکھے اور پھر وہ ہاتھوں کے زور سے اوپر اٹھا اور پھر اس کی دونوں ٹانگیں گھومتی ہوئیں دادا رستم کی طرف بڑھیں اور تیزی سے اٹھتا ہوا دادا رستم اس کی ٹانگوں کی ضرب کھا کر چیختا ہوا پشت کے بل جا گرا۔

اسی لمحے عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دادا رستم نے الٹی قلابازی کھانے کی کوشش کی مگر اس کی یہی حرکت اس کے لئے انتہائی مہلک ثابت ہوئی۔ عمران نے کسی زخمی شیر کی طرح جھپٹ کر اس کی مڑی ہوئی ٹانگیں پکڑ کر اپنے پہلوؤں میں دبائیں اور اچھل کر اس تے دونوں پیر اس کے بازوؤں پر رکھ دیئے۔ ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو دائیں طرف خم دیا تو دادا رستم اس قدر بھیانک انداز میں چیخنے لگا جیسے اسے کوئی ذبح کر رہا ہو۔ اس کا سر نیچے تھا۔ عمران نے اس کا جسم کمان کی طرح موڑ رکھا تھا۔ عمران نے اپنے جسم کا دباؤ بڑھایا تو کھنڈروں میں دادا رستم کی چیخیں گونجنے لگیں۔ پھر عمران نے اچانک ایک زور دار جھٹکا دیا تو کڑک کی زور دار آواز کے ساتھ دادا رستم کی کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ عمران کے زوار دار جھٹکے نے نہ صرف اس کی کمر کی ہڈی بلکہ

کئی پسلیاں بھی توڑ دی تھیں جو نوکیلے خنجروں کی طرح جسم کے مڑتے ہی اس کے سینے سے باہر آ گئی تھیں اور دادا رستم کا جسم دو حصوں میں ٹوٹ کر جیسے کمر سے مل گیا تھا۔ اس کا جسم بری طرح سے پھڑک رہا تھا۔ عمران نے اس کے پھڑکتے ہوئے جسم کو پرے دھکیلا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحے دادا رستم اسی طرح پھڑکتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عمران نے غضبناک نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر دادا رستم کا گرا ہوا ریز پسٹل اٹھا لیا۔

”ہونہہ۔ بڑا لڑا! کا بنا پھرتا تھا۔ ایک ہی جھٹکے سے ہلاک ہو گیا۔ ابھی تو میں نے آغاز کیا تھا۔ میں اس کی ایک ایک ہڈی توڑ کر اسے بتانا چاہتا تھا کہ درندگی کسے کہتے ہیں اور اذیت کیا ہوتی ہے۔“ عمران کے منہ سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔ اس نے ریز پسٹل کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر اس نے پسٹل کا رخ دادا رستم کی لاش کی طرف کر کے اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ پسٹل سے سرخ روشنی سی نکل کر دادا رستم کی لاش پر پڑی۔ ایک لمحے کے لئے دادا رستم کی لاش سیاہ ہوئی اور پھر اس سے دھواں اٹھنے لگا۔ دوسرے لمحے اچانک اس کے جسم میں آگ بھڑک اٹھی اور اس کی لاش خشک لکڑیوں کی طرح جلنے لگی۔

عمران نے مڑ کر دیکھا تو اسے دروازے کے پاس سیکرٹ سروس کے ممبران کھڑے نظر آئے جو نہ جانے کب وہاں آ گئے تھے اور وہ عمران کی جانب سہمی سہمی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے شاید

دادا رستم کو عمران کے ہاتھوں اس قدر خوفناک انداز میں ہلاک ہوتے دیکھ لیا تھا۔ عمران کا یہ بھیانک روپ پہلی مرتبہ ان کے سامنے آیا تھا جسے دیکھ کر ان سب کو اپنا خون رگوں میں جمتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"یہاں کھڑے کیا تانک جھانک کر رہے ہو۔"۔۔۔۔ عمران نے ان کی طرف دیکھ کر مخصوص لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے واقعی انتہائی مہارت سے خود کو نارمل کر لیا تھا۔ یہ عمران کا ہی خاصا تھا جو ایک لمحہ پہلے خوفناک اور خونخوار درندہ نظر آ رہا تھا اور اب وہ پہلے جیسا عام اور کھلنڈرا عمران بنا ہوا تھا جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔

"عمران صاحب۔ یہ۔ یہ آپ ہی ہیں۔"۔۔۔۔ صفدر نے عمران کی طرف دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ کیوں۔ کیا میں تمہیں بھوت نظر آ رہا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو فوراً جا کر اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ۔ ورنہ تنویر تمہیں دیکھ کر ڈر جائے گا۔"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔تم۔عمران میں نے پہلے کبھی تمہارا یہ بھیانک روپ نہیں دیکھا تھا۔تم دادا رستم کو اس قدر خوفناک انداز میں ہلاک کرو گے۔ مجھے اس کا تصور بھی نہ تھا۔"۔۔۔۔ جولیا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا کہہ رہی ہو۔ میں اور بھیانک روپ۔ توبہ توبہ۔ میں تو ایک معصوم اور بے ضرر سا انسان ہوں۔ ضرور تم خواب دیکھ رہی ہو۔ جلدی سے آنکھیں کھولو۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ خواب میں میرا بھیانک روپ دیکھ کر تم اور زیادہ ڈر جاؤ اور تنویر کی لاٹری نکل آئے۔"

عمران نے بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تو اس کی اداکاری پر وہ بے اختیار مسکرا دیئے۔

"واقعی عمران صاحب۔ میں نے جب آپ کے چہرے پر وحشت اور درندگی دیکھی تھی تو میں بھی ایک لمحے کے لئے کانپ کر رہ گیا تھا۔" کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ان جیسے درندہ صفت اور بے رحم انسانوں کے لئے بے رحمی اور درندگی کا ہی ثبوت دینا پڑتا ہے۔ اگر اسے ایک لمحے کا بھی موقع مل جاتا تو یہ مجھے اس سے بھی زیادہ بھیانک اور خوفناک موت مارتا۔" عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میں تو عمران صاحب کی درندگی دیکھ کر سچ مچ ڈر گئی تھی۔" کراسٹی نے کہا۔

"بس بس۔ اب اتنا بھی مت ڈرو کہ جولیا پر میرا ڈر حاوی ہو جائے۔ اگر ڈرانا ہے تو تنویر کو ڈراؤ۔ ہو سکتا ہے میرا ڈر اس کے دل میں بیٹھ جائے اور میں۔"۔۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم سے ڈرتا ہے میرا جوتا۔"۔۔۔۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"چلو آغاز جوتے سے ہی سہی۔ ایک دو بار میرا ایسا روپ اور دیکھ لو گے تو یہ ڈر تمہارے دل و دماغ تک بھی پہنچ جائے گا۔" عمران نے کہا تو ان سب کی ہنسی تیز ہو گئی۔ پھر وہ سب تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ عمران ابوعبید اور ڈاکٹر واسطی کو ہوش میں لے آیا۔ اور پھر انہیں

رسیوں سے آزاد کردیا۔ دونوں چپ چاپ اور تھکے تھکے سے لگ رہے تھے۔

''مجھے افسوس ہے ڈاکٹر واسطی کہ میں آپ کے چھ ساتھیوں کو نہیں بچا سکا۔''۔۔۔ عمران نے شرمندہ انداز میں ڈاکٹر واسطی سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے دادا رستم کے ہلاک ہونے کا بھی بتا دیا۔

''نہیں عمران صاحب۔ اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ان سب کا وقت پورا ہو گیا تھا۔ ان کے نصیب میں شہادت کا درجہ لکھا تھا جو انہیں مل گیا اور ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس سعادت سے ابھی تک محروم ہیں۔''۔۔۔ ڈاکٹر واسطی نے کہا۔

''نہیں ڈاکٹر صاحب۔ پہلے چار ایجنٹس کے لئے تو میں کچھ نہیں کہوں گا مگر یہ دو۔ آپ سب کو میں یہاں اپنی حفاظت میں لایا تھا اور آپ سب کی حفاظت میری ذمہ داری تھی۔ اس کے باوجود میں اپنی ذمہ داری پوری نہ کرسکا جس کا مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا۔''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''جو ہونا تھا ہو گیا۔ آپ کے مقابلے پر کوئی عام انسان نہیں تھا عمران صاحب۔ وہ دادا رستم تھا جو چنگیز اور ہلاکو خان کا بھی باپ تھا۔ اس جلاد صفت انسان کو ہلاک کر کے آپ نے بہت عظیم کام کیا ہے۔ جس کے لئے میں آپ کو داد دوں گا۔''۔۔۔ ابوعبید نے کہا۔

''داد اور تعریف کے مستحق تو آپ ہیں۔ آپ اور آپ کے

ساتھیوں نے جس طرح اس جلاد صفت انسان کے عذاب سہے ہیں اور جس طرح اس نے بے رحمی اور درندگی سے آپ کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ اس کے باوجود نہ آپ ٹوٹے اور نہ ہی آپ کے حوصلے پست ہوئے۔ آپ سب واقعی گریٹ ایجنٹس ہیں۔ آپ کی دلیری، ہمت، حوصلے اور آپ کی عظمت ہمارے دلوں میں اتر گئی ہے۔ اس قدر حوصلہ، اس قدر قوت برداشت، اس قدر دلیری اور اس قدر ہمت صرف آپ جیسے گریٹ ایجنٹس کا ہی خاصہ ہوسکتا ہے۔ آپ کے اس حوصلے، اس دلیری اور ہمت نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں آپ جیسے گریٹ اور عظیم انسانوں کو سلام کروں۔''۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس کا ہاتھ بے اختیار انہیں سلام کرنے کے لئے اٹھ گیا۔ اس کے دیکھا دیکھی وہاں موجود ممبران بھی ان گریٹ ایجنٹس کی عظمت کو سلام کرنے پر مجبور ہو گئے اور کمرہ یکلخت ایڑیاں بجنے کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

ظہیر احمد

یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔